سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیقِ الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبر۶ بنام افادات فاروقی حاضرِ خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرتِ اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہورہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہورہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی' اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر۔

موجودہ دور بہت معروفیت کا ہے اور ہر شخص اس معروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس معروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی معروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرتِ اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جارہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کرکے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہوگیا ہے تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کررہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہوجائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیش نظر حضرتِ اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہورہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرتِ اقدس و دیگر اولیاءِ کرام' علماءِ حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگِ درِ شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکرِ ذکر

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور' پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ○

توفیق الٰہی سے آج کی حاضری میں ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

اللہ کا ولی بننا فرض ہے اس کا طریقہ :

"پانی پت میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا کہ اللہ کا ولی بننا فرض ہے"۔ اور اس کے لئے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ "کثرت ذکر اور دوام طاعت"۔ کہ اکثر اللہ کو یاد کریں' اور ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی سے آدمی اللہ کا ولی ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ میری واجب الاحترام دینی مائیں' بہنیں' بیٹیاں' ہمیشہ کی طرح توجہ کے ساتھ بات سنیں گی۔ دھیان لگا کر' اللہ کی رضا کے لئے اور اپنی اصلاح کی نیت سے۔ تو ذکر الٰہی کے بارے میں اور یاد الٰہی کے

بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ دوام طاعت کی توفیقات تو رمضان میں خوب ملتی ہیں۔ اس کے اثرات اب بھی ہیں۔ ان اثرات کو باقی رکھنا' ترقی دینا یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی' تو کیوں نہ اس عبادت طیبہ کو قائم رکھا جائے۔ جو ماہ رمضان میں ہمیں عطا ہوئی۔ پورا رمضان دوام طاعت کی توفیق بھی ملی۔ کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی۔ تو توفیق الٰہی سے جب دونوں باتوں کی توفیق ہوئی ہے۔ تو بعد رمضان بھی ان کا دھیان رکھنا چاہئے۔ لہٰذا اسی سلسلے میں یہ باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لئے کوئی قید نہیں

حضرت والا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا : جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس کا حکم بھی ہے۔ فضیلت بھی ہے' ثواب بھی ہے' اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں لاپرواہی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور ایسی قیمتی چیز کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے۔

فرمایا : کہ اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی' ہر حالت میں آپ اللہ کا نام لے سکتے

ہیں۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے۔

اور فرمایا : کہ ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ وہ بہکاتا ہے اور ثواب سے .... محروم رکھنا چاہتا ہے۔ ذکر اللہ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ کہنا دنیا و مافیہا کی ہر نعمت سے بہتر ہے۔

ذکر اللہ کی نیت

ہر کام کی نیت ہوتی ہے۔ ذکر اللہ کی نیت یہ ہے کہ محبت الٰہی حاصل ہو جائے' محبت الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کا نام لے۔ اور ذکر کے درمیان بھی اللہ کی محبت مانگتا رہے۔ یا اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما۔ دعا کرتا رہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سو خوب سمجھ لو! یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں۔ اور اس نیت کے بعد دل دوسری طرف ہو جائے۔ نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو۔ اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے۔ تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اور اللہ کا نام مبارک' **تسبیحات** اللہ والوں سے تجویز کرالو۔ کچھ

مسنون اوراد اس وقت بھی بیان کردیئے جائیں گے۔ تاکہ اس کا اپنانا آسان ہو۔ اللہ کا نام اللہ والوں سے سیکھ لو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے دو مشن

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بھائی! میرے تو دو ہی کام ہیں۔ مجھ سے دعا کروالو اور اللہ کا نام پوچھ لو۔ یہ حضرات ولی گر ہوتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ سے جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ذکر کی بہت فضیلتیں ہیں۔ جو بہت سی روایات کے اندر اور آیات کے اندر آئی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اسی آیت مبارکہ میں ہے۔ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں عنایت سے تم کو یاد کروں گا۔ اور دیکھو میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ کفران نعمت مت کرو۔ اس میں ذکر کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ اتنے بڑے مالک' خالق' رب 'محسن اور محبوب کے نام کی توفیق مل جانا علامت ہے اس بات کی کہ اللہ پاک راضی ہیں۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سعدی اپنی زبان کو ہزار بار بھی آب گل سے دھوئے تو اس قابل

نہیں ہے کہ اس پر اللہ کا نام آسکے۔ یہ ان کا احسان ہے۔ ایک شخص حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حرم میں حاضر ہوئے۔ فرمایا حضرت سوا لاکھ مرتبہ روزانہ اللہ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن کچھ نفع محسوس نہیں ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ میاں توبہ کرو یہ تھوڑا نفع ہے کہ ذکر کی توفیق ہو رہی ہے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ شخص عارف ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا۔ توفیق ذکر اپنی ذات میں فی نفسہ بہت بڑی چیز ہے' بہت بڑی چیز ہے۔ بہت بڑی چیز ہے۔ ہم گناہ گاروں کو' ناپاکوں کو اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جائے۔ بہت بڑی چیز ہے' بات آپ کے سامنے مختصر ہوگی۔ چونکہ رمضان کے اندر دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ان عادات طیبہ کو باقی رکھنا' قائم رکھنا' ان کو ترقی دینا' یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ رمضان میں بہت ہی عافیت اور سہولت کے ساتھ دونوں باتوں کی توفیق ملی۔ گناہوں سے بچنا ہوا' کثرت ذکر کی توفیق ملی۔ کیوں نہ دوام طاعت اور کثرت ذکر کی عادت طیبہ کو قائم رکھا جائے اس کو بڑھایا جائے تقوائے رمضان کی بڑی برکات ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کا نام کسی اللہ والے سے لے لو۔ سیکھ لو۔ پوچھ لو کہ ہم اللہ کا نام کس طرح لیا کریں۔ جو مسنون اوراد ہیں۔ جو مسنون وظائف ہیں ان کو اپنے معمول میں لے آؤ۔ غرض اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید کے اندر آتا ہے۔ **قَدْ اَفْلَحَ مَنْ**

تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی کامیاب ہوا وہ شخص جو برے عقیدوں سے اور برے اخلاق سے پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا' نماز پڑھتا رہا۔ تین باتوں کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ایک تزکیہ کا حکم دیا۔ دوسرا ذکر کا' تیسرا نماز کی پابندی کا حکم دیا اور ان تینوں باتوں میں ہماری کامیابی ہے۔ اپنی اصلاح کا اہتمام کریں۔ اپنی خرابیاں دور کرلیں۔ اور اس سے مراد جو ہے وہ یہ ہے کہ تزکیہ باطن کرالیں۔ اور کثرت سے اللہ کا نام مبارک لیتے رہا کریں اور نمازوں کی پابندی رکھیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ درجے کی فلاح حاصل ہوگی۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ "جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں" دین کی باتیں بیان کرنا' دین کی باتیں سننا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

ذکر الٰہی حقیقی یہ ہے کہ تاحیات آدمی شریعت کے اتباع کا اہتمام رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھے' ہمیشہ اس بات کی یاد اس کے دل میں ہو۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔ یہ بھی ایک ذکر ہے۔ ہم اس وقت توفیق الٰہی سے ذاکرین میں سے ہیں۔ الحمدللہ غافلین میں سے نہیں ہیں۔ دین کی بات کا پیش کرنا ذکر ہے۔ دین کی باتوں کا سننا بھی ذکر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ جو ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ان پر

اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر سکون کی کیفیت نازل ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص نہ کرتا ہو انکی مثال زندوں اور مردوں کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

حدیث کے اندر ذکر کے بارے میں آتا ہے۔ حدیث قوی ہے۔ اَنَاجَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ "میں اس کا جلیس ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے"۔ حدیث کے اندر آتا ہے "تو میرا خیال رکھ میں تیری حفاظت کروں گا تو میرا ذکر کر میں اپنی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا"۔ اور جو ذاکرین ہوتے ہیں۔ ان کے کام بھی آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ جو اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کے کام بن جاتے ہیں۔ ذکر کے آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ پابندی کے ساتھ ذکر کرے۔ جسم کی غذا اللہ پاک نے مٹی سے پیدا کی ہے۔ روح کی غذا عالم بالا سے نازل فرمائی ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا اور اللہ کا ذکر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ کے لئے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ضروری ہے۔

حدیث کے اندر آتا ہے۔ جب جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھالیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجالس ذکر "جہاں پر اللہ کا نام

لیا جاتا ہو" دین کی باتیں ہوتی ہوں۔

آداب ذکر

ذکر کے آداب میں سے کیا ہے؟ حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ عقیدہ درست رکھے' فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ کسی اللہ والے سے اللہ کا نام سیکھے۔ محبت الٰہی کی نیت سے ذکر کیا کرے۔ یہ ذکر کے آداب ہیں۔

اس طرح پورا نفع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الٰہی سے۔ اتباع شریعت کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ وہ برتن زیادہ چمکدار ہوتا ہے پالش اور قلعی کے بعد جس کو پہلے مانجھ لیا جائے۔ جس کے رذائل درست ہوجائیں۔ منجھائی کے بعد رگڑائی کے بعد جب قلعی ہوتی ہے وہ زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔ میلے برتن پر قلعی بھی میلی ہوجاتی ہے۔ کالے کالے دل کے برتن کو کسی قلعی گر کے پاس لے جاؤ۔ کسی اللہ والے کے پاس لے جاؤ۔ مظروف بہت قیمتی ہے۔ اس کے لئے ظرف صاف ستھرا چاہئے۔ پہلے ظرف بنوالو۔ مٹی کے تیل کی بوتل کے اندر عطر نہیں رکھا جاتا ہے۔ "شمامۃ العنبر" کے اعلیٰ درجے کے عطر

اور خوشبو کے لئے شیشی بھی صاف ستھری چاہیے' اپنے دل کی شیشی کو صاف ستھرا کرا' کرنے والے موجود ہیں۔ رذائل سے خلط ہے تو ان سے صاف کرالو۔ شہوات دنیا کو نکال دو۔ یہ دنیا کے جھمیلے اور بکھیڑے اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کو آباد کیا ہوا ہے۔ اس کو دور کرلو۔ جب یہاں دل میں خلوت ہو جائے گی۔ ابھی تو ذکر کی تیاری ہو رہی ہے۔ دیکھنا تو سہی جب اخلاص کے ساتھ ذکر میں لگو گے ان کی یاد آجائے گی۔ ان کا ذکر آجائے گا۔ میاں آجائیں گے۔ اسی کو کہا ہے خواجہ صاحب نے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اور خلوت بھی کیسی ہے۔ قلب کے اندر خلوت کیا ہے؟ سارے رذائل اور گندگیاں دور ہوگئی ہیں۔ میل کچیل اب دل میں نہیں رہا۔

آمد و شد میں نفس کے ہم ذکر ہو کرتے رہے
اور بھری محفل میں ہم ان سے گفتگو کرتے رہے

حقیقی خلوت

میری بیٹیو! گھر کا کام کاج کرتی رہنا۔ شوہر کے حقوق ادا کرتی رہنا اور یہاں یاد لگی رہے۔ یہ ہے خلوت کسی کوٹھڑی کی ضرورت نہیں۔ دل کی کوٹھڑی کو

خالی کرلو۔ غیر اللہ سے رزائل سے' گندگیوں سے' گناہوں سے' جھگڑے' جھمیلوں سے' دنیا کی محبت اور شہوات سے بس تخلیہ ہوگیا' خلوت ہوگئی' یہی حجرہ کافی ہے' لگ کر تو دیکھو۔ کتنا فائدہ ہے اللہ کی یاد میں' اللہ کے ذکر میں۔ ہر وہ آدمی جو اللہ کی یاد میں لگا خدا کی قسم بامراد ہوا' نامراد کوئی بھی نہیں ہوا۔ آج تک اس راستے کے اندر حدیث شریف میں آتا ہے۔ جو شخص کسی جگہ جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ ٹوٹا ہوگا جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ کھڑے' بیٹھے' چلتے' پھرتے' اٹھتے' بیٹھتے ہر حالت میں اللہ کا نام لیتے رہو۔

زیادہ باتیں کرنے کا نقصان

زیادہ باتیں کرنے سے دل میں سختی آجاتی ہے۔ اور جس دل میں سختی ہو وہ دل اللہ سے دو ہوجاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں "قساوت قلبی" یعنی دل کی سختی' اور جس دل میں اللہ کے ذکر کی برکت سے ملائمت ہو وہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہوگئے ہیں (مراد نفلی اعمال ہیں) فرائض وواجبات تو ہیں ہی مختصر سے۔ اب تو رونا یہ کہ فرائض و واجبات کی پابندی نہیں ہے۔ گناہوں سے بچنا نہیں ہے۔ یہ نفلی اعمال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہوگئے۔ نفلی اعمال اور نفلی فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سب کا یاد رکھنا اور تمام نفل اعمال پر عمل کرنا یہ مشکل ہے۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ بس وہ کام کرلوں سارے کاموں کا فائدہ ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا عمل ہے! جس کے کرنے سے تمام نفلی اعمال کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے تیری زبان تر رہے۔ (تیری زبان پر اللہ کا ذکر جاری رہے) حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے" حرکت کرتی رہتی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر لبوں پر ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ذکر لینے کے لئے وہ اوپر سے اترتے ہیں۔ دیکھ لیجئے! کہ اس کا رن وے کون سا ہے؟ آپ کے ہونٹ ہیں' آپ کے لب ہیں۔ یہاں ملائکہ کا جھمگٹا رہتا ہے۔ حدیث شریف کے اندر آتا ہے "ملائکہ نازل ہوتے رہتے ہیں اور جس وقت تک آدمی ذکر کرتا رہتا ہے اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ گناہ سے بچا رہتا ہے"۔

گناہوں کے خیالات کا علاج

بہت سے لوگ کہتے ہیں جی رات کو گناہوں کے خیالات بہت آتے ہیں۔ گناہوں کے خیالات آتے ہیں۔ اٹھ کر، بیٹھ جا! اللہ کے ذکر میں لگ جا یہ خیالات بھاگ جائیں گے۔ نہیں رہیں گے۔ خلاء محال ہے۔ خالی بوتل میں کوئی چیز نہ ہو اور آپ یوں کہیں کہ بوتل یہ خالی ہے یہ ناممکن ہے اس میں ہوا ضرور ہوگی۔ اور آپ کہیں کہ ہوا نکال دو۔ ہوا نکال دی جائے گی۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی یا شربت کو بھر دیا جائے ہوا نکل جائے گی۔ اہل سائنس بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ خلاء محال ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ خلاء محال ہی۔ جب ذکر میں نہیں لگے گا وساوس کا خیالات کا شکار ہوجائے گا۔ خیالات بتا رہے ہیں جو خیالات آرہے ہیں کہ ذکر کی طرف سے خلاء ہے۔ اس سے آگے مالیخولیا کا مریض بھی ہوجاتا ہے۔ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کردیتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں نہیں لگتا۔ ایک صاحب آئے کہنے لگے جی میں نے تو بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرالیا۔ مجھے نیند ہی نہیں آتی میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وضو کرکے آج آپ یہ ارادہ کرلیجئے۔ اپنے نفس سے کہہ دیجئے کہ مجھے بھی سونا ہی نہیں ہے۔ میں ساری رات نفلیں ہی پڑھوں گا۔ بس لمبی لمبی رکعتیں ہوں گی اور جب سلام پھیرلیا کریں تھوڑی دیر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر نیت باندھ لیا

کریں۔ بس یہ عمل کیا تھوڑی دیر کے بعد ہی نیند آگئی۔ دیکھا! وہ شیطانی چکر تھا سارے کا سارا۔ آدمی خیالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایک ہے خیالات کا آنا۔ ایک ہے خیالات کا لانا۔ لانا برا ہے۔ آنا اچھا ہے۔ لیکن آئے ہوئے کو اختیاری مت بناؤ۔ منہ مت لگاؤ۔ جو خیالات غیر اختیاری طور پر آتے ہیں اس کا واحد علاج یہ ہے کہ ادھر سے بے التفاتی' بے دھیانی برتتے ہوئے' خیالات کی طرف سے بے خیالی برتتے ہوئے انتہائی طور پر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اللہ کی یاد میں لگ جاؤ۔ جو غیر اختیاری خیالات آتے ہیں شیطان کی طرف سے عنوان بدل بدل کر' اس کا علاج ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ میں لگ جاؤ' چین و سکون حاصل ہو جائے گا۔

دل کا اطمینان صرف ذکر میں ہے

یاد رکھو! دل کا اطمینان' چین' سکون دنیا کی کسی مارکیٹ میں نہیں بکتا وہ اللہ کی یاد میں ہے۔ اطمینان قلب کا فقدان ہے۔ آج ہر آدمی یہ کہتا ہے میرے دل میں گھبراہٹ ہے' بے چینی ہے پریشانی ہے' تنہا بیٹھا ہے' بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھا ہے آرام سے بیٹھا ہے' اور کہتا ہے کہ صاحب میں پریشان ہوں۔ بے چینی ہے' پریشانی ہے' کیوں نہیں ہوگی' اللہ کی یاد سے دور ہے۔

ذکر چھوڑنے کی نحوست

حدیث کے اندر آتا ہے "جب آدمی اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے' شیطان دور ہوتا ہے اور جب اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔ سو شیطان اپنی سونڈھ لا کر مومن کے قلب کے اوپر رکھ دیتا ہے۔ اور برے خیالات ڈالتا ہے۔ ایسے برے برے خیالات آتے ہیں۔ آدمی اپنی بیوی کی طرف سے بھی بدگمان ہوجاتا ہے۔ بری تہمتیں اس کے اوپر لگاتا ہے۔ گھر برباد ہوجاتے ہیں۔ وہ بیچاری قسمیں کھاتی ہے۔ قرآن اٹھاتی ہے۔ یہ نالائق غافل جو ہے (اللہ کے ذکر سے) یقین نہیں کرتا شیطان اس پر سوار ہے۔ دیکھ لیجئے! اس صحابی نے کیا سوال کیا؟ ابھی نفلی اعمال تو بہت سارے ہیں۔ میں تو آپ سے یہ درخواست کررہا ہوں کہ اتنے سارے نفلی اعمال کہاں تک یاد رکھوں۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو ان سب کے لئے کافی ہوجائے۔ (فرمایا بس یہ سب سے بڑی بات بتلا دی) کہ جا اللہ کا ذکر کرتا رہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ جاری رہے۔

اچھا آپ چالیس دن کے لئے عادت ڈال کے دیکھیں کتنا چین وسکون آتا ہے۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ صحیح نیند آئے گی۔ صحیح آرام ملے گا۔ دنیاوی کام کرنے کی جو صلاحیتیں ہیں وہ بھی بڑھ جائیں گی۔ آپ اللہ کا نام

لے کر تو دیکھیں! نیت محبت الہی کے حصول کی ہو اور ان آداب کے ساتھ جو میں بیان کرچکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کثرت ذکر میں لگے۔ کثرت کلام سے بچے اور جب آدمی کثرت ذکر میں نہیں لگے گا' کثرت یادالہی نہیں کرے گا۔ یقینی بات ہے اس کے برعکس وہ کثرت کلام میں گرفتار ہوگا۔ اور کثرت کلام سے اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے "جس کا دل سخت ہوتا ہے وہ دل اللہ سے دور ہوتا ہے"۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "اتنا اللہ کا ذکر کرو... بددین لوگ ریاکار کہنے لگیں۔ یا پاگل کہنے لگیں۔ ایک عالم آئے تھے۔ اصطلاحی عالم تھے اعتکاف میں تو انہوں نے حدیث کا مطلب برعکس سمجھا۔ کہنے لگے کہ صاحب! اتنا ذکر کرو کہ کرتے کرتے پاگل ہو جاؤ۔ میں نے کہا! مولانا معاف کیجئے... یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اتنا ذکر کرو' اتنا اللہ کی یاد میں لگے رہو کہ دوسرے جو مخالفین بددین لوگ ہیں وہ یوں کہیں کہ دیکھو ریاکاری کررہا ہے۔ پاگل ہوگیا ہے' مکار ہے' دوسرے کہیں یہ سند دوسروں کی طرف سے ملے یہ نہیں کہ آپ اپنا حلیہ بگاڑلیں۔ فوراً" ان کی سمجھ میں آگیا۔ کہنے لگے ہاں..... ٹھیک ہے' اور حدیث کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ "جنت والوں کو کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہاں! وہ لحات دنیا کے جن میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا وہ بہت یاد آیا کریں گے۔ کیوں؟ کہ بھائی! درجات آخرت کا جو دارومدار ہے وہ دنیا میں ذکر اللہ پر ہے۔ جتنا پیارا ذکر کرے گا اور جتنی

کثرت سے اللہ کا ذکر کرے گا' اور جتنی محبت سے اللہ کا نام لے گا۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ اعلیٰ درجے اسکو جنت میں نصیب ہوں گے۔ اب جب درجات میں وہاں کمی ہوگی اسی وجہ سے ہوگی کہ دنیا کے اندر اتباع شریعت میں اور اصلاح نفس میں کمی تھی اور ذکر اللہ میں نہیں لگا تھا۔ اس لئے یہ حسرت ہوگی۔

مسنون اذکار

کئی مسنون ذکر ہیں وہ بھی آپ سن لیجئے تاکہ اس کے بعد دعا کی جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "ایک بی بی تھی ان کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں۔ جن پر وہ سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔ مجدد تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ یہ دلیل ہے تسبیح استعمال کرنے کی۔ ایک صحابی نے ایک دھاگے کے اوپر ہزار گانٹھیں باندھی ہوئی تھیں۔ اس پر ہزار بار تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔

الترغیب والترھیب کے اندر آتا ہے جو سو دفعہ سبحان اللہ صبح کو پڑھ لے اور سو دفعہ سبحان اللہ شام کو پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو حج مقبول کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ سب سے جو بہترین ذکر ہے۔ وہ کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کم از کم دو تسبیح اس کی پڑھ لیا کریں۔ اطمینان کے ساتھ فرصت کے وقت دیکھئے! اس میں صبح یا شام کی قید نہیں ہے۔ بھوک کا تقاضہ نہ ہو' نیند کا غلبہ نہ ہو۔ بس دو باتیں جب نہ ہوں ذکر کر لیا کرو۔ یک نشستی ذکر کا بہت فائدہ ہے یعنی ایک جگہ بیٹھ کر۔ رات کو اپنے بستر پر بیٹھ کر چپ چاپ ذکر کر لیا کرو۔ کسی کو سنانے اور بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ لا الہ الا اللہ ' لا الہ الا اللہ ' جب پانچ سات دفعہ میں سانس ٹوٹے تو اس میں ملا لو' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک تسبیح سبحان اللہ کی' ایک تسبیح الحمد للہ کی' ایک تسبیح اللہ اکبر کی۔ ستر دفعہ **لاحول ولاقوة الا باللہ**' سترہ دفعہ **استغفراللہ واتوب علیہ**' اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم ' صلی اللہ علیہ وسلم' صلی اللہ علیہ وسلم' اگر ہمت سے کام لو تو درود شریف کی تین تسبیح پڑھ لیا کرو۔

درود شریف کا نصاب بتلایا تین تسبیح کا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں آج کل لوگ عدیم الفرصت ہیں۔ اگر تین تسبیح نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی پڑھ لیا کرو۔ اور جمعہ کے دن ہزار بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی برکت ہے۔ روایات کے اندر آتا ہے۔ "مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا"۔ اور صاحب دلائل الخیرات نے دلائل

الخیرات کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو صدق دل سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھے۔ ایک بار درود شریف سچے دل سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار میں بھی برکت دیتے ہیں۔ اور کھانے پینے میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں۔ اور رزق آسان عطا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں کاروبار کے لئے روزگار کی اور تجارت کی ترقی کیلئے ایک درود شریف آتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ صَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

دس دفعہ صبح کو درود شریف جو شخص پڑھ لے۔ دس دفعہ شام کو پڑھ لے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ عزت و آبرو کے ساتھ روزی ملے گی۔ آسان روزی ملے گی۔

اللہ کے ذکر میں لگئیے! **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا**○ (اللہ میاں حکم دے رہے ہیں "اے ایمان والو! تم کثرت سے ہماری یاد میں لگو"۔ اور ہماری پاکی بیان کرو۔ **وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا** صبح شام ہماری پاکی بیان کرو)۔

یہ تسبیحات آپ کے سامنے عرض کردی ہیں۔ یہ مسنون تسبیحات ہیں۔ اسکے علاوہ تیسرے کلمہ کی بہت فضیلت ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ**

وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد ایک ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کی برکت سے جاندار مخلوق کو روزی دی جارہی ہے۔ اور جنت کے اندر اس کے پڑھنے کی برکت سے بہت سائے دار درخت لگ جاتے ہیں۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**

توفیق الٰہی سے ذکر کے بارے میں عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھئے! جب آپ اللہ کے ذکر میں لگیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سب کام ہوتے چلے جائیں گے۔ کاموں میں آسانی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ عزت' آبرو' عطا فرمائیں گے۔ گناہوں کی ستاری فرمائیں گے۔ ہر شر سے بچائیں گے۔ اور اپنی حفاظت میں لے لیں گے۔ اور ذکر کے جو آداب بیان کئے گئے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھئے۔ جو بھی آپ تسبیح پڑھیں۔ محبت الٰہی کی نیت سے پڑھیں۔ کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے اللہ کی

محبت حاصل ہو جائے۔ اور درمیان میں دعا بھی کرتے جائیں کہ یا اللہ! اپنی محبت نصیب فرما۔ بھئی ذکر کا صحیح فائدہ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے اہتمام سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مقاماتِ اربعہ

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اربعہ کی تلاوت کی سعادت اس وقت کی ملاقات میں بندے کو نصیب ہوئی۔ مقامات باطنہ صاحب نسبت بندے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ علماء اخلاق نے اس کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ عمریں ہماری بیتی جارہی ہیں اور تقریبا" ختم ہوتی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ولی بننا نہایت سہل ہے

دنیا کی فانی چیزوں کا اور فانی مخلوق کا ایک عجیب قاعدہ ہے کہ ہر شخص میں انحطاط، اضمحلال اور ضعف ہے اور تدریجا" خاتمے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس دور میں اس بات کی بہت ضرورت ہے اور جیسا کہ

جسمانی معالجین نے ضرورت کو محسوس کیا کہ ادویات کے ست اور جوہر اور خلاصے نکالے اور منوں دوائیوں کے مختصر سے کیپسول ہمارے ہاتھ میں آگئے اور ماہرین فلکیات اور ارضیات نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا کہ مہینوں سالوں کے سفراب گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ یہ اس وقت کی ضرورت تھی کہ زمینی سفر بھی آسان ہو اور امراض جسمانی میں جو معالجات کا طریق ہے وہ بھی مختصر ہو اور ایسا کیا گیا بالکل اسی طرح امراض روحانی میں بھی ہمارے اکابرین نے بہت سی چیزوں کے ست نکالے ہیں' جوہر بیان کئے ہیں' خلاصے بیان کئے ہیں' تاکہ ہم مختصر عرصہ حیات رکھنے والے لوگ جلد کامیاب ہوجائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ جیسے اسلاف کے زمانے کے مجاہدات و ریاضات کون کرسکتا ہے! نہ اتنی عمریں ہیں نہ ایسی تندرستی ہے اور مشاغل ہمارے ایسے ہیں کہ دن بہ دن ہماری زندگیاں پیچیدہ ہوتی چلی جارہی ہیں۔ اور تعلق مع اللہ کا حصول بہرصورت فرض ہے تو ماہرین اخلاق' اہل اللہ' کاملین نے بہت لمبی چوڑی باتوں کو مختصر کردیا اور ان کا بھی ست نکال دیا۔ اور ایسی گر کی باتیں سامنے لائے کہ ساری تفصیلات ان مختصر باتوں کے ذریعے حاصل ہوجاتی ہیں' اور اس طرح آدمی پیچھے نہیں رہتا جیسا کہ مقاماتِ باطنہ' ملکاتِ فاضلہ' اخلاقِ مطلوبہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔

لیکن خاصان خدا نے جن کے اوپر شفقتوں کا غلبہ ہے اور وہ مہربانِ امت ہیں، چن کر ایسی باتیں ہمارے سامنے رکھ دیں کہ چلو تم چالیس باتوں پر عمل نہ کرو چار باتوں پر عمل کرلو فائدہ تمہیں چالیس کا ہو جائے گا۔

تو پہلی حدیث توبہ کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **یاایھاالناس** اے لوگو! اے بنی نوع انسان! **توبوااللہ** تم اللہ سے رجوع کرو، اللہ کی طرف توبہ کرو، پلٹ کر آجاؤ کہاں نکل گئے تھے تم راستے سے بھٹک گئے تھے اب صحیح راستے پر آجاؤ۔ توبہ کسے کہتے ہیں؟ توبہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز دور چلی جائے اور دوری اختیار کرلے! دوری سے نزدیکی میں آجائے یہ توبہ کی حقیقت ہے۔ آسان سی بات ہے۔

میرے شیخ میرے حضرت اباجی نوراللہ مرقدہ (حضرت مسیح الامت) نے جب مجالس کا سلسلہ شروع کیا اور طبع شریف میں شرم بہت غالب تھی۔ حضرت کے ایک محبوب خلیفہ تھے حاجی عبدالحئی صاحب ہابڑی والے رحمتہ اللہ علیہ اور پاکستان کے بڑے مشائخ میں سے ہوئے، اوکاڑہ میں ان کا انتقال ہوا۔ انتقال سے پہلے انہوں نے شہر میں ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اسی شہر کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔ لوگوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ ہوا۔ سخاوت ان میں اعلیٰ درجے کی تھی۔ اور سخاوت بیّن علامت ہے ولایت کی۔ ارے بھائی! جو سخی نہیں وہ ولی کیسے ہوسکتا ہے۔ انہوں نے ہمارے حضرت کو بہت مجبور کیا کہ مجلس کا سلسلہ اب شروع ہونا

چاہیئے۔ ہماری بہت کم عمری تھی اس وقت کی بات ہے اور میرے حضرت کے ہاں صرف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک وعظ من و عن سنا دینے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مجلس ہفتے کے دیگر ایام میں نہیں تھی۔ حضرت حاجی عبدالحئی صاحب ہابڑی والوں نے حضرت کو بہت مجبور کیا اور مطبخ کے اوپر جہاں پر نیم کا درخت نکلا ہوا ہے اس کے قریب اوپر کی بالائی منزل میں ایک چوبارہ ہے وہاں پر حضرت کی مجلس کا انعقاد ہوا اور وہاں سے افتتاح ہوا۔ نشست کا انتظام خود حضرت حاجی صاحب مرحوم نے کیا۔

عرض کرنے کی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے جو مجلس کی ابتداء فرمائی تو مقام توبہ کا بیان تفصیل سے کیا۔ اور ایک عرصے تک توبہ کا بیان چلتا رہا۔ میں نے اس مجلس کے شرکاء سے یہ بات من و عن سنی اور مجھ تک پہنچی کہ حضرت نے فرمایا جب تک مقام توبہ کی تکمیل نہ ہو تو دوسرے مقامات کیسے حاصل ہوں گے مقام توبہ کی تکمیل بے حد ضروری ہے بات کریں توبہ سے کریں' لہٰذا حضرت نے ایک عرصے تک مقام توبہ کی تفصیل کو بیان کیا توبہ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا۔

پنجاب میں ایک جگہ ہے پٹیالہ 'پٹیالہ کے علاقے کے جو پیر صاحب تھے ہمارے سلسلہ کے نہیں تھے۔ کسی بیرونی سلسلے کے گدی نشین بزرگ تھے لیکن ان کو ہمارے حضرت کے ساتھ عقیدت ہوگئی۔ اور عقیدت کی بناء پر

وہ سال میں دو دو بار روقت لگانے کے لئے جلال آباد تشریف لایا کرتے تھے اور مشہور تھا کہ ان کے ہزاروں مریدین ہیں۔ جب انہوں نے مقام توبہ کی تفصیل سنی تو زار و قطار رونے لگے۔ اور ان کے بدن میں ایک جھرجھری اور کپکپی سی آئی۔ اور انہوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت میرے تو مقام توبہ کی ہی تکمیل نہیں ہے میں ایسی پیری مریدی کر کے کیا کروں گا لوگ میرے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ اور میں یہ سلسلہ ختم کئے دیتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا آپ کو بندے کے ساتھ محبت ہے آپ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت کی یہ بہت محتاط گفتگو ہے حضرت کے الفاظ پر ذرا غور فرماتے رہئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا اب بندے کا مشورہ یہ ہے کہ وقتی طور پر بیعت لینا موقوف کردیجئے لیکن سلسلہ بند نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ محروم ہو جائیں گے اور مایوس ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت والا کی بات پر عمل کیا اور ایک عرصہ کے بعد حضرت نے فرمایا کہ آپ تسلی رکھئے کہ ذات باری تعالیٰ نے آپ کے مقام توبہ کی تکمیل فرما دی ہے آپ سلسلہ بیعت جاری فرمایئے۔ حضرت کے مجازین میں سے نہیں تھے۔ حضرت کے یہاں پر انداز بہت محتاط ہوتا تھا اور مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ ادب کا انداز مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی لئے حضرت کے یہاں تقویٰ کو احتیاط کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

حضرت اصلاحی گفتگو سے حتی الوسع عام طالب علم کی رعایت فرماتے ہوئے احتراز فرماتے تھے لیکن صیاد وہی ہوتا ہے جو پرندوں کی اور طیور کی زبان جانتا ہو۔ عوام میں رہ کر عوامی گفتگو فرماتے تھے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ کہ حضرت کی احتیاط' حضرت کی عاجزی' نرمی' رفق و ترحم' شفقت کا غلبہ تھا کہ لوگ **کھچے** چلے آتے تھے۔

مقام توبہ اور طریقت

تو عزیزانِ من! مقاماتِ باطنہ میں جو سب سے اہم چیز ہے اور اولین فریضہ ہے وہ ہے مقام توبہ کی تکمیل۔ اور یاد رکھئے! اسلام میں استغفار عام ہے استغفار کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ لیکن مقام توبہ جو ہے وہ مشروط ہے۔ اسی لئے آئمہ طریق اور علمائے اخلاق نے توبہ کے چار رکن بیان کئے ہیں اور چار شرطیں بیان کی ہیں۔

پہلا رکن توبہ کا اور پہلی شرط توبہ کی یہ ہے کہ انسان اپنی غلط کاریوں پر' خامیوں پر' اختیاری کوتاہیوں پر' نادم ہو' شرمندہ' پشیمان اور شرمسار ہو بلکہ پریشان ہو' بے چینی' کھرچن' بے کلی اس کو لگ جائے کہ ہائے میں نے یہ کیا کیا۔ ذات باری تعالیٰ کی عدول حکمی اور نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کا نام گناہ ہے۔ میرے حضرت نے ایک موقع پر فرمایا کہ مومن کو کسی موقع

پر پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر پریشانی کا موقع ہے تو وہ گناہ کا موقع ہے۔ الغرض توبہ کی حقیقت ہے ندامت۔ شرمساری اور پشیمانی' اور یہ پشیمانی جو ہے یہاں توبہ میں بہتر ہے باقی اور مقامات پر ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت علی ہجویری کا ارشاد گرامی

میں نے حضرت سے جو سب سے پہلا سوال کیا اپنی کمسنی کے اندر وہ پہلا سوال یہ تھا کہ کسی چارٹ پر میں نے دس ملفوظ لکھے ہوئے دیکھے حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے' جن کو پاکستان کے عوام داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ اللہ نے ان سے تبلیغ اسلام کا بہت کام لیا ہے۔ ہجویر سے وہ تشریف لائے۔ اور بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پنجاب کے علاقے میں جب آئے ہیں تو خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے آئے ہیں اور ان کا فیضان عام پھیلا اور ان کے دست مبارک پر لاکھوں افراد اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ان کے دس ارشادات اس چارٹ پر لکھے ہوئے تھے ان میں ایک ارشاد یہ تھا کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ اب میری عمر ہی اس وقت کیا تھی جب میں نے حضرت سے یہ بات پوچھی تو غالبا" میری عمر تیرہ سال کی تھی۔

حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات پوچھا کرو تو میرے ذہن میں چونکہ طالب

علمی کا زمانہ تھا میں نے کہا کہ حضرت ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے! یہ کیا قصہ ہے؟ فوراً" حضرت نے فرمایا کہ بات سمجھ میں آنی چاہئے۔ یعنی سخاوت کرنے کے بعد پشیمان ہونا! مثلاً" میں نے ان کو ایک ہزار رینٹ (ساؤتھ افریقہ کا سکہ) دے دیئے۔ دینے کے بعد سوچتا ہوں کہ اگر آج میرے پاس ہوتے تو نو ہزار میرے پاس پہلے سے موجود ہیں اور یہ ہزار بھی ہوتے تو دس ہزار ہوتے۔ اب یہ اس پر افسوس کر رہا ہے' پشیمان ہو رہا ہے۔ تو فرمایا ایسی پشیمانی نفلی سخاوت کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

پشیمانی' پریشانی کا جو اصل موقع ہے عزیزانِ من! وہ معصیت کا موقع ہے اور گناہ کا موقع ہے۔ اس موقع پر جس قدر بھی پریشان ہو' پشیمان ہو کم ہے' اور یہ جو شرائط توبہ کے بیان کئے گئے اور اس کے ارکان قائم کئے گئے ہیں تو اس میں بھی حکمت ہے۔ کہ واقعی ذات باری تعالیٰ ہماری مغفرت فرما کر ہمیں بخشنا چاہتے ہیں۔ جنت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے توبہ کو مضبوط رکھنا چاہئے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ جو غلطی کی ہے' جو گناہ کیا ہے چاہے کیسا بھی سہی' اس پر بہت پشیمان' نادم' شرمندہ اور پریشان ہونا چاہئے' کہ ہائے! میں کیا کر بیٹھا۔

کسی زمانے میں میرے حضرت' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ کے ملفوظات میں سے خاص خاص ملفوظ پر درس دیا کرتے تھے۔ غالباً" فیوض

یزدانی میں سے' یہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ممتاز تصنیف ہے۔ اس میں سے ایک ملفوظ پر حضرت نے کافی دن تک درس دیا۔ کہ اپنے گناہوں کو چھوٹا مت سمجھو' اپنے گناہوں کو ادنیٰ اور معمولی مت سمجھنا بہت بڑا سمجھو!

حضرت غوث پاک کا ارشادِ گرامی

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ہر گناہ کو چاہے علماء اسے صغیرہ کہیں کبیرہ ہی سمجھتا ہوں' نا فرمانی تو نا فرمانی ہے' ارے چھپر میں اگر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دو تو چھپر جل جائے گا۔ اور اگر آگ کی ادنیٰ چنگاری اس میں رکھ دو تو سلگتے سلگتے آگ اس سے بھی بھڑک جائے گی اور چھپر پھر بھی جل جائے گا۔ یہ کیا بات ہے کہ کبیرہ کبیرہ گناہ مت کرو اور چھوٹے موٹے ہوتے رہیں یہ تو کوئی بات نہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رکھنا صغائر پر اصرار کرنا کبائر میں داخل ہے اور یہ عجیب بات بیان فرمائی کہ صغیرہ صغیرہ صغیرہ تو ان صغیروں کا مجموعہ ہے کبیرہ اس پر پریشان ہو جانا چاہئے' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ گناہوں کو کبھی معمولی' چھوٹا' ادنیٰ نہ سمجھو! نا فرمانی تو نا فرمانی ہے پھر بڑے کی نا فرمانی بہت بڑی نا فرمانی ہے۔ آگے

فرمایا گناہ کو چھوٹا سمجھنا گویا کہ خدا کو چھوٹا سمجھنا ہے۔ اس پر بہت عرصے تک ہمارے حضرت والا کا بیان مبارک ہوتا رہا۔

اور دوسری شرط یہ ہے اس فعل کو چھوڑ دو۔ چھوڑنے میں دیر مت کرو۔ ناجائز تعلقات ہیں چاہے جان پر بن جائے ہمارے حضرات نے فرمایا لیکن اسی وقت ترک تعلق اور ترک ملاقات ہمیشہ کے لئے کردو۔ اور آئندہ بچنے کا کتابوں میں تو لکھا ہے پختہ ارادہ کرنا چاہئے۔ لیکن میرے حضرت فرماتے ہیں کہ آئندہ بچنے کا مردانہ' پختہ ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔ یا اللہ! تیرا فضل شامل حال نہ ہوا تو میں کیسے بچ سکتا ہوں۔ گناہ سے آئندہ بچنے کا پختہ' مردانہ ارادہ اور فولادی ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔

چوتھی شرط چوتھا رکن مالیات کے بارے میں ہے کہ مالیات کے شعبے کو بھی صاف کرے۔ اس کی غلطیوں کو بھی دور کرے۔ جس کا کچھ دینا ہے اسے دے۔ یا اس سے مہلت لے۔ لیکن روپوش نہ ہوں۔ کہ جوہانسبرگ سے کسی کا مال لیا تو کیپ ٹاؤن جا کر بیٹھ گئے۔ پھر ڈھونڈتے پھرو۔ اور وہاں اگر مل بھی گئے تو غرا رہے ہیں کہ جاؤ! تمہاری طاقت ہے تو مجھ سے وصول کرلو۔ یاد رکھیئے! اس حرکت کے ساتھ کوئی آدمی صاحب نسبت اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

عزیزانِ من! توبہ کی ضرورت' توبہ کی اہمیت ہر وقت عام ہے۔ اور پھر

توبہ پر بشارتیں بھی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا معاف کردیتے ہیں **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ** گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا اس سے گنا ہوا ہی نہیں تھا جیسے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا' اور اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ تو یہ ہے توبہ کی حقیقت کہ دوری ختم ہوئی اور نزدیکی حاصل ہوئی۔ تو مقاماتِ باطنہ جو چالیس کے قریب ہیں خلاصے کے طور پر چار بیان کئے جارہے ہیں اگر چار پر عمل ہوجائے تو امید ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ چالیس کے فوائد اور چالیس کی تکمیل بھی آسان ہوجائے گی۔ چالیس کے قریب مقاماتِ باطنہ علمائے اخلاق اور مشائخ طریق نے بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ چار ہے اور چار میں سے یہ پہلی بات ہے کہ مقام توبہ کی تکمیل کی جائے۔

مقامِ تقویٰ

اور دوسرے نمبر پر ہے **الا ان التقوی ھھنا واشار الی قلبہ** آپ نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ' غور سے یہ بات سن لو' یقین رکھو' اس بات پر **اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا** بھی تقویٰ کہاں ہوتا ہے تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا۔ واقعی اللہ کا خوف جو ہوتا ہے اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ یا اللہ جو مطلوب درجے کا تقویٰ ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ اور خوف

مطلوب کیا ہے؟ تقویٰ مطلوب کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ شرکیات و بدعات سے ہم بیزار ہوجائیں۔ نہ شرک جلی ہو اور نہ شرک خفی ہو اور نہ سنت کی مخالفت ہو۔ یہ ہے خوف مطلوب اور تقویٰ مطلوب۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تقویت تقویٰ سے حاصل کرو' ارے تقویت تقویٰ سے وہ حاصل ہوتی ہے جو خمیرہ جات سے حاصل نہیں ہوتی۔ بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ ہمارے حضرت کی بات میں اتنا بھرم ہوتا تھا کہ ہر بات اپنے معیار پر ہو۔ فرماتے ہیں بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ توبہ توبہ کوئی ناجائز چیز نہیں اعلیٰ درجے کی نعمتیں ہیں ایک مرتبہ میں نے کسی کا سوال حضرت تک پہنچایا۔ کہ حضرت انہوں نے سوء حافظہ کی شکایت کی ہے کہ حافظہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے لئے کوئی مشورہ دیجئے کہ کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ بھی کھالو کچھ بھی پی لو۔ حافظہ درست ہوتا ہے تقویٰ سے 'گناہ کے چھوڑنے سے' خدا کے خوف سے۔ جتنا حافظہ اور یادداشت انسان کی بہتر ہوتی ہے وہ تقویٰ کی برکت سے ہوتی ہے۔ اگر وہ طالب علم ہے تو پھر وہ کسی بھی نماز کے بعد چوبیں گھنٹے میں ایک بار اکتالیس دفعہ **رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا** پڑھ لیا کرے۔ یہ ارشاد فرمایا آپ نے۔

تو عزیزانِ من! ایک تقویٰ الحمدللہ ہم سب کو حاصل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کفر سے بچے ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی برکت سے

ہمارے عقائد درست ہیں۔ شرکیات و بدعات سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ تقویٰ جس پر کہ تاج ولایت عنایت کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ان اللہ کے مقبولوں کا دامن پکڑلو۔ اور ان کے ذریعے وہ تقویٰ بھی حاصل کرلو۔ وہ تقویٰ یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچنا اور ناجائز امور سے بچنا۔

دورِ حاضر میں تقویٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ بہت آسان فرما گئے۔ اس زمانے میں متقی بننے کو‘ حضرت نے فرمایا کہ فتویٰ شرعی پر عمل کرنا اس زمانے میں عین تقویٰ ہے۔ لوگ علماء سے پوچھتے ہیں کہ سنت کے مطابق شادی کیسے کی جائے۔ سنت کے مطابق فلاں کام کیسے کیا جائے؟ اور پھر کرنے میں آتی ہیں دشواریاں‘ بس آپ مفتیانِ کرام کو استفتاء بھیجئے کہ فلاں کام کرنا ہے اور وہ کام یہ ہے اب یہ جائز ہے یا ناجائز آسان سی بات یہ ہے۔ اگر وہ یہ کہہ دیں جائز ہے تو پہلے سے کرنے کا ارادہ رکھو اور کرلو‘ اگر وہ یہ کہہ دیں ناجائز ہے مت کرو‘ اس کے قریب مت جاؤ۔ ہم عام مسلمانوں کا تقویٰ یہی ہے کہ ہم فتویٰ شرعی پر عمل کرلیں اور اس میں آسانی ہے۔ لیکن ایک ہے شادی سنت کے مطابق‘ اور ایک ہے شادی شریعت کے مطابق‘ علماء جانتے ہیں اس فرق کو‘ ہمارے لئے بس یہی ہے کہ جو بات ہمارے مفتیانِ کرام

کہہ دیں کہ بھئی یہ جائز ہے اس کو ہم لے لیں اس پر ہم عمل کرلیں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں۔

ایک صاحب روزگار کے سلسلے میں بہت پریشان تھے بار بار وہ حضرت سے یہی پوچھتے تھے۔ جب کبھی حضرت تشریف لایا کرتے تھے اور اس زمانے میں حضرت کا ہر سال پاکستان تشریف لانے کا معمول تھا۔ تو حضرت یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یہ کام کروں یا نہ کروں؟ یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی۔ اسی ادھیڑبن' چھان بین میں رہے پھر ایک دفعہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ میاں جتنا چھانو گے اتنا کرکرا ہوگا' اب آئندہ اگر تم نے پوچھا تو اچھا نہیں ہوگا' اب پوچھنا کرنے کے بعد' اگر کرنے کے بعد پوچھو گے اور کوئی غلطی ہوگی تو وہ چھوڑوا دیں گے' بتا دیں گے کہ بھئی یہ غلطی ہے۔ ان کی یہ عادت پڑ گئی ہر جگہ بات کا پوچھنا جو اظہار تقویٰ تھا حضرت نے فرمایا کہ اس اظہار تقویٰ کے سلسلے کو ختم کیجئے۔ اب تم کرکے پوچھنا۔ ماشاء اللہ انہوں نے ایک کام حضرت کے فرمانے سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت کی برکت سے ہمت بھی عطا فرمائی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بالکل جائز ہے بالکل درست ہے میں برکت کی دعا کرتا ہوں۔ اب بتائیے مسئلہ حل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ اتنے سال پریشان رہے۔ اور یاد رکھئے کوئی آدمی پریشانی اختیار کرتا ہے تو تنہا پریشان کہا ہوتا ہے۔ بیوی بھی پریشان ہے' بچے بھی پریشان ہیں' توبہ! توبہ! تو بھئی توبہ کی

طرف سے تسلی کے بعد انسان تقویٰ میں کمی نہ چھوڑے اللہ کے مقبول آپ کو بتلائیں گے کس درجے کا تقویٰ آپ کو چاہئے۔ اور تقویٰ کا حکم مبارک قرآن مجید جا بجا ہے! جا بجا ہے! **اِتَّقُوا اللّٰہ** دیکھئے کتنی جگہ آیا ہے۔ لیکن صادقین کا درجہ جو ہے وہ **متقین** سے بڑھ کر ہے۔ **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ** اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو متقی بن جاؤ' کامل فی الدین ہو جاؤ' اور **متقین** کو پھر کیا حکم دیا **وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** صادقین کا بہت بڑا درجہ ہے' حضرت فرمایا کرتے تھے صدق ایک ایسی چیز ہے جس میں اخلاص بھی موجود ہے تقویٰ بھی موجود ہے' تواضع بھی موجود ہے۔ اس لئے **متقین** کو حکم دیا کہ تم صادقین کی صحبت اختیار کرو صادقین کی معیت اختیار کرو' بالفاظ دیگر حضرت فرماتے تھے کہ متقی کامل فی الدین کو کہتے ہیں اور صادقین راسخ فی الدین کو کہتے ہیں دیکھئے تو کامل فی الدین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم راسخ فی الدین کے قدموں میں بیٹھا کرو۔ ہمیں متقی بننے کے لئے خاصان خدا' اہل تقویٰ کی معیت جو اہل صدق ہیں ان کی رفاقت اختیار کرنی چاہئے۔

اہل اللہ کی رفاقت کلیدِ کامیابی ہے

یاد رکھئے! اس صحرا کے اندر' اس راستے کے اندر' طریق الی اللہ میں بغیر ان کی رفاقت کے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ بہت لوگ بھٹکے ہیں۔ ان

کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کتنے لوگوں کو اشکال اور دھوکہ لگا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مقامِ توبہ کی تکمیل فرماتے ہیں تو اللہ کے مقبول اس سلسلے میں تسلی فرماتے ہیں۔ جب مقامِ تقویٰ نصیب فرماتے ہیں تو پھر انسان پوری پوری محنت تواضع کے ساتھ کرتا رہے۔ یہ چالیس کا خلاصہ چار باتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس بات کی ضمانت دی گئی کہ جو چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ مقاماتِ باطنہ اربعین اس کے طے ہو جائے گے۔ مقام توبہ کی تکمیل مقام تقویٰ اور اس کے بعد تواضع ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا دیکھئے حضرت رحمٰن کے بندے کون ہیں؟ ان کی شان کیا ہے؟ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو کیسے چلتے ہیں؟ ہون کے ساتھ چلتے ہیں؟ پستی کے ساتھ چلتے ہیں' اپنے کو مٹا کر چلتے ہیں' انکساری کے ساتھ چلتے ہیں' تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اسے کہتے ہیں تواضع لِلّٰہ جو تواضع اللہ کے لئے اختیار کرتا ہے' کسر نفسی' بے نفسی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ وہ تواضع لِلنفس نہ ہو' وہ تواضع لِلناس نہ ہو' وہ تواضع لِلّٰہ ہو' اخلاص کے ساتھ ہو۔ صرف اللہ کے لئے اپنے کو مٹایا جائے' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کوئی پوچھے طریق میں کیا حاصل کیا اور کیا پایا؟ فرمایا: موٹی سی بات ہے۔ جس نے جتنا مٹایا اتنا پایا۔ حضرت فرماتے ہیں اجی پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے' مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے۔ اللہ کے لئے اپنے آپ کو

مٹا لو۔ اور جو آدمی اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے یا اللہ وہ صحیح مٹانا ہمیں بھی نصیب فرما۔ پھر وہ پس پشت کسی کی باتیں نہیں کرتا۔ بڑی عجیب بات میرے حضرت نے فرمائی۔ بڑی بیش قیمت بات ہے۔ بہت عجیب و غریب بات ہے۔ دیکھنا نسبت کی حفاظت کے لئے' مقام ولایت کے تحفظ کے لئے مخلوق کی طرف نہ کشش ہو۔ اور نہ کشیدگی کا اظہار ہو۔ بڑی کام کی بات فرما گئے۔ ہم تو پتہ نہیں کیا اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو اپنے زعم کے اندر اپنے خیالات کے اندر' نا معلوم ہم کتنے کامل مکمل بنے ہوئے ہیں۔ میرے محبوب نے ارشاد فرمایا۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو۔ بھئی کشش اور جاذبیت اللہ کی طرف ہو' مخلوق کی طرف نہ ہو۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو چھوڑو دنیا کے قصوں کو' اور نہ کسی سے کشیدگی کا اظہار ہو۔

آشناء بیٹھا ہو یا نا آشناء

ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

کس قصے میں پڑے ہو اگر تم ڈفلی بجانا جانتے ہو تو تم ڈفلی بجائے جاؤ۔ اگر یہ بانسری بجانا جانتے ہیں تو یہ بانسری بجائے جائیں۔ جس کو جو کام آتا ہے یاد رکھئے دین مبین کے لئے وہ کام کئے جائے۔ کس کس کی رعایت کرو گے! کس کس کا خیال کرو گے! اخلاص کی بہت کمی ہے' فرمایا نفاق عام ہو چکا ہے زمانے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ عاقل وہ ہے جس میں موقع

شناسی ہو اور مردم شناسی ہو۔ جس کو جو آتا ہے وہ کئے جائے۔ اللہ کے لئے تواضع اختیار کیجئے' بے نفسی اختیار کیجئے۔

بے نفسی کی علامت

اور حضرت نے بے نفسی کی پہچان بیان فرمائی۔ کہ جب کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف ہو تو تمہیں ناگوار نہ لگے۔ نہ چیں بجبیں ہو حضرت نے فرمایا یہ نفاق ہے کہ منہ پر کچھ' اور پیچھے کچھ۔ منہ پر تو اتنی تعریف کرتے ہیں لوگ کہ عرش پر بیٹھا دیتے ہیں۔ آج عصر کی مجلس خاص میں بھی یہ بات ہوئی۔ اور بعد میں بدنام کرتے ہیں اور ایک دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔ یعنی دسترخوان باطن' ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے اور ایک مسلک کے شیدائی ہیں۔ ارے بھئی کیسی شیدائیت ہے! یہ کیسی فدائیت ہے! منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ! اگر کسی کی اصلاح کے تم طالب ہو تنہائی میں ادب سے کہہ دو۔ کہ فلانی بات آپ کی شریعت کے خلاف ہے۔ اس کو آپ درست کرلیں۔ اور اگر کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ خود اس کے لئے بھی صلاحیت کی ضرورت ہے۔

ایک ہے نصیحت کرنا' اور ایک ہے عار دلانا' بعض آدمی نصیحت کرتے کرتے پھسل جاتے ہیں اور عار دلاتے ہیں' حدیث پاک میں آیا ہے جس

غلطی اور گناہ سے عار دلاؤ گے اس وقت تک نہیں مرو گے جب تک کہ وہ گناہ نہ کرلو۔ اگر تم نے توبہ نہ کی۔ بڑی عمر میں جا کر، کہیں اسی (۸۰) سال کی عمر میں میرے حضرت نے ایک روز فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھے مقام نصیحت عطا فرمایا ہے، اب میں ناصح کی حیثیت سے کوئی بات کہہ سکتا ہوں۔ یاد رکھئے! ہم میں سے ہر ایک کو درجہ نصیحت کا حاصل نہیں ہے۔ حضرت کی لطیف باتیں ہوتی تھیں، بہت الطف طبعیت کے مالک تھے۔

دین نام ہے خیر خواہی کا

فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ دین نام ہے نصیحت کا۔ فرمایا اس کلمہ کو چاہئے دائیں طرف سے کہہ لو چاہئے بائیں طرف سے کہہ لو دین نام ہے نصیحت کا۔ اور نصیحت نام ہے دین کا۔ دو تین بار بڑے مزے لے کر فرمایا دین نام ہے خیر خواہی کا، خیر خواہی نام ہے دین کا۔ اگر کسی کے ساتھ خیر خواہی ہے تنہائی میں بھی بات کی جا سکتی ہے۔ یاد رکھئے! اگر نصیحت کا درجہ حاصل نہیں ہے تو ہم نصیحت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ایک کام تو کرسکتے ہیں کہ اس کی ہدایت کی دعا کریں۔

مقامِ تبلیغ

یاد رکھئے یہ امت امت سے مستغنی کبھی بھی نہیں ہو سکتی ہے اس امت کو داعی کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔ اس امت کا ایک ایک فرد ایک ایک عالم غیر عالم سب داعی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس دور میں صاحبانِ طریق اس چوتھی بات کو مقاماتِ باطنہ میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ رونا اس بات کا ہے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **وامروابا لمعروف ونہواعن المنکرا** سے کہتے ہیں تبلیغ' اور یہ تبلیغ بھی' مقاماتِ باطنہ میں سے ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ نے عجیب خلاصہ پیش فرمایا' یہ تو چار "ت" ہوگئیں اتائے اربعہ' ایک توبہ کی "ت" ایک تقویٰ کی "ت"' ایک تواضع کی "ت"' ایک تبلیغ کی "ت"' اتائے اربعہ' چار "ت" کے اندر تمام اربعین کا خلاصہ ہے۔ اللہ اکبر! کیا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے بارے میں **وامروا با لمعروف** حکم دیا آپ نے اس بات کا' کہ تم امر بالمعروف کرو نیکی پھیلاؤ' **و نہواعن المنکر** اور برائی سے روک دو۔ پوری امت اس کی **مکلف** ہے۔ یاد رکھئے۔ ہاں البتہ کچھ طریقے کا فرق ہے' علماء کا انداز اور ہونا چاہئے اور عوام مسلمین کا انداز اور ہونا چاہئے! دیکھئے خطبات حج کے اندر آخری خطبہ ہے میدان منیٰ میں بات تو اس میں طویل ہے' لیکن **بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَة** سامنے رکھ لیجئے۔ لہٰذا تبلیغ سے مفر نہیں' تبلیغ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا' اس لئے فرمایا کہ علماء

کے لئے تبلیغ کی صورت وعظ کی ہے اور عوام کے لئے تبلیغ کی صورت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے عمل میں لانا اور اپنے ماتحت لوگوں کے عمل میں لانا۔ اور جو زیرِ اثر قریبی احباب ہیں ان تک پہنچانا۔

تبلیغ کے چار درجات

اور ہمارے حضرت نے اس کی چار قسمیں بیان فرمائیں۔ تبلیغ کی ایک قسم فرض عین ہے' دوسری واجب ہے' تیسری سنت ہے' اور چوتھی مذموم ہے' تبلیغ کی پہلی قسم جو فرض عین ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے سچے دین کو' پیارے دین کو پورے طور پر اپنے وجود میں جاری کرو۔ یہ تبلیغ فرض عین ہے۔ ماتحت لوگوں میں اللہ کے دین کو گھر کی چار دیواری میں بیوی بچوں میں لانا یہ تبلیغ واجب ہے۔ عام امت کو دعوت دینا جو کہ انداز ہمارا ہے' ہم اپنے انداز سے اپنے طرز سے دعوت دیں' علماء اپنے طرز سے دعوت دیں یہ سنت ہے۔ اور جہاں ناقدری ہو دین کی بات کو پس پشت ڈالا جائے ٹھکرایا جائے' عیب نکالا جائے وہاں پر منع ہے کہ تبلیغ کی جائے۔

اور مبلغ کے لئے ضروری ہے وہ اپنے اندر اخلاص کو قائم کرے۔ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرے۔ اور جہاں کہیں جائے بحیثیت مبلغ کے تو نذرانے نہ لے' لوگوں کی جیب میں نظر نہ رکھے۔ اپنے پاس سے خرچ

کرے۔ یاد رکھئے! یہ مقام تبلیغ اس امت کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت امت دعوت ہے اس کا ایک ایک فرد داعی ہونا چاہئے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ مولانا کا انداز کچھ اور ہوگا۔ میرا انداز کچھ اور ہوگا۔ انداز کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نفس تبلیغ پر امت کا اجماع کا ہے۔

افراط و تفریط اور صراط مستقیم

توبہ! توبہ! بعض لوگ بڑھتے ہیں تو اتنا بڑھتے ہیں اتنا بڑھتے ہیں کہ لوگوں کو خلاف تبلیغ کہنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگ ہٹتے ہیں تو نام تک نہیں لیتے کہتے ہیں جی کہ ان کی لائن دوسری ہے ہماری لائن دوسری ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جیسے حضرت تھانوی نے فرمایا خدا ناس کرے جہلاء صوفیا کا جنہوں نے یہ کہا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے شریعت پر جو عمل کیا جاتا ہے وہ طریقت ہے' شریعت علم است و طریقت عمل است' یہ لازم و ملزوم ہیں اگر ایک جسم ہے تو ایک روح ہے دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں جدا نہیں' الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہیں اگر ایک نور علم ہے تو ایک اس پر عمل صالح ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' پوری امت عالم ہے۔ فرق صرف درجات کا ہے تم نے علم کی تکمیل نہیں کی بلکہ نصاب کی تکمیل کی ہے۔ زمانہ طالب علمی تمہارا اب شروع ہوا ہے ناز نہ کرنا۔ اندازہ

فرمایئے کتنا حسن ظن کا غلبہ کہ علماء سے کہہ دیا کہ پوری امت عالم ہے البتہ درجات کا فرق ہے۔ تو عزیزانِ من! ہمارے ہاں مقاماتِ باطنہ میں لازمی مقام ہے مقام تبلیغ' جیسے جہلا صوفیاء کا یہ کہنا غلط ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بالکل جھوٹ ہے اسی طریقے سے یہ کہنا تبلیغ اور ہے اور سلسلہ اور ہے۔ بالکل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ ایک ہی بات ہے۔

ہم سب ایک ہیں

دیکھئے مولانا محمد الیاس صاحب بانی کاندھلوی جماعت تبلیغ کے کتنے بڑے شخص ہوئے ہیں ان کا اخلاص دیکھئے اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا باہمی تعاون دیکھئے مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی' مولانا حبیب احمد کیرانوی اور دیگر علماء کرام کا مسلسل حضرت جی کے ساتھ میوات کے سفروں میں جانا اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلسل وہاں کے اخراجات کے لئے مال فراہم کرنا اور بار بار یہ کہنا کہ حضرت جتنی ضرورت ہو اور لے لیجئے اور منگواتے رہئے لیکن کام کیجئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھئے۔ آخر کون ہیں یہ حضرات؟ ان کا سلسلہ کیا ہے؟ ایک ہی فیملی کے ممبر ہیں یہ سب کے سب۔ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید الطائفہ شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

رحمتہ اللہ علیہ ان سب کے دادا پیر ہیں۔ تفریق کیوں پیدا کی جاتی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے تفریق پیدا کرنا علامت نفاق کی ہے۔ ہم سب ایک ہیں بھئی جماعت و جمعیت ہماری ہے ہمارے بزرگوں کی ہے' ہماری اپنی چیزیں ہیں۔ کام کی مورچہ بندی ہوتی ہے۔ ایک شہر کی پولیس ہوتی ہے ایک دشمن کے مقابلے کے لئے انٹرنیشنل بارڈر کی فوج ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ایک سمندر کی فوج ہوتی ہے' ایک فضائی فوج ہوتی ہے' ایک خشکی کی فوج ہوتی ہے اپنے اپنے مورچے ہیں لیکن ہیں سب ایک' اس بات کو اپنے ذہن میں رکھئے تفریق پیدا نہ ہونے دیجئے اور جہاں تفریق پیدا ہوا اور جس حلقے میں ہو اس تفریق کا علاج تردید ہے۔ تردید کیجئے۔ جیسے ہمارے بزرگوں نے اس کی تردید کی کہ شریعت و طریقت جدا نہیں ایک ہی قصہ ہے اسی طریقے سے سلسلہ تبلیغ جدا نہیں ایک ہی سلسلہ ہے۔ ایک مسجد کے اندر' خانقاہ کے اندر کام کرنے والے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو مسجد کے اندر نہیں آتے حضرت نے فرمایا ان کا کام یہ ہے کہ مسجد میں لانے والے ہیں اللہ کے گھر میں پہنچانے والے ہیں جب گھر میں پہنچا دیا تو گھر میں کچھ لوگ ایسے خاصان خدا موجود ہیں جو اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔ یاد رکھئے! کیسی عجیب بات ہے ایک ہے بیت اللہ تک پہنچانا اور ایک ہے اللہ تک پہنچانا۔ تو ہمارے بزرگوں کی یہ دو جماعتیں ہیں۔ کام میں اتحاد ہے لیکن انداز کا معمولی سا فرق ہے اور وہ بھی مشورے سے' باہر والے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ تم

اندر جاؤ اور اندر والے خدا تک پہنچا رہے ہیں۔ ایک بیت تک لاتے ہیں اور ایک بیت والے تک پہنچا دیتے ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں ہے اگر کوئی تفریق کرے اس کی تردید کرو' کہ تم جھوٹ بولتے ہو' بالکل غلط ہے' تم امت کے اندر نفاق پیدا کرتے ہو' پوری امت داعی ہے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک امتی داعی ہے اور ہر شخص پر ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ فرض عین کو بھی نبھائے' واجب کو بھی نبھائے' سنت کو بھی نبھائے' اور ممنوع سے بچے' تو اتنی سی بات ہے تو چالیس بمقاماتِ باطنہ کا' مقاماتِ اربعین کا خلاصہ چار باتوں میں توفیق الٰہی' اپنے حضرت کی برکت سے پیش کیا گیا توبہ' تقویٰ' تواضع اور تبلیغ! اور یہ خلاصہ ہے اربعین کا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ بخلوص و صدق جو ان چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ وہ چالیس میں کامیاب ہو جائے گا چالیس کے برکات اس کو حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقامات اربعہ کی تکمیل کسی اللہ کے مقبول کا دامن تھام کر کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ اپنے راستے کی سمجھ بھی عطا فرما۔ دین کی سمجھ عطا فرما۔ صحت سلیم ایسا قرب ہمیں عطا فرما کہ بس ہم بات کو فوراً عمل میں لے آئیں اور عقل مستقیم عطا فرما۔ عقل کے پندار سے ہمیں تو بچا لے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراقبہ یعنی فکر قلبی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے اور اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر

(بخاری و ترمذی)

(ف) حق تعالیٰ کی ذات و صفات یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضاء پر عمل ہونے لگے تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ جو اعمال قلب میں سے ہے اس حدیث میں اس کا امر ہے کیونکہ اہل قبور میں سے اپنے کو شمار کرنا عمل قلب کا ہے اور اثر جو اس پر مرتب ہے وہ تقلیل تعلقات دنیویہ اور مثل میت کے شہوت و غضب و اخلاق ذمیمہ کا مضمحل اور انقیاد و تفویض کا غالب ہو جاتا ہے۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مراقبہ یعنی فکر قلبی

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی ملاقات میں مراقبات کے بارے میں مختصر سی باتیں پیش کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مراقبات کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اور احادیث میں مراقبات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

فکر قلبی

مراقبہ! لفظی معنی کے اعتبار سے یہ ہے کہ گردن جھکا کر سوچنا جبکہ گردن جھکانا شرط نہیں گہری سوچ کا نام مراقبہ ہے اور مراقبہ کی حیثیت کیا ہے فکر قلبی میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا یعنی دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ مجھے جو کام بھی کرنا ہے مرضی محبوب کے مطابق کرنا ہے اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے مرضی

محبوب کے خلاف کوئی کام کسی بھی قسم کا نہیں کرتا۔

اذکار، مراقبات اور اشغال کی حدود

مراقبات نافع بہت زیادہ ہیں اشغال جو کہ شغل کی جمع ہیں اس میں تو یہ شرط ہے کہ شیخ اپنی موجودگی میں اپنی نگرانی میں اپنے پاس رکھ کر شغل کرائے اور اشغال کا ثبوت بھی نصوص سے ہے اور اذکار مختلف مقدار میں مختلف طالبین کو تجویز کردیئے جاتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ بچے کی خوراک الگ ہے بڑے کی خوراک الگ ہے بیمار کی خوراک الگ ہے صحت مند کی خوراک الگ ہے تو زمانہ طالب علمی میں اذکار بزمانہ اسباق نہیں کرائے جاتے ایام رخصت میں اپنے استاد باطن کے مشورہ سے اذکار میں لگنا چاہیے تعطیلات کو خراب نہیں کرنا چاہیے تعطیلات میں معطل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے آپ کو اور اپنے اوقات کو کارآمد بنانا چاہیے اور اذکار بغیر اجازت کے بھی کئے جاسکتے ہیں اجازت میں دو فائدے ہیں ایک برکت زیادہ ہوگی اور دوسرے خوراک کی وہ مقدار معلوم ہوجائے گی جو اس وقت ہم جذب کرسکیں اور اشغال مشروط ہیں وہ شیخ اپنی نگرانی میں کراتا ہے جیسا کہ عرض کیا گیا اور رہے مراقبات یہ ہر حالت میں ہر شخص کیلئے چاہے زمانہ طالب علمی ہو چاہے زمانہ اسباق سب کیلئے یکساں مفید ہیں

اور سب کیلئے اس کی ضرورت ہے لیکن ہر ایک کیلئے مراقبات میں سے مراقبہ الگ الگ ہے مصروف اور صحت مند آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور مشغول اور کمزور آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا نوجوان کیلئے جدا ہوگا بوڑھے کیلئے جدا ہوگا بیمار کیلئے جدا ہوگا تندرست کیلئے جدا ہوگا جس میں اعتدال سے ہٹ کر شہوت کا مادہ ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور جس کی طبیعت میں سلامتی ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور یہ مختلف مراقبات قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مراقبات نام ہے فکر قلبی کا جو بے حد ضروری ہیں۔

امثال مراقبات

مراقبہ "عذاب الٰہی"

انسان گناہوں سے کب بچتا ہے جب خدا کا خوف ہو اور خدا کا خوف کیسے پیدا ہوتا ہے؟ عذاب الٰہی کے مراقبہ سے یعنی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ جبار ہیں قہار ہیں منتقم ہیں ذوالانتقام ہیں عزیز ہیں جلال ہیں شدید ہیں ان کی گرفت گرفت بہت سخت ہے ان کی بارگاہ میں انبیاء کے پتے بھی پانی ہیں مارے خوف کے اب لرزہ سا پیدا ہوگا طبیعت کے اندر اور کچھ لرزہ ایسا ہوگا کہ وہ ڈرے گا اور

یہاں کس سے ڈرے گا ان باتوں کے مراقبہ سے ؟ ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا جب ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا تو مطلوب درجے کا خوف اس لرزہ کے ساتھ ڈرنے کے ساتھ پیدا ہوگیا جب پیدا ہوگیا تو گناہ اس سے چھوٹ گئے معاصی اس سے چھوٹ گئے اور یہ گناہوں کو ترک کرنے لگا پے در پے گناہوں کو ترک کرنے لگا تو معلوم ہوا ایسے آدمی کیلئے ایسے مراقبہ کی ضرورت ہے جس کی شہوت حد اعتدال سے ہٹی ہوئی ہے اور افراط کے درجے میں ہے جب افراط کے اندر کسی کی شہوت ہوتی ہے تو وہ معاصی کے اندر غرق ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے نادم و شرمندہ نہیں ہوتا ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ مراقبہ کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا گرفت کا جباریت کا قہاریت کا ذوالانتقامیت کا مراقبہ کرے۔ اس سے انشاء اللہ اس کی شہوت اعتدال میں آجائے گی اور اس درجے کا خوف اس کو حاصل ہوجائے گا جسے خوف مطلوب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ اس کیلئے دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ رات کو سوتے وقت اگر زیادہ ہی مشغول ہے تو کم از کم پانچ منٹ نکال لے اور تفصیلاً" سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں سب کچھ ہے عذاب بھی انہوں نے ہی پیدا کیا ہے اور دوزخ و جہنم بھی انہوں نے ہی بنائی ہے ارے بھئی کس کے لئے بنائی ہے گناہ گاروں کے لئے بنائی ہے اگر میں گناہوں میں مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ میرا ٹھکانا جہنم ہوگا اور پھر اس کی جباریت کو قہاریت

کو قہر فرمانے کو انتقام لینے کو سوچے اور انتقام پر وہ قادر ہیں اور انتقام لیتے ہیں منتقم ان کا نام ہے عزیز ہیں دبدبے والے ہیں رشید ہیں شدید ہیں جلال والے ہیں اس طریقے سے سوچے پانچ منٹ اس پر صرف کرے پھر استغفار اور لاحول کی ایک ایک تسبیح یا اکیس اکیس مرتبہ پڑھ کر کلمہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرکے سوجائے رات کو یہ پانچ منٹ نکالے پھر دیکھے اس کا کرشمہ اب رہیں پانچوں نمازیں تو دوسرا کام یہ کرے کہ رات کو جو تفصیلا" مراقبہ کیا تھا عذاب الٰہی کا ان کی جباریت قہاریت انتقامیت کا شدیدیت کا رشیدیت کا جلالیت کا تو اب ہر نماز کے بعد ایک ایک منٹ اس رات والے مراقبہ کی تجدید کرتا جائے صرف ایک منٹ گھڑی میں دیکھ لے زیادہ نہیں کہ رات کو میں نے کیا سوچا تھا اور ان کے سامنے میں نے رات کو توبہ کی ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر چالیس یوم اس نے اس پر محنت کرلی تو انقلاب آجائے گا اور حقیقی تبدیلی واقع ہوجائے گی جس کا جی چاہے آزماکر دیکھ لے آزمائش شرط ہے۔

مراقبہ"موت،،

اسی طریقے سے جس کی زندگی بے راہ روی میں گزر رہی ہے اور مرنے کا نہ خیال ہے نہ دھیان ہے اور طبیعت بے باکی سرکشی کی طرف

مائل ہو رہی ہے ایسے شخص کیلئے ہے مراقبہ موت بہتر یہ ہے کہ اپنی موت کو دس منٹ روزانہ رات کو سوچے اور بالکل ایسے تصور کے ساتھ کہ میں لیٹا ہوا ہوں بیوی بچے اہل خانہ میری اس نازک حالت پر سکرات موت پر رو رہے ہیں اور بے بس ہیں اور مجھے موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے اور انگوٹھے کی جانب سے قبض روح کا سلسلہ انخلاء روح کا سلسلہ جسد ترابی سے شروع ہو گیا انگوٹھے سے ٹخنے تک بات آگئی ٹخنے سے گھٹنے تک بات آگئی گھٹنے سے رانو تک آگئی رانو سے کولہے تک بات آگئی اب ٹانگ میری کھڑی کرتے ہیں لیکن گر جاتی ہے کھڑی نہیں ہوتی تلوے کے اندر کوئی نہ کوئی چیز چلا کر دیکھتے ہیں کہ گدگداہٹ ہو لیکن اب گدگدی بھی ختم ہو گئی اور بات اب ناف تک آگئی اب معدے تک آگئی اب اوپر تک آگئی فرشتہ آگیا آنکھیں میری پتھرا گئیں کنپٹی بیٹھ گئی رنگ زرد ہو گیا اور ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا یٰسین پڑھی جا رہی ہے کلمہ کی تلقین کی جا رہی ہے بے بسی کا عالم ہے حیات دنیوی کے اندر ایک لمحہ کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا ایسی کسمپرسی کا عالم ہے اور میری اس حالت کو دیکھ کر سب زار و قطار رو رہے ہیں اور میں بھی بے بس ہوں یہاں تک کہ میری روح پرواز کر گئی اور تجہیز و تکفین کے بعد قبر میں نکیرین آگئے نکیرین کیا آگئے زلزلہ آگیا توبہ! توبہ! توبہ بڑا خطرناک منظر ہوتا ہے اور میں ان کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہوا اور میرے نیچے آگ کا بستر بچھا دیا گیا اور جہنم کی کھڑکی کھول دی گئی توبہ توبہ توبہ سانپ بچھو

اژدھے بڑے بڑے ڈسنے کیلئے میرے اوپر مسلط کردیئے گئے صور پھونک دیا گیا میدان قیامت قائم ہوگیا اور جلتے ہوئے توے سے زیادہ مثل تانبے کے زمین انتہائی گرم ہے اور تمازت آفتاب کی سر کو کھولائے دیتی ہے نیچے سے پسینے کا عذاب ہے اوپر سے زبان لٹکنے کا عذاب ہے حدیث میں آتا ہے دو عذاب ہوں گے میدان قیامت کے اندر نیچے سے پسینے کا عذاب ہوگا کسی کا پسینہ ٹخنے تک اگر ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ میں جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کے اندر کھڑا ہوا ہوں اور کسی پل اس کو چین نہیں ہوگا کسی کا پسینہ پنڈلی تک ہوگا' گھٹنے تک ہوگا' زانو تک ہوگا کولہے تک ہوگا کسی کا یہاں تک ہوگا (سینے تک) اور کسی کا یہاں تک ہوگا (اس کے اوپر تک) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ بات بیان فرماتے تھے تو اتنے متفکر ہوجاتے تھے کہ آپ کا فکر آخرت صحابہ کے اوپر بھی ظاہر ہوجاتا تھا اتنے پریشان ہوجاتے تھے اور دوسرا زبان کا عذاب یہ ہوگا کہ زبان لٹکنا شروع ہوجائے گی لٹکتے لٹکتے کسی کی سینے تک آئے گی کسی کی ناف تک آئے گی کسی کے زانو تک آئے گی کسی کی گھٹنے تک آئے گی کسی کی ٹخنے تک آئے گی کسی کی پیروں تک آئے گی کسی کی پیروں سے بھی بڑھ جائے گی اور پیروں میں روندنا شروع ہوجائے گی سنبھالنا مشکل ہوجائے گا اتنا تنگ اور پریشان ہوجائے گا الٰہی توبہ الٰہی توبہ اور اگر یہ دنیا میں متکبر تھا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ متکبر کے اجسام کو مثل چونٹیوں کے بنادیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے

قدموں میں روندنا شروع ہوجائیں گے اور بے انتہا ذلت و خواری ہوگی متکبرین کو جنہوں نے دنیا کے اندر تکبر برتا ہوگا۔ ایک طرف پسینے کا عذاب ایک طرف زبان کے لٹکنے کا عذاب اور دوسرے تکبر کی بنا پر مثل چونٹیوں کے ان کا جسم کردیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے قدموں میں رندتے پھریں گے۔ ہائے اللہ میرا کیا بنے گا ہائے اللہ کس منہ کے ساتھ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں گا بس ایمان کی تجدید کرکے استغفار کرکے سوجائے یہ مراقبہ موت ہے وہ دنیا کی زندگی جو سرکشی اور بے باکی کی طرف جارہی تھی انشاء اللہ اس کو لگام لگ جائے گی طبیعت اعتدال میں آجائے گی۔

مراقبہ "الرحمٰن الرحیم"

اگر کوئی ضعیف ہے سفید ریش ہے اعضاء جواب دے چکے تو ایسا شخص کیا کرے' اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا' اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کا اللہ تعالیٰ کی غفوریت کا مراقبہ کرے ضعیف آدمی بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا مراقبہ کرے میرا اللہ بے حد مہربان ہے بڑا کرم کرنے والا ہے بڑا رحم کرنے والا ہے بخشنے والا ہے جی' اپنے بندوں کو وہ نہیں بخشیں گے تو کون بخشے گا۔ اس سے انشاء اللہ بوڑھے آدمی کے اعضاء کے اندر ایک توانائی آئے گی اعمال کی طرف سے غافل نہیں ہوگا اعمال کی ہمت اس کی برقرار رہے گی تو بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت' رحیمیت کریمیت' غفوریت کا

مراقبہ کرے۔

مراقبہ"ستار العیوب"

اور گناہ گار آدمی جس نے اللہ کی نافرمانی کی، معاصی کئے اور لوگوں کو پتہ نہیں چلا وہ اللہ تعالیٰ کی ستاریت کو مزید سوچا کرے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آج میرے معاصی کا میرے گناہوں کا پتہ نہ میرے ماں باپ کو ہے نہ میرے بیوی بچوں کو ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جس مولا نے یہاں ستاریت فرمائی ہے پردہ پوشی فرمائی ہے میدان محشر میں بھی اپنی ستاریت میں مجھے لپیٹ لے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے لاڈلے حبیب کے سامنے مجھے ذلیل و خوار نہیں ہونے دے گا۔ ایسے آدمی کو اللہ کی ستاریت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔

مراقبہ"رزاق حقیقی"

اور اگر روزی کے مسائل ہیں معاشی مسائل ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے جس نے

پیدا کیا ہے آب و دانے کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر اس کو زندہ رکھنا منظور ہے آب و دانے کے ساتھ زندہ رکھیں گے جب کسی شخص کی ہوا نہیں رہتی، پانی نہیں رہتا کھانے کا رزق نہیں رہتا روزی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا سے اٹھا لیتے ہیں مجھے جب زندہ رکھا ہے تو یقیناً "میرا رب رزاق ہے مجھے رزق عطا فرمائے گا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے" معاشی حالات سے دوچار ہے مشکلات ہیں اس کے اندر تو اس کو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ ان کی ذات عالی پر بھروسہ اور اعتماد پیدا ہوگا۔

مراقبہ "شافی مطلق"

اگر بیمار ہے لا علاج امراض کے اندر گھرا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ کرے۔ میرا اللہ شافی مطلق ہے شافی حقیقی ہے سیدنا ایوب علیہ الصلواۃ و السلام کو بغیر دوا کے شفا دی **اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ** عاجز اور محتاج ہو کے حضرت ایوب پکار اٹھے یا اللہ یہ کیا چیز میرے پیچھے پڑ گئی ہے آپ رحم فرما دیجئے سب سے زیادہ آپ رحم فرمانے والے ہیں اپنی محتاجی اور عاجزی بارگاہ عزت و جلال میں پیش کی بغیر دوا کے اللہ نے شفا دے دی ورنہ بعض مفسرین کے نزدیک وہ ایسے بیمار ہوئے تھے

کہ ان کے گھاؤ اور زخموں کے اندر ڈیڑھ ڈیڑھ گز لمبے کیڑے تھے اور قرآن مجید میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کیڑوں کی محبت عطا فرمادی تھی اگر کوئی کیڑا باہر نکل جاتا تھا تو اٹھا کر اپنے زخم میں رکھ لیا کرتے تھے۔ عزیزانِ من کبھی بیمار جسم کو گھبرانا نہیں چاہیے اگر اطباء' معالجین اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں وہ اللہ کے شافی ہونے کا مراقبہ کیا کرے رات کو دس منٹ روزانہ اور گیارہ دفعہ یہ کہا کرے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے' الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے انشاء اللہ بغیر دوا کے اس کی توانائی بڑھ جائے گی ہمت بڑھ جائے گی پست ہمتی اس کی دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ بغیر دوا کے شفاء دیدیں۔ شفاء کا انحصار ادویات کے اندر نہیں ہے اس بات کو یاد رکھئے معالجین کے پاس شفاء نہیں ہے ادویات میں شفاء نہیں ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے شفاء کبھی ادویات سے نہیں ہوا کرتی کبھی اطباء سے نہیں ہوا کرتی شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے اوپر سے یہ یاد رکھئے شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے کتابوں میں آتا ہے جب طبیب نسخہ لکھتا ہے تو وہ نسخہ بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتا ہے اور وہ دوائیں عرض کرتی ہیں بارالٰہ اے ہمارے مولا جیسا آپ کا حکم ہوگا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گی اور اس کے مطابق ہمارا اثر ہوگا جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہمارے اندر اثر پیدا ہوگا یاد رکھئے دوا موثر نہیں ہے موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے اس میں کوئی

تاثیر نہیں، آگ میں جلانے کی تاثیر نہیں وہ تو انکے حکم سے جلاتی ہے **قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ** کیا کہا انہوں نے اے آگ تو ہمارے ابراہیم کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا ارے بھئی اتنی ٹھنڈی ہوجائے کہ جم جائے قلفی ہوجائے وہ بھی تو اذیت کی بات ہے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا اتنی ٹھنڈی ہوجا کہ ہمارے ابراہیم کیلئے تو خوشگوار ہوجا اللہ تعالیٰ نے نار نمرود کو حضرت ابراہیم کیلئے گلزار بنا دیا۔ گلزام ابراہیم کے نام سے پرانے زمانے کی ایک کتاب ہمارے بچپن میں ملا کرتی تھی اور حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ کا وعظ بھی ہے ملت ابراہیم تو عزیزان من گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ آپ کیجئے۔

مراقبہ ”حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ“

اگر آپ کا کام مخلوق کے حلقے میں رکا ہوا ہے آپ مراقبہ کیجئے اللہ کے وکیل ہونے، اللہ کے کفیل ہونے کا انشاء اللہ اس سوچ و مراقبہ کی برکت سے گرہ کھل جائے گی، تالا کھل جائے گا، مراقبات سے تالے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی قوتِ خیالیہ، قوتِ متفکرہ، قوتِ ارادیہ کے اندر بڑی طاقت رکھی ہے لیکن یہ طاقت مراقبات سے آتی ہے اس راز کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہ طاقت بڑی دولت ہے جو آج میرے حضرت کی برکت

سے بیان ہو رہی ہے۔ مخلوقاتی ماحول میں آپ کا کام رکا ہوا ہے نماز کے بعد بیٹھ جایئے اور سوچنے لگئے میرا مولا وکیل ہے، کارساز ہے، میرا مولا کفیل ہے، میرے لئے کافی ہے، انشاء اللہ جب آپ ان کے وکیل ہونے کا اور کفیل ہونے کا مراقبہ کریں گے تالا کھل جائے گا جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے۔

مراقبہ "علیم و خبیر"

اسی طریقے سے میرے عزیزو! بہت سے مراقبات ہیں بہت سے مراقبات ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق کیوں فرمائی **اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللطیف الخبیر** جی! کیا وہ نہیں جانتا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ارے وہ بڑا باخبر ہے باریک بیں ہے سینوں کے حالوں کو بھی جانتا ہے **یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ** وہ اتنا جانتا ہے کہ تمہاری نظروں کا استعمال کیسا ہے کس خیانت کے ساتھ ہے اور اندر تم کیا لئے ہوئے ہو دل میں تم نے کیا کیا خیالات اختیاری طور پر پکائے ہوئے ہیں۔ میرے عزیزو آج بہت بڑی دولت کا بیان ہوا ہے یہ بڑی دولت آپ کو ہدیتاً" پیش کی گئی ہے مراقبات دراصل فکر قلبی کا نام ہے اور مراقبات کی تعلیم قرآن مجید میں بھی جابجا ہے اور احادیث میں بھی جابجا ہے **اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ**

وَمَثْوٰکُمْ وہ جانتے ہیں تم کس طرح چل پھر رہے ہو اپنے گھر میں کس طرح تم رہتے ہو۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے مجمع سے زیادہ تنہائی کے اندر باادب ہونا چاہیے میرے حضرت کا یہ مذاق تھا کہ تنہائی میں زیادہ باادب ہونا چاہیے کیونکہ ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور ایک بات یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بڑوں کا سبھی ادب کرلیتے ہیں کوئی چھوٹوں کا ادب کرکے دکھلائے انشاء اللہ اخلاق مہذب ہوجائیں گے جو چھوٹوں کے ساتھ صحیح طریقے سے پیش آئے گا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص۔ یہ بھی میرے حضرت نے فرمایا کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ جس کا برتاؤ اکرام کا ہوگا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص ہدایت سے نہیں ڈگمگائے گا۔ بڑی اونچی بات فرماگئے۔ آخری نصائح میں یہ بات فرمائی تھی کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ رہ کر اپنی نگرانی کرنا ایسا انسان کبھی ڈگمگایا نہیں کرتا، بڑوں کا ادب کرلینا یہ سب کیلئے آسان ہے، لیکن چھوٹوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا جو واقعتاً" آپ کے چھوٹے ہوں اور آپ کے قابو میں ہوں وہاں اپنے آپ کو مہذب بنائے رکھنا اور ان کا اکرام کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے اسی طریقے سے صنفِ نازک، جنسِ لطیف، آپ کی بیوی آپ کی ماتحت ہے آپ کا پورا قابو ہے اس کے اوپر لیکن اس کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا اس کو شرعی دوست تسلیم کرنا اور اس کے مزاج کی رعایت کرنا اور اس کی غلطیوں سے اکثر وبیشتر درگزر کرنا دیکھئے پھر کتنا تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ میرے حضرت

نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی مطعون کرے طعنہ دے کہ میاں فلانا جو ہے وہ بیوی کا غلام ہوگیا ہے لیکن خانہ داری کے اندر گھر اس کا اچھا چل رہا ہے اولاد کی تربیت ہو رہی ہے تو اس طعنے کو بھی برداشت کرجاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو تمہارے حال کو جانتے ہیں کہ تم کس طرح درگزر کرکے اللہ کے تعلق کو حاصل کررہے ہو۔

خلاصہ وعظ

بے حد ضروری ہیں یہ مراقبات اور یہ میں نے عرض کردیا کہ زمانہ اسباق کے اندر اذکار نہیں کرائے جاتے ہاں ایام رخصت کے اندر ان کو اذکار میں لگنا چاہیے اور ہمیں بھی اپنے کسی استاد باطن سے اپنے لئے اذکار تجویز کرانے چاہیں اور اشغال مشروط ہیں شیخ وہ اپنی نگرانی میں کراتا ہے کسی کیلئے چاہتا ہے کسی کیلئے نہیں چاہتا یہ صواب دیدی مسئلہ ہے بصیرت کا مسئلہ ہے، لیکن مراقبات سب کیلئے ہیں، عورتوں کیلئے بھی، مردوں کیلئے بھی، جس طرح مردوں کے لئے اسی طرح عورتوں کیلئے، جس طرح مشغول حضرات کیلئے اسی طرح فارغ حضرات کیلئے، جس طرح فارغ حضرات کیلئے اسی طرح مشغول حضرت کیلئے، لہٰذا مراقبات کی تعلیم قرآن و حدیث کے اندر جا بجا موجود ہے مراقبہ گہری سوچ کا نام ہے، فکر قلبی کا نام ہے، دل کو بیدار کرنے کا

نام ہے۔ میں نے مختلف مراقبات پیش کیے تمثیلات کے ساتھ پیش کیے تفصیلات کے ساتھ پیش کیے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی بفکر توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سالکین کے لئے قیمتی نصیحتیں

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؐ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنے حضرت کی چیدہ چیدہ نصیحتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں عجیب بات فرمائی اور خود بھی عجیب و غریب تھے

شان عبدیت

ارشاد فرمایا کہ عبادت کر کے غرور کرنے والے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے۔ عجیب بات فرمائی ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں غلامی کو۔ اب

بتایئے کہ غلام غلامی بجا لائے اور غرور کرے کیا منہ ہے اسکا۔ وہ اس قابل ہے کہ غلام رہ کر اور غلامی میں ہو کر غرور کرے۔ توبہ توبہ بہت بری بات ہے۔ اپنی حیثیت کو تو سوچ کہ میں کیا ہوں۔ میں فلاں ہوں اور غلامی میرا کام ہے۔ اب غلامی کی حالت میں غلام رہ کر غرور کرنا بے جوڑ بات ہے۔ اُس کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں اپنی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم غلام ہیں اور ہمہ وقتی غلامی میں مصروف رہنا ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی نعمتیں خوب برتو لیکن غلام بن کر۔

اور بڑا شرف ہے کہ ہمارا تعلق غلام ہونے کا ہے اور یہ تعلق رابطے کا تعلق ہے ضابطے کا نہیں ہے چاکری کا تعلق ہے نوکری کا نہیں۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بس یہ کہ میں اتنی دیر کام کروں گا یہ کام کروں گا اور تنخواہ پاؤں گا۔ کام کیا اور چلا گیا اور اگر دیر ہو گئی تو وہ اوور ٹائم شمار ہوتا ہے۔ لیکن غلام کی شان کچھ اور ہے۔ ابھی بچوں کا پیشاب پاخانہ اٹھا رہا ہے۔ اور اگر کوئی آقا کو اہم بات پیش آ گئی تو مقرب ہے۔ آقا نے اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ مشورہ دے رہا ہے۔ ارے غلام بننے میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق رابطے کا ہوتا ہے۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے لیکن جو مزہ اور لطف رابطے میں ہوتا ہے۔ وہ ضابطے میں کہاں ہے۔ اب بتایئے غلام غلامی کے اندر مشغول ہے۔ اور پھر غرور۔ بے جوڑ بات ہے۔ اباجی فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر وہ گناہ گار ہے

جس نے گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلیا اور غرور کہا جاتا ہے دھوکہ کھانے کو غلام ہو کر دھوکہ کھا رہا ہے توبہ توبہ۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگنے کی علامت

اور عجیب بات فرمائی کہ اللہ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ یعنی اس کا دل چپکا ہوا نہ ہو۔ زہد مطلوب ہے اور مومن کو زاہد ہونا چاہئے اور زہد کی آسان تعریف یہی ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ اباجی ہمیں زاہد بنا رہے ہیں زہد مطلوب دلوا رہے ہیں اور زاہد تر بنا رہے ہیں زاہد خشک نہیں خشکی سے کام نہیں چلتا خشکی میں سختی ہوتی ہے اور تری میں نرمی ہوتی ہے بعض آدمی انجانے پن کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے ورع اور اپنے زہد پر اپنے بیوی بچوں کو کستے ہیں۔ اپنے گھر والوں کو کستے ہیں۔ یہ بات غلط ہے آپ کا ورع اور زہد آپ کے ساتھ ہے اور ان کا ورع اور زہد ان کے ساتھ۔ اور حاصل ان کو بھی ہے لیکن اپنی کیفیات پر دوسرے کو کسنا نہیں چاہئے۔ یہ غلط بات ہے ہمارے حضرت اس کے خلاف تھے۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں حالانکہ ابھی توکل کی اسے ہوا بھی نہیں لگی۔ رضا بالقدر پورا پورا ہونا چاہئے یہ فرض ہے۔ لب کشائی بالکل نہ ہو۔ قدر اور تقدیر کے مسئلہ پر لب کشائی کی بالکل

گنجائش نہیں ہے یہ مسئلہ سمجھنے کا نہیں ہے ماننے کا ہے۔ ایک مرتبہ آپ دولت کدہ سے باہر مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ وسلم میں تشریف لائے۔ کچھ آدمی باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہو رہی ہے آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو۔ اباجی نے فرمایا کہ یہاں سے مسائل سلوک پیدا ہوگئے یہاں سے نکل رہے ہیں اور نکالے جارہے ہیں مربی کو حق ہے کہ اپنے متعلقین سے پوچھے کہ کیا کر رہے ہو۔ کیا بات ہو رہی ہے۔ صحابہ نے صاف صاف عرض کردیا کہ تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ طالبین سالکین کو اپنے مربی سے بات چھپانی نہیں چاہئے بلکہ پوری پوری بات بتانی چاہئے دیکھا اباجی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں اسے استدلال نہیں کہتے۔ اور استنباط اسے کہتے ہیں کہ سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر پہنچنا اور وہاں سے غوطہ لگا کر لعل وگوہر نکال کر اوپر لانا۔ آگے شیخ کو حق ہے کہ سالکین کو گفتگو سے منع کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مربی تھے۔ آپ نے فرمایا خبردار جو اس مسئلہ میں کلام کیا اس مسئلہ کا ادب خاموش رہنا ہے۔اس مسئلہ میں کلام نہ کرنا کوئی تذکرہ تبصرہ نہ کرنا۔ مسئلہ سلوک کا واضح ہوگیا کہ مربی کو حق ہے کہ طالبین کی خیر خواہی کی خاطر کسی بھی مسئلہ میں ان کو خاموش رہنے کی تعلیم دے۔ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ حضرت والا نے سنایا تھا۔ کہ موت کا تکیہ لگا کر سویا کرو اسی تکیے پر جمعہ کے علاوہ حضرت کی دو مہینے تک مجلس ہوتی رہی

جمعہ کے روز اپنے پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا وعظ من وعن بعینہ بلا تشریح کے سنایا کرتے تھے' اور مجلس عام اور بڑی مجلس جمعے کی ہوتی تھی۔ اور پورا ہفتہ حضرت حوالہ دیتے رہتے تھے۔ کہ جمعے کو وعظ میں نہیں سنایا تھا حضرت والا تھانوی کی بات پر کان دھرنے چاہئیں عمل کرنا چاہیے' حضرت والا نے یہ فرمایا تھا۔ حضرت مسیح الامت رحمتہ اللہ علیہ کو سارا وعظ مستحضر رہتا تھا۔ تو جمعہ کے علاوہ دو مہینے تک حضرت غوث پاک کے اس ارشاد پر مجلس ہوتی رہی۔ اباجی نے اس کا خلاصہ بیان فرمایا کہ موت کو تکیے کے نیچے رکھ کر سویا کرو اگر اٹھا کرو تو زندگی کی امید مت رکھا کرو۔ شیطان نے بھی خوب پٹی پڑھائی ہے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جی موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ واہ واہ ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں یہ تو طے شدہ چیز ہے۔ اور کہتے یوں ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں جب چاہے آجائے۔ جب چاہے کیسے آجائے گی کیا وہ اپنی مرضی سے آجائے گی۔ ہر ایک کو شکم مادر کے اندر یہ پیغام دیا گیا کہ تیرا نام یہ ہے اور تیرا کام یہ ہے اور تو اس وقت دنیا سے واپس ہوگا۔ یہ تین پیغام ملتے ہیں تب باہر تشریف لانا ہوتا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

یہ تو زندہ رہنے والوں کی نادانی ہے کہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس ہم یوں ہی دفناتے رہیں گے ایسے ہی عیادت کرتے رہیں گے۔ ایسے ہی تعزیت کرتے رہیں گے میرے عزیز! عنقریب تیرا نمبر لگا ہوا ہے۔ ادھر شکم مادر میں پیغام

دیا گیا وہ تو بھولا نہیں ہے بلکہ تجھے بھلا دیا ہے' یہ بھلانا بھی ان کا احسان سمجھ ورنہ زندگی اجیرن گزرتی اگر کسی سے یوں کہہ دیا جائے اور صحیح تاریخ بتلادی جائے کہ دس سال کے بعد فلاں تاریخ کو تیری موت واقع ہوجائے گی تو کیا وہ دس سال راحت میں گذریں گے یا زحمت میں گذریں گے' توبہ توبہ! زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ بس دن ہی گنتا رہے گا۔ کہ اب اتنے دن ہوگئے' اب اتنے باقی رہ گئے اور ایک آدمی مومن ہے ایمان کی حلاوت میں اور اطاعت میں زندگی بسر کررہا ہے۔ اور چند منٹ کے بعد دنیا سے جانے والا ہے لیکن بے فکر ہے مگن ہے اور مست ہے۔ تو بعض چیزوں سے ناواقفیت بھی دراصل احسان خداوندی ہے کہ اس بات سے ناواقف رکھا جائے گا۔ یاد رکھئے! زندہ رہنے پر تعجب ہے کہ یہ زندہ کیسے ہے مرجانا چاہئے تھا۔ آپ ماہرین امراض بدن سے پوچھئے وہ آپ کو بتلائیں گے کہ تعجب ہے کہ یہ انسان زندہ کس طرح ہے؟ حالانکہ کیسے کیسے جراثیم ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایک انچ جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر خناق کے جراثیم نہ ہوں۔ اور خناق کے جراثیم میں کوئی جرثومہ بدن میں داخل ہوجائے تو نرخرے کو توڑ کر رکھ دیتا ہے اسی وقت دم نکال دیتا ہے۔ اب بتلایئے ایسے جراثیم کے ساتھ زندہ رہنا تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ یوں کہتے ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

استحضارِ موت کا حکم

موت کا استحضار مامور بہ ہے اور یہ اعمال صالحہ میں سے ہے حدیث شریف میں صاف آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ غیر شہدا بھی ایسے ہوں گے جن کو شہدا کے درجے نصیب ہوں؟ آپ نے فرمایا : ہاں جو موت کو یاد رکھتے ہوں گے اور ایک روایت میں صاف آتا ہے کہ جو دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ استحضار موت مامور بہ عمل ہے جس سے دلوں کا زنگ معاصی کے دھبے جو دل پر پڑجاتے ہیں جو دل کو کالا کردیتے ہیں وہ اس سے زائل ہوجاتے ہیں دل کا صیقل ہوجاتا ہے رگڑا لگتا ہے زنگ دور ہوجاتا ہے۔ پالش آجاتی ہے صیقل پالش کو کہتے ہیں۔ اور موت کو بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا تمہارے بھلانے سے نہیں آئے گی؟ ضرور آئے گی۔ ساری دنیا جراثیم سے بھری ہوئی ہے ایک تل دھرنے کو جگہ ایسی نہیں ہے جو جرثومات سے پاک ہو۔ اور ان جراثیم کے اندر رہتے ہوئے ذات باری تعالیٰ نے آپ کو حیات ناسوتی دی ہوئی ہے۔ کیسے زندہ رکھا ہوا ہے! یہ ان کا کرم ہے۔

دنیا میں آنا اللہ کا احسان ہے

اور انہوں نے ہمیں دنیا میں بھیج کر اور بندہ بنا کر خدا کی قسم احسان فرمایا ہے ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ عالم ارواح کے اندر ہم مثل چیونٹیوں کے تھے ہم ترقی نہیں کر سکتے تھے اس دارالغرور میں بھیج کر احسان فرمایا ہے اور ترقی کی راہیں کھول دیں۔ پتہ چل جائے گا کہ کوئی کیا ترقی لے کر گیا ہے۔ جو کم ترقی والے ہوں گے۔ ان کو ذات باری تعالیٰ کا دیدار جمعے جمعے کے روز ہوا کرے گا اور ترقی یافتہ اہل جنت کو ہر روز دیدار ہوا کرے گا اور جنتوں میں بھی ایسی جنت ان کو دی جائے گی جہاں پر ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست باآسانی اور بے تکلف نصیب ہوتی رہے گی۔ یہاں پر یہ ریاضت و مجاہدے کی قدر نہیں کرتے اسے کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ وہاں قدر ہوگی اور ذکر میں لگتے نہیں اس کی وہاں قدر ہوگی؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اہل جنت کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی کوئی تکلیف نہیں ہوگی البتہ اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں جو اوقات بغیر ذکر کے گزرے ہیں وہ اچھا نہیں کیا اور یہ دوسری بات ہے کہ اس حسرت وافسوس پر دنیا کی سی تکلیف اور تعجب نہ ہوگا۔ ایسے اوقات پر افسوس ہوگا کہ برا کیا وہ اوقات بھی ذکر اللہ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ تاکہ بات آج کسی اور جگہ پہنچی ہوئی ہوتی۔

گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھے

بہت سے ارشادات کا خلاصہ ابا جی نے فرمایا کہ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو گناہ کو بڑا سمجھو۔ یہ دیکھو کہ یہ کس کی نافرمانی ہے خالق اکبر مالک کی نافرمانی ہے توبہ توبہ! اور فرمایا جس نے گناہ کو چھوٹا سمجھا اس نے خدا کو چھوٹا سمجھا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! ایسا معمولی سا سمجھا ہوا ہے۔ معاصی سرزد ہو رہے ہیں گناہوں کا صدور ہو رہا ہے مگر کسی بات کا فکر ہی نہیں ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پریشانی کا صرف ایک موقع ہے وہ یہ کہ جب گناہوں کا صدور ہو تو اس وقت جتنا بھی پریشان ہو کم ہے' اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے تو یہ موقع ہے پریشانی کا۔ ظاہری گناہوں سے بھی بچنا چاہئے باطنی گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' عقائد کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' معاشرے کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے اور اخلاقیات کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے۔ ہر قسم کے گناہوں سے' چھوٹے گناہوں سے بھی اور بڑے گناہوں سے بھی۔

گناہ کو اچھی نظر سے دیکھنا برا ہے

بعض لوگ گناہ کرتے تو نہیں ہیں مگر جو لوگ کرتے ہیں ان کو دیکھنا ان

کو پسند ہے وہ بھی اس میں شریک ہیں۔ ایک چال یہ بھی چلی ہوئی ہے۔ ہم تو چونکہ فقیر ہیں۔ سائل ہیں' کوچے کوچے کے اندر' گلی گلی کے اندر صدا لگاتے پھرتے ہیں تو کچھ باتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ تو ایک یہ بھی ہے کہ خود معصیت کرتے تو نہیں ہیں مگر مبتلائے معصیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی گناہوں سے مانوس ہوئے۔ حالانکہ بالکل نفرت مطلوب ہے۔

ایک دفعہ ابا جی کے ساتھ لاہور میں کار میں سوار ہو کر ایک جگہ جانا ہوا تھا۔ لاہور میں میدان کے اندر کچھ لڑکے نیکر پہنے ہوئے کھیل رہے تھے۔ ابا جی نے فرمایا' **وِاذا مروا باللغو مروا کراما** ابھی قاری ایوب صاحب تلاوت کر رہے تھے تو یہ بات مجھے یاد آگئی' آپ نے بہت محبت سے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے۔ اس طرف دیکھنے کی' جب ہم مشغول نہیں ہیں ہمیں پسند نہیں ہے تو پھر دلچسپ نگاہوں سے نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا کیسا! کار میں پانچ آدمی تھے ابا جی نے نصیحت فرمائی: **وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا** ۔ آپ نے فرمایا: یہ بری بات ہے۔ گناہوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ معاصی سے نفرت ہونی چاہئے مگر گناہ گار سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ تو چونکہ وہ کھیلنے والے نیم عریان ہیں ہم ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ اور دل میں دعا کر لیجئے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔ معاصی جہاں پر سرزد ہوں وہاں سے بھاگنا چاہئے۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگنا چاہئے۔

نفس کی ہر وقت نگاہ داشت کیجئے

اور ایک نصیحت یہ فرمائی کہ نفس کی ہر وقت نگرانی رکھے' ہم نے دیکھا ہے کہ کچے مکانوں کے اندر بل ہوتے ہیں اور ان بلوں اور سوراخوں کے اندر سانپ رہتے ہیں اور وہاں رہنا بھی ہوتا ہے کھانا پکانا بھی ہوتا ہے۔ بچے بھی ہوتے ہیں' اب کیا کریں پختہ عمارت نہیں ہے۔ چوہوں نے جو سرنگیں بنائی ہیں وہ دراصل سانپوں کے گھر بنا رہے ہیں یہ قاعدہ ہے اللہ تعالیٰ کھدائی کا کام چوہوں سے لیتے ہیں اور رہائش کا کام سانپوں سے کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک سانپ نے چوہے کو سالم نگلا' لیکن پورا نگلا نہیں گیا' اس کے گلے میں آکر پھنس گیا بہت تڑپا چوہا باہر نہیں نکل سکا تو چوہا تو اندر مرگیا اور یہ سانپ باہر تڑپ تڑپ کر مرگیا..... نفس کی نگرانی کی بات ہو رہی ہے۔ گھر میں چوہوں نے بلیں بنا دیں سرنگیں بنا دیں اس میں سانپ آکر رہنے لگے گھر والو کو علم ہے کہ کبھی کبھی ان کی دم نظر آتی ہے کبھی کبھی ان کا منہ نظر آتا ہے۔ تو کوئی پتھر لگا دیتا ہے۔ کوئی اس کے اوپر کچھ اور چیز لگا دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی رہتے ہیں' مگر اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز لگا دیتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ زہریلے سانپ ہیں مکان چھوڑ کر دکان چھوڑ کر جاتے نہیں' نگرانی رکھتے ہیں دن میں بھی رات میں بھی' رات کو موم بتی چراغ وغیرہ جلا کر تھوڑی سی روشنی کر کے بھی رکھتے ہیں' تاکہ کیڑے باہر نہ

آجائیں کیونکہ باہر روشنی میں آتے ہوئے ڈرتے ہیں' اندھیرے میں جلدی نکل آتے ہیں' ان سے بچنے کے لئے بالکل چوکس رہتے ہیں کہ کہیں وہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے' ارے! وہ مارِبل جو بل میں سانپ ہے وہ کیا نقصان پہنچائے گا جو مار آستین آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ ہروقت یہ نفس امارہ آپ کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔ بمعہ اپنے پھن کے اور اپنے زہر کے' ڈسنے کے لئے ہروقت تیار ہے۔ اس سے زیادہ نگرانی اس کی کرو' ان بلوں سے زیادہ اس مار آستین کی نگرانی کرو' یہ آستین کا سانپ ہروقت تیار رہے۔ اور تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور تمہاری گھات میں ہے۔ ڈسنے کے لئے اور زہر ڈالنے کے لئے ہروقت تیار ہے۔ کہیں کا نہیں چھوڑتا' ذرا سی کوئی اچھی بات ہوگئی چار آدمیوں نے مصافحہ کرلیا دعا و سلام کرلیا اپنے کمال کا خود ہی معتقد ہوجاتا ہے۔ **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ**۔ یہ تو اللہ کی توفیق اور عطا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور ان کی توفیق شامل حال نہ ہو اور ان کی عطا نہ ہو تو یہ کس چیز کا کمال ہے۔ یہ تو ہمارے اندر نرا زوال ہی زوال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کے اندر زوال آجائے اور یہ نعمت سلب ہوجائے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نعمت کے زوال کا خطرہ لگا رہنا یہ عجب کے خاتمے کا سبب ہے۔ عجب بہت بری بیماری ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حسد

اور عجب بہت دیر سے جاتا ہے' عوام تو عوام خواص میں بھی پایا جاتا ہے۔ حنین کے اندر دیکھ لیجئے آزمائش آگئی اور قرآن مجید نے بتلا دیا کہ عجب کی وجہ سے آئی ہے۔

نفس کی نگرانی بہت ہی ضروری ہے اور ہر وقت ضروری ہے۔ ایسا دشمن جس کا یقینی طور پر علم ہو کہ گھات میں لگا ہوا ہے۔ تو ہمیں بھی اس سے بچنے کے لئے' دفاع کے لئے ہر وقت چوکس رہنا چاہئے۔ اس کے مقابلے کے لئے مجاہدے کی مشق کو ضرور برقرار رکھنا چاہئے' یہ نہیں کہ ایک دفعہ نفس کی مخالفت کرلی' مجاہدہ کرلیا' معاصی سے بچ گئے اور مشق کو قائم نہ رکھا تو بہت برا مارے گا چاروں شانے چت کردے گا' کہیں کا نہیں چھوڑے گا' لہریں اٹھتی رہتی ہیں کہ یہ خوبی یہ کمال' یہ پندار ہے اور عجب ہے۔ ہوشیار رہو' اس سے اپنے آپ کو بچالو' صحابہ کرام نے اس سے نقصان اٹھایا ہے اگر تم اس میں مبتلا ہوگئے تو طغیانی آجائے گی اور تم برباد ہوجاؤ گے۔

گناہوں سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے

اور فرمایا کہ گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عبادت نہ کرو' حضرت ضرورت کا درجہ بتلا رہے ہیں یہ منشاء ہے۔ یہ منشاء نہیں ہے کہ عبادت نہ کرے۔ گناہ سے بچے اور ویسے

کامیابی بھی گناہوں سے بچنے کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق دے کہ ہر قسم کے معاصی سے بچتے رہیں' اور ہم اپنے آپ کو بچائے رکھیں' ہر ناپسندیدہ چیز گناہ ہے' کیا تفصیل میں جایا جائے' نور ایمان اور نور تقویٰ خود ہی بتلا دیتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتنا نور تقوی کا اور نور ایمان کا سب کو عطا کیا ہے کھٹک پیدا ہو جاتی ہے' بندے کا ضمیر اور قلب جھنجھوڑتا ہے۔ کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ تو گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔

تھوڑی حلال روزی زیادہ حرام روزی سے بہتر ہے

اور فرمایا کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے' ہر طرح بہتر ہے' لقمہ حلال کی بات ہی کیا ہے۔ الحمد للہ خیالات بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں' رات کا اٹھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ نیکی کی طرف طبیعت چلنے لگتی ہے۔ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ آداب دعا میں سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا لقمہ حلال کا عادی ہو' رزق حلال کا نور عجیب و غریب ہے۔ مفتیانِ کرام جس چیز کو حلال قرار دیں بس کافی ہے۔ اور شک نہ کرے' تو اباجی فرمایا کرتے تھے کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے ہر طرح بہتر ہے۔

قناعت میں عزت ہے

فرمایا ' عزت قناعت میں ہے۔ ہمیشہ قانع رہے جو مل جائے بس یہی سمجھے کہ بہت ہے۔ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں جلال آباد سے بعض حضرات اساتذہ کسی زمانے میں چلے گئے تھے۔ سب سے کم تنخواہ جلال آباد میں تھی بڑے بڑے حضرات کی ایسی ہی تنخواہ تھی وقت ایسا ہی تھا کیونکہ جیسی آمد ویسا خرچ' اسی کے تحت حضرت نظام چلاتے تھے۔ ایک دو حضرات چلے گئے مرے سامنے کی بات ہے بہت پرانی بات ہے ۔ ان حضرات کا پہنچنا ہی ہوا تھا' معافی مانگ کر پھر واپس آگئے۔ رمضان' عید' بقرعید کے موقع پر ان کے بچوں کو' گھر والوں کو جو دینے کا معمول تھا ابا جی نے وہ برقرار رکھا اور فرمایا کہ میرے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے۔ اور مدرسے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے لیکن ایک روز فرمادیا تھا کہ پچھتائیں گے اور پچھتا کر واپس آجائیں گے' یہی ہوا بڑی تنخواہ کو چھوڑ کر پھر اسی چھوٹی تنخواہ پر آگئے' اور معافی مانگی' پھر میری ان سے بات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا محسوس ہوا آپ پھر واپس آگئے۔ کہنے لگے کہ کیا پوچھتے ہو' ابا جی کے بغیر تو وقت کاٹنا ہی مشکل ہوگیا' ارے! تنخواہ کی زیادتی کو چھوڑو' ایسی صحبت اور ایسی شفقت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ ایک

بات ایک عالم نے بتلائی کہ جب تک ہم یہاں تھے کبھی مقروض نہیں ہوئے جب وہاں بڑی تنخواہ پر پہنچے تو مقروض ہو گئے۔

ابا جی نے فرمایا کہ عزت قناعت میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قناعت نصیب فرمائے کہ جو بھی چیز ہم کو ملے بس ہم اسی کو کافی سمجھیں' اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھیں' اور راضی رہیں اس کو قناعت کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں قانع بنائے' متوکل پہلے بن جاتے ہیں قانع بنتے نہیں ارے! جب تک قناعت نہیں ہوگی توکل کیسا' قناعت ہے نہیں اور دعوی توکل کا ہے' توکل کا نہیں تاکل کا ہے۔

مضبوط صبر

اور فرمایا مضبوط' قوی اور طاقت ور صبر یہ ہے کہ اپنے حصے پر راضی رہے۔ اور فرمایا کہ مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے یہ بات مردانہ ہے کہ علم دین سیکھے جس کے ساتھ عمل کامل ہو اور اخلاص ہو اور اخلاص کی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اس کو ٹٹولتا رہے۔ صاف کرتا رہے کہ یا اللہ تیری رضا کے لئے ہے۔ بار بار اس کی تجدید کرتا رہے' تو علم دین سیکھنا اس پر عمل کرنا اخلاص کے ساتھ مردانگی ہے اور مردانگی کی بات پہلوانوں میں ہوتی ہے' اولیاء میں ہوتی ہے' صوفیاء نے مرد اولیاء کو کہا ہے۔ پہلوانوں

کو نہیں کہا'، اور فرمایا کہ پہلوان وہ ہے جب طبیعت میں غضب ہو اور غصہ ہو اس کو پی جائے' یہ پہلوان ہے۔

بعض آدمی تو چاہتے ہی نہیں ہیں کہ غیظ و غضب کی طبیعت سے ان کو شفا حاصل ہو جائے بلکہ فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارا غصہ نہیں دیکھا' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** دیکھئے انہوں نے کہاں چاہا کہ شفا ہو جائے' ہر وقت ناک پہ غصہ رکھا ہے' گھر میں بگاڑ آرہا ہے دکانداری تباہ ہو رہی ہے کاروبار متاثر ہو رہا ہے' ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کی آدھی اصلاح دکان پر ہوتی ہے' اور آدھی خانقاہ میں' تو پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ صورت آسانی کی ہے۔ اب آدھا کام دکان پر ہو جائے تو صورت آسانی کی ہے یا نہیں؟ باقی آدھا کام خانقاہ میں ہو جائے' ایسے ویسے آدمی کہہ جاتے ہیں کہ مولانا بنتے ہیں بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں' کوالٹی میں فرق کر رکھا ہے' جھوٹ کے دام بڑھا رکھے ہیں اس وقت ضبط کرنا چاہئے غصہ پی جانا چاہئے' اگر الجھو گے تو دو گاہک اور خراب ہوں گے' یہ تو کہہ کر چلا جائے گا' یہ سب باتیں ابا جی فرما رہے ہیں' کیا عجیب باتیں ہیں!

حضرت نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے ضبط اور غصہ کی ایک مثال بھی دی کہ پنساری کی دکان پر جو ایلوا ہوتا ہے۔ شہد کسی چیز سے خراب نہیں ہوتا' مگر ایلوے کو شہد میں ڈال دو' شہد خراب ہو جائے گا۔ شہد میں بڑی تاثیر ہے' مغلیہ بادشاہوں کے زمانوں میں آم شہد کے گھڑوں

میں ڈال کر رکھے جاتے تھے۔ شہد کے گھڑوں میں ڈبو دیتے تھے اور آم بھی پکے نہ کہ کچے' سال دو سال کے بعد نکالتے آم ترو تازہ نکلتا تھا' اللہ تعالٰی نے شہد کو یہ تاثیر بخشی ہے۔ لیکن اگر شہد میں ایلوا ڈال دیا جائے تو شہد بگڑ جاتا ہے فرمایا بالکل اسی طرح جس طرح شہد ایلوے سے خراب ہو جاتا ہے' غصہ سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ خون جلتا ہے۔ صحت نہیں پنپتی۔ جب چہرے پر دیکھو خشکی معلوم ہوتی ہے۔ بے رونق بے زینت رہتا ہے۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو بڑی غصیلی طبیعت کا ہے' اس سے بچنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ بھی کوئی انسان ہے جس میں محبت کا گھر نہ ہو' مومن کی شان تو یہ ہے کہ محبت کا گھر اس کے اندر ہو' دوسرے مومنوں کو اس کی طرف سے الفت ہو لگاؤ ہو۔ پیار کی کیفیت ہو نہ کہ بھاگنے کی کیفیت ہو' دوسرے لوگ بھی تیرے غیظ و غضب سے الرجی ہو رہے' بہت بری بات ہے۔ اور مرد' اللہ والے ہوتے ہیں اور مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے اور اس پر کامل اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔

نیک کام سے نیک صحبت بہتر ہے

ایک نصیحت حضرت کی اور سن لو' تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة ۔ دس نصیحتیں' ہو جائیں گی۔ نیک کام سے بہتر نیک صحبت برے کام سے بد تر

بری صحبت' فرمایا کرتے تھے کہ نیک کام سے بہتر نیک صحبت اس لئے ہے کہ نیک کام میں بڑی سے بڑی توفیق شامل حال ہو سکتی ہے۔ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے۔ اور بری صحبت میں بڑی سے بڑی برائی سرزد ہو سکتی ہے' گھر اس کا برباد ہو سکتا ہے کافر ہو سکتا ہے۔

خطبات التوحید میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات لائے ہیں' آج سے چالیس سال پہلے میرے پاس یہ کتاب تھی اور اس وقت وہ اسّی سال پہلے کی چھپی ہوئی تھی' اس وقت میں نے مطالعہ کیا تھا' ابا جی کے ساتھ ابتدائی تعلق تھا' اس میں لکھا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ صبح کو مومن شام کو کافر' شام کو مومن تو صبح کو کافر ہو گا' آگے سبب بتلایا کہ یہ صحبت بد کا نتیجہ ہو گا' غلط قسم کے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے' اور یہ ان کی تائید کر کے بے ایمان ہو رہا ہے' بیوی کو نکاح سے نکال رہا ہے حج کو باطل کر رہا ہے' تو نیک کام سے بہتر نیک صحبت اور برے کام سے بدتر بری صحبت اس سے بچنا چاہئے بھاگنا چاہئے' بری رفاقت سے گندی رفاقت سے بھاگنا چاہئے' ایمان کے لالے پڑ جائیں گے۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

یہ طرز نصیحت تھا ہمارے حضرت کا' خون پسینہ ایک کر دیا ایسی شفقت فرمائی' کیا عرض کیا جائے' دیکھئے! کیسی کیسی نادر باتیں فرمائی ہیں' چھانٹ چھانٹ کر ایسی باتیں لائے ہیں تاکہ یہ کچھ بن جائیں ان کا بھلا ہو جائے'

دارین کی بھلائی حاصل کریں' ان کی اصلاح ہو جائے' اللہ کا تعلق حاصل کریں ان کی اصلاح ہو جائے' اللہ کی محبت حاصل کریں' مردانگی اور ولایت کی شان انکے اندر پیدا ہو جائے' دین آجائے' صحیح عمل آجائے' مقامِ اخلاص حاصل ہو جائے' ایسی دردمندی اور شفقت تھی' اللہ ہم سب کو اباجی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے' اور اللہ ہمیں فہم سلیم اور عقلِ مستقیم عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار العلوم نیو کاسل
میں طلبأ سے خطاب

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؐ

الحدیث : اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس بابرکت دارالعلوم کی مسجد میں دو سال کے بعد دوسری حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد اللہ وطن ہی سے قلب میں تقاضا تھا کہ میں دالعلوم نیوکاسل ضرور جاؤں گا۔ اور میرا اس میں اپنا فائدہ ہے ہر انسان اپنی منفعت کا غرضی ہوتا ہے۔ الحمد اللہ تقاضا تھا کہ جب بھی افریقہ کا سفر ہوگا تو میں دارالعلوم ضرور جاؤں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے بلا استحقاق دوبارہ یہ سعادت عطاء فرمائی کہ میں آج اپنے عزیز طلباء کی زیارت کررہا ہوں اور ان کے مابین حاضر

ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علوم نافعہ سے نوازے اور آپ کے علوم کے فیضان کو ہم تک پہنچائے اور امت مسلمہ آپ سے فیض یاب ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب دعا

میں نے آپ کے سامنے ایک مسنون دعا کی تلاوت کی ہے اور یہ یقیناً آپ کے حسب حال ہے کیونکہ کوئی مسئلہ امداد الٰہی کے بغیر حل نہیں ہوتا۔ اور اللہ سے اس میں مدد مانگنی چاہئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب طریق سے اس دعا کے اندر اللہ سے مدد مانگنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ اور واضح اشارہ کردیا کہ اگر اللہ کی امداد تمہارے شامل حال ہوگی تو ان ان حالتوں سے ہوگی اے اللہ! میری مدد فرمایئے اور کیسے فرمایئے! سبحان اللہ! خود ہی کہلوا رہے ہیں کہ یوں کہتے جایئے کہ میرے علم کے ساتھ میری مدد فرمایئے۔ اور مجھے زینت اور رونق عطا فرمایئے حلم کے ذریعے۔ اور حلم اس متانت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تواضع ہو' سنجیدگی ہو اور بردباری ہو۔ علیم کو حلیم بھی ہونا چاہئے۔ اور مجھے بزرگی نصیب فرمایئے اپنا تعلق نصیب فرمایئے پرہیزگاری کے ساتھ۔ یعنی میں گناہوں سے بچا رہوں جب علم کے ذریعے میری مدد ہو' حلم کے ذریعے میری زینت ہو اور بزرگی تقویٰ کے ذریعے ہو۔ تو اس سے انوار کی کیفیت پیدا ہوگی اس میں کہیں

نازنہ آجائے خودپسندی نہ آجائے یا اللہ جو جمال مجھے علم، حلم اور تقویٰ کے ذریعے حاصل ہوگا۔ اے الہ العلمین یہ جمال مجھے عافیت کے ساتھ عطاء فرمایئے کہ میں کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہوجاؤں بلکہ وہ جمال عافیت کے ساتھ چاہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

اللہ تعالیٰ ہماری علم کے ذریعے مدد فرمائیں اور حلم کے ذریعے مزین فرمائیں۔ بزرگی، اکرام اور اپنی نسبت عطاء فرمائیں تقویٰ کے ذریعے اور عافیت کے ساتھ ہمیں جمال عطاء فرمائیں۔

علم کا حلم سے جوڑ

میرے حضرت نے ایک مرتبہ عجیب بات فرمائی کہ جانتے ہو کہ جڑواں کسے کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا حضرت! جب دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوں تو اسے ہمارے ہاں جڑواں کہا جاتا ہے۔ فرمایا! بالکل اسی طرح علم اور حلم جڑواں ہیں علم اس نور کا نام ہے جس سے ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اور حضرت اس پر کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے کہ علم اور حلم یہ دونوں جڑواں ہیں اور صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بے حد ضروری ہے۔ ہلکا پن

نہ ہو، چھچھورا پن نہ ہو اور عمل میں کوتاہی نہ ہو یہ ساری باتیں ان کے اندر ہونی چاہیں۔ تب ہی تو لوگ ان سے استفادہ کریں گے۔

اور ایک مرتبہ فرمایا کہ علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے ار۔ بھائی! جب تم امام بن رہے ہو تو پھر عمل میں کمزوری کیسی، عمل میں کمزو، نہیں ہونی چاہئے۔

علماء کا مقام

اور عالم کی فضیلت بہت زیادہ ہے عالم کی فضیلت تو نفس علم کی بناء پر ہے لیکن اگر وہ صالح ہو اور با عمل ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اور حضرت کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں فرماتے تھے کہ عالم کی شان میں کوئی شخص اشکال یا نکیر پیش کرے۔ اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ توبہ کا طریقہ وہ تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کیا بعید ہے کہ انہوں نے توبہ خالصہ کے بعد اللہ سے خاص تعلق قائم کرلیا ہو۔ اور تم نکیر کرکے اپنے آپ کو خراب کرلو اور سوء خاتمہ کی طرف چلے جاؤ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کا اکرام بہت زیادہ ہونا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخِ طریق فقیہ ہونا چاہئے صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہو۔ ورنہ اس کے سلسلے میں گمراہی پھیلے گی خالص صوفی نہ ہو بلکہ فقیہ بھی ہو۔ دین کی باریک سمجھ رکھنے والا ہو۔ اور

اتنا علم اس کے پاس ہو کہ وہ خود بھی بخوبی چل سکے اور دوسروں کو بھی چلا سکے ورنہ ایسے سلاسل کے اندر خطرہ ضلالت کا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے میدان میں آپ کی امت کو حکم ہوگا کہ جنت کی طرف چلو۔ خیر! آپ کی امت جنت کی طرف رواں دواں ہوگی تو اس امت کے علماء نہیں جائیں گے ذات باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس امت کے علماء ٹھہر جائیں عام لوگوں کے ساتھ نہ جائیں۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء ٹھہر جائیں۔ میں اہل قیامت پر ان کے مقام اور منصب کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہوں یہ فرماکر ان کو روک لیا جائے گا۔ اور ان کو شفاعت کا حق دیا جائے گا کہ تم جس کو چاہو گناہ گار ساتھیوں کو بخشوا کرلے جاؤ۔ بھرے میدان محشر کے اندر اس امت کے علماء کا مقام اور منصب دکھلایا جائے گا اس امت کے علماء کا بہت بڑا درجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وارث ہیں اور ظاہر ہے کہ یہاں پر جو اساتذہ ہیں وہ بھی وارثان نبی ہیں ان کا بہت ادب کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح الامتہ کی طلباء کو نصیحتیں

میرے حضرت دینی مدارس کے طلبہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز با جماعت کا اہتمام اور تلاوت کی پابندی ہو تلاوت میں کمزوری نہیں آنی چاہئے زمانہ اسباق میں اور زمانہ کتب میں بہت سے حضرات منزل کے پابند نہیں رہتے قرآن مجید ان کا کچا ہوجاتا ہے اس طرف سے غفلت نہ برتیں۔ آج وہ جتنا بھی تلاوت کا اہتمام کریں گے اتنا ہی علمِ نافع ان کو حاصل ہوگا اور یہ بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ والی زندگی اختیار کرو۔ اساتذہ کا ادب کریں، کتب کا ادب کریں، درسگاہ کا ادب کریں، مدرسہ میں داخل ہوں، دخیل نہ ہوں۔ داخل ہونے کا تو سب کو حق ہے مگر دخیل ہونے کا کسی کو حق نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے مہتمم کے ساتھ اساتذہ کی جانب سے خوب حسن ظن رکھا جائے اور ان کو اپنا محسن تسلیم کیا جائے اور نہ بدگمانی مہتمم کی طرف سے ہو اور نہ ہی انتظامیہ کی جانب سے ہو۔ یہ بہت ہی بری بات ہے آپ کو کیا معلوم کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اس کے بعد کچھ انتظامات کرتے ہیں۔

اختلاط سے اجتناب

اور ایک نصیحت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ اختلاط سے احتیاط ہو اور اس پر خود حضرت مسیح الامت کا عمل رہ چکا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ قیام میں حضرت مسیح الامت اور حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی صاحب دامت برکاتہم ایک ہی حجرے میں رہتے تھے آپ حضرات کو حیرت ہوگی کہ کوئی خاص تعلق ان حضرات کے مابین نہیں ہوا۔ کوئی دوستی ان میں قائم نہیں ہوئی بس اپنے اپنے کام میں دونوں مشغول رہتے تھے فراغت کے بعد تعلقات قائم ہوئے اور پھر ایسی محبت ہوگئی کہ پھر ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ حضرت مسیح الامت کا جب ۱۳ نومبر ۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا تو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سفر پر تھے جب انہوں نے وفات کی خبر سنی تو لرز گئے کانپ اٹھے شدت کا بخار طاری ہوگیا۔ اتنے متاثر ہوئے کہ دیگر مشاغل ان کو چھوڑنے پڑے ایسا تعلق تھا اور حضرت بھی ان کا بہت اکرام فرماتے تھے بہت لحاظ فرماتے تھے اور بہت ہی محبت فرماتے تھے دیکھئے! یہ بھی تو حضرات تھے۔

اختلاط کی حقیقت

کسی طالب علم نے یہ اشکال پیش کیا کہ اختلاط کسے کہتے ہیں ہم جو ایک

استاد کے ہاں سبق پڑھتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے تکرار کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے۔ اس سے مراد کونسا اختلاط ہے۔ حضرت مسیح الامتہ نے فرمایا یہ تو اجتماع برائے اسباق ہے اجتماع برائے مطالعہ اور اجتماع برائے تکرار ہے یہ اختلاط نہیں ہے ایک ہی استاذ کے پاس پڑھ رہے ہیں اسباق میں شریک ہیں اور پاس پاس بیٹھتے ہیں۔ وہی بیٹھنے والے جب باہر نکلتے ہیں تو کوئی چٹکی لیتا ہے کوئی کہنی مار کر کہتا ہے یار بہت دن ہوئے ملاقات نہیں ہوئی کہاں تھے یہ ہے اختلاط۔ اور کہتا ہے کہ آؤ ہوٹل چلیں چائے پئیں تفریح کے لئے چلیں' یہ بھی اختلاط ہے اس اختلاط سے روکا جاتا ہے۔ خرابی کی ابتداء اس اختلاط سے ہوتی ہے جس سے ہمارے اکابر نے منع فرمایا ہے حضرت والا کے یہاں یہ دو نصیحتیں خاص طور پر تھیں۔

اور میں ناشتے سے پہلے حضرت مہتمم صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ حضرت بڑے بڑے علماء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ غصہ پاس نہ آئے اور تمام طلباء کو یہ عام نصیحت تھی کہ اختلاط سے پرہیز کرو۔ علم حقیقی جبھی آئے گا جب اختلاط سے بچا جائے گا جب تم اتنی محنت کر رہے ہو گھر سے تم باہر ہو والدین کی نہ معلوم کتنی آرزوؤں پر پانی پھرا ہوا ہے ورنہ آج کے دور کے ماں باپ بس یہی چاہتے ہیں کہ بچہ ذرا سا بڑا ہو اور کھانے کمانے کے قابل ہو اور ہمیں کہیں سے کما کر لا کر دے۔ دیکھا جائے جو والدین مدارس دینیہ

میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں یہ ان کا بڑا ایثار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ ان کو دونوں جہاں میں عطاء فرمائے آج کے دور میں یہ بہت بڑی قربانی ہے باہر نکل کر دیکھیں تو ماحول بالکل متضاد ہے۔ اس دور میں بچے کو بیس پچیس برس کی عمر تک فارغ رکھنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا یہ بہت بڑی بات ہے بڑے ایثار کی بات ہے۔ تو ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ طلباء کے لئے خاص طور پر یہی نصیحت فرماتے تھے کہ اختلاط سے پرہیز کرو اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو غیر ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل نہ ہو بالخصوص امارد کے ساتھ بالکل نہ ہو۔

ایک حکایت

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک طالب علم آیا اور آکر عرض کیا۔ بڑے ابا! اگر اجازت ہو تو ہم عصر کے بعد تفریح کے لئے صحراء کی طرف اور جنگل کی طرف چلے جائیں؟ حضرت تھانوی کو بڑے ابا کہا کرتے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ ساتھ کون جائے گا؟ اس نے اپنے ہم جماعت کا نام بتلا دیا۔ وہ لڑکا اس کا ہم عمر تھا اور وہ دونوں عاقل اور بالغ تھے حضرت نے اجازت دے دی اور وہ چلے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جو منصبِ اصلاح پر بیٹھتا ہے غیب سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اچانک کسی نے آکر اطلاع دی کہ وہ دو طالب علم جو صحرا کی طرف گئے ہیں مدرسہ کا ایک نا سمجھ' نا بالغ چھوٹا طالب علم ساتھ تھا۔ حضرت نے فوراً تینوں کو طلب فرمایا۔ تینوں حاضر ہو گئے حضرت نے اس اجازت لینے والے سے پوچھا کہ جب میں نے تم سے معلوم کیا تھا کہ تمہارے ساتھ کون جائے گا تو تم نے اپنے ہم جماعت کا نام لیا تھا۔ اس بچے کا نام تو نہیں لیا تھا۔ اب اس نے بات بنائی۔ بڑے ابا ہم دونوں کا ہی ارادہ تھا بغیر کہے یہ ہمارے ساتھ ہو لیا ہم کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا: اچھا! تم دونوں اس طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے حضرت نے بچے سے پوچھا کہ تم ان کے سامنے صحیح صحیح بات بتلاؤ۔ کہ پہلے سے پروگرام تھا یا یہ دونوں جا رہے تھے اور تم ساتھ ہو لیے؟ اس نے کہا بڑے ابا! پہلے سے پروگرام تھا انہوں نے مجھ سے کہا ہوا تھا کہ تجھے بھی سیر کے لئے لے جائیں گے یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں ان کے منہ پر کہتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ نہیں ہو لیا بلکہ یہ مجھے بلا کر لے گئے ہیں۔ اس پر حضرت نے ان سے کہا کہ کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی! صحیح کہہ رہا ہے حضرت بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا چھوٹے بچے کو تو رہنے دیا ان دونوں کی خطا ثابت ہو چکی تھی ان کا خارجہ فرما دیا۔

مہتمم سے حسن ظن

دیکھئے! اہتمام کے اندر مادہ "ہم" کا ہے۔ یہ بے چارے غم میں گھلے جاتے ہیں ہمیں کیا معلوم پڑھانے والوں کو اور طالب علموں کو، کہ کہاں کہاں کے غم ان کے سر پڑے ہوئے ہیں اور پھر ہم ان سے بد گمانی برتیں توبہ! توبہ! معاذ اللہ! حسن ظن رکھنا چاہئے اور یاد رکھیے بدگمانی کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔ اور ظن حسن کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ چاہے جتنا آپ کسی سے حسن ظن رکھیں اس پر آپ کو ثواب حاصل ہوگا اور اللہ کی رضاء اور اس پر قرب حاصل ہوگا۔

طلبِ علم کی نیت

عزیزان من! ایک نصیحت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں اپنی نیت درست کرلو۔ اب نیت کیا ہونی چاہیے۔ دو باتیں فرمایا کرتے تھے نیت یہ ہونی چاہئے کہ عمل کروں گا۔ اور پڑھاؤں گا۔ ابتداء ہی سے ذہن تدریس کا ہونا چاہئے آج ہمارے پاکستان میں ہزاروں نوجوان لڑکے فارغ ہو رہے ہیں اور ایسے مدارس جن میں دورہ ہوتا ہے بے شمار ہیں۔ کوئی زراعت کی طرف چلا جاتا ہے کوئی صنعت کی طرف نکل جاتا ہے کوئی

تدریس کی طرف جاتا ہے لیکن تدریس کی طرف لگنے کا شوق نہیں' اتنے فارغ ہونے والوں میں مشکل سے صحیح معنی میں دس پانچ تدریس کی طرف جاتے ہیں حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ فارغ ہونے کے بعد ابھی کمزور اور خوار حالت ہوتی ہے اپنے اساتذہ کے قریب رہ کر زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں کا مطالعہ ہو۔ اور جہاں جہاں نقائص اور خامیاں رہ گئی ہوں ان کو پورا کرو اور تدریس میں لگو بہت کچھ علم کی روشنی حاصل ہوگی۔ ختم بخاری کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری طالب علمی ختم نہیں ہوئی آپ حضرات کی صحیح طالب علمی کا دور اب شروع ہو رہا ہے۔

طالب علم کی تعطیلات

اور کافی نصیحت فرماتے تھے کہ تعطیلات میں یہ وقت اپنے بزرگوں کے مشورہ سے کسی اللہ والے کی خانقاہ میں لگاؤ۔ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم کے لئے جس قدر مدرسہ ضروری ہے تقریباً ویسی ہی ضرورت تربیت کے لئے خانقاہ کی ہے اس دارالتزکیہ میں جاؤ کیوں آپ اپنی تعطیلات کے وقت کو خراب کرتے ہو۔ کسی اللہ والے کے پاس جا کر اللہ اللہ کرنا سیکھو۔ اللہ کا نام لینا سیکھو۔ رذائل کی اصلاح کراؤ۔ عام طور پر ہمارے اندر حسد پایا جاتا ہے اور عجب پایا جاتا ہے کوئی ہمارا ساتھی اچھا تکراری ہے اچھی

کتابیں نکال رہا ہے سہ ماہی' ششماہی' سالانہ میں اچھے نمبر لے آیا ہم اس کے ساتھ حسد کرنے لگتے ہیں۔ حسد تو حابط اعمال ہے۔ بہت بری بات ہے اس پر جلتے ہیں اور خالی جلنا نہیں بلکہ اس نعمت کا زوال چاہتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ترقی انہیں کیوں ہوئی اس کی ترقی ختم ہو جائے یہی تو حسد ہے۔ توبہ! توبہ! بعض زیرک اور ذہین طالب علم اپنے کمالات کو اساتذہ کا فیض نہیں سمجھتے بلکہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں کہ میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میں فلاں فلاں کتاب میں یوں چلتا ہوں' یوں سمجھ لیتا ہوں آئندہ آنے والا سبق ایک روز پہلے ہی سمجھ لیتا ہوں۔ یہ عجب ہے، گھمنڈ ہے اور خود پسندی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بناء پر نعمت میں زوال آجائے یا نعمت سلب ہو جائے یا جو نعمت بڑھ رہی تھی وہ گھٹ جائے۔ توبہ! توبہ!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ ○

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح دعا تعلیم فرمائی کہ اس طرح پناہ مانگ لیجئے۔ کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور جو پناہ مانگتا ہے وہ زوال نعمت سے ان کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی دی ہوئی نعمت میں زوال ڈال دیں۔ اور مجھ سے وہ نعمت چھن

جائے۔ جو ذات عطا فرمانے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے۔ ڈرنا چاہئے اور میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں یہ چین وسکون اور عافیت واپس نہ ہوجائے۔ اور کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار نہ ہوجاؤں۔ اور جَمِیْعِ سَخَطِکَ یا اللہ میں آپ کی جیسی بھی ناراضگی ہے، جیسی بھی خفگی ہے، اس کے جیسے بھی عنوانات ہیں، جتنی بھی قسمیں ہیں، میں سب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اپنی حفاظت میں لے لیجئے۔ تو عزیزان من! حسد سے بھی اپنے آپ کو بچائیے اور عجب سے بھی اپنے آپ کو بچائیے۔

دیکھئے حنین کے اندر بس اتنی سی بات ذہن میں آگئی تھی کہ آج تعداد بھی ہماری زیادہ ہے اور اسلحہ بھی پورا ہے۔ بس دو دو ہاتھ کرکے جلدی سے فارغ ہوکر واپس مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اپنے اوپر نظر چلی گئی۔ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ دیکھ لیجئے وقتی طور پر کتنی پریشانی پیش آئی۔

حضرت مسیح الامتہ کی تحقیق لطیف

حضرت مسیح الامہ کی تحقیق لطیف، میرے حضرت اس کو ھزیمت اور شکست تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے کہ نہ شکست احد میں ہوئی اور وقتی شکست بھی نہیں ہوئی اور نہ حنین میں ہوئی اور نہ طائف میں ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ شکست اسے کہتے ہیں کہ فوج

چاہئے تتر بتر ہو جائے مگر سپہ سالار بھی اپنی جگہ چھوڑ دے۔ تو سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے اندر حملہ ہونے کے بعد دس دن قیام فرمایا پورا عشرہ لگایا شکست کہاں ہوئی۔ یہ سوچنا غلط ہے اس کو وقتی شکست بھی نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حنین کے اندر آپ جمے رہے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ اور پھر آپ نے حضرت عباس سے یہ آواز لگوائی چونکہ آپ رفیع الصوت تھے، بلند آواز والے تھے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو یاد کرو۔ تم اللہ کے رسول کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سب کے سب جمع ہو گئے لیکن آپ نے ایک انچ سرکنا گوارا نہیں کیا۔ اور اسی طرح جنگ احد کے اندر ایک انچ نہیں سرکے۔ حضرت مسیح الامت اس بات کے قائل تھے کہ نہ وقتی شکست احد میں ہوئی نہ حنین میں ہوئی اور نہ ہی طائف میں ہوئی، شکست اسے کہتے ہیں کہ سپہ سالار اپنی جگہ چھوڑ دے اور آپ نے جگہ کو نہیں چھوڑا بلکہ طائف میں بھی دس دن تک قیام فرمایا جبکہ پنڈلیاں لہولہان ہو چکی تھیں اور نعلین کے اندر خون جم چکا تھا اس کے باوجود دس دن تک قیام فرمایا۔

تو عزیزان من! حسد اور عجب سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے یہ خطرناک رذیلے ہیں کتنے خطرناک ہیں! اس کو علماء اور مشائخ جانتے ہیں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عوام تو عوام خواص میں سے بھی یہ دو رذیلے بہت دیر سے نکلتے ہیں اور شیخ کو بڑی نگرانی کرنا پڑتی ہے بڑی

ترکیبیں اختیار کرنا پڑتی ہیں تا کہ ان دو رذیلوں کی جڑ نکل جائے۔

طالب علم مجاہد بھی ہے اور مہاجر بھی

اور طلبِ علم میں مشغولی جہاد میں مشغولی ہے۔ آپ اللہ کے راستے میں ہیں ملائکہ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طلبِ علم کے اندر مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کے اندر مشغول ہے۔ یہ طلباء مجاہدین ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک اعتبار سے یہ مہاجرین بھی ہیں اللہ کے لئے نفس کُشی کر رہے ہیں نفس کا مقابلہ کر رہے ہیں خواہشات کو پامال کر کے اللہ کا دین سیکھ رہے ہیں۔ اور گھر کے عیش و آرام کو چھوڑ کر نقل مکانی کر کے مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر قیام پذیر ہیں۔ یاد رکھیئے! آپ دارالاقامہ میں اصحاب صفہ کی سنت زندہ کر رہے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر رہنا یہ اصحاب صفہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ یہاں رہتے ہوئے علمِ نافع کے حصول میں خوب محنت کے ساتھ باعمل رہیں۔ لیکن تدریس کا 'پڑھانے کا ارادہ رکھیں۔

تصوف کی حقیقت اور ضرورت

باقی تصوف کی طرف سے کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہَوّا نہیں ہے بلکہ بہترین مزے دار حلوہ ہے۔ یہی جسمانی صفائی کو ہم میں سے کون پسند نہیں کرتا۔ جس طرح جسمانی صفائی کو ہم پسند کرتے ہیں روحانی صفائی کو بھی پسند کرلیں' سیدھی سی بات ہے کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سہارنپور تشریف لائے۔ اور آکر حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت بتلایئے کہ تصوف کس چیز کا نام ہے۔ حضرت شیخ نے فوراً فرمایا کہ تصوف نام ہے تصحیح نیت کا۔ حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ تصوف "**انما الاعمال بالنیات**" سے شروع ہوتی ہے اور "**ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" پر پورا ہوتا ہے آسان سی بات ہے اور کوئی بات قرآن و سنت سے باہر نہیں ہے۔ آپ مشائخ دیوبند کے حالات کو دیکھئے اور بزرگوں کے سوانح حیات ضرور دیکھئے۔ تذکرۃ الرشید' تذکرۃ الخلیل' سوانح قاسمی' اشرف السوانح میں طلبہ کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ چھٹی کے وقت میں اپنے بزرگوں کی سوانح ضرور پڑھیں کہ ہمارے اکابرین کے کیا کیا حالات ہیں؟ حضرت شیخ کی آپ بیتی کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انشاء اللہ آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے حضرات نے علم و عمل کے میدان میں کیا کیا کام

انجام دیئے؟ کیسا کیسا کام کیا ہے؟ آپ کو حیرت ہوگی اور اس سے انشاء اللہ آپ کو استقامت حاصل ہوگی۔

طالب علم کیلئے مسیح الامتہ کا قیمتی مشورہ

زمانہ اسباق میں میرے حضرت دو چیزوں کے مطالعے کا مشورہ دیا کرتے تھے اس سے کتابیں سہل ہوجاتی ہیں اور علم میں ترقی ہوتی ہے۔ بہشتی زیور اور مواعظ اشرفیہ۔ فرمایا کہ جتنے بھی نکات ہیں وہ سب کے سب مواعظ میں آتے رہتے ہیں اور تعطیلات میں وقت کسی اللہ والے کی خانقاہ میں"دارالتزکیہ میں لگایا جائے اور وہاں پر بزرگوں کی سوانح کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کا نام سیکھا جائے۔ طلبہ برادری کے سامنے یہ مختصر سے میرے معروضات ہیں جو ایک مسافر کی طرف سے ہدیہ ہے امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور مسافر کی دعا رد نہیں کی جاتی میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اللہ تعالیٰ نفس امّارہ کی اماریت سے بچائے شیطان کے بہکانے سے بچائے اور علوم نافعہ آپ کو عطاء فرمائے آپ کو مزید صالح بنائے آپ کے علم میں اور اعمال صالح میں ترقی ہو۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ○

سلسلہ نمبر ٦

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیقِ الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمّت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبر۶ بنام افاداتِ فاروقی حاضرِ خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرتِ اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہو رہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی' اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

موجودہ دور بہت مصروفیت کا ہے اور ہر شخص اس مصروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی مصروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرتِ اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جا رہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کرکے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیش نظر حضرتِ اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہو رہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرتِ اقدس و دیگر اولیاءِ کرام' علماءِ حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگِ درِ شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکرِ ذکر

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ ○

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ ○

توفیق الٰہی سے آج کی حاضری میں ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

اللہ کا ولی بننا فرض ہے اس کا طریقہ :

"پانی پت میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا ہے کہ اللہ کا ولی بننا فرض ہے"۔ اور اس کے لئے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ "کثرت ذکر اور دوام طاعت"۔ کہ اکثر اللہ کو یاد کریں، اور ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی سے آدمی اللہ کا ولی ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ میری واجب الاحترام دینی مائیں، بہنیں، بیٹیاں ہمیشہ کی طرح توجہ کے ساتھ بات سنیں گی۔ دھیان لگا کر، اللہ کی رضا کے لئے اور اپنی اصلاح کی نیت سے۔ تو ذکر الٰہی کے بارے میں اور یاد الٰہی کے

بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ دوام طاعت کی توفیقات تو رمضان میں خوب ملتی ہیں۔ اس کے اثرات اب بھی ہیں۔ ان اثرات کو باقی رکھنا' ترقی دینا یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی' تو کیوں نہ اس عبادت طیبہ کو قائم رکھا جائے۔ جو ماہ رمضان میں ہمیں عطا ہوئی۔ پورا رمضان دوام طاعت کی توفیق بھی ملی۔ کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی۔ تو توفیق الہی سے جب دونوں باتوں کی توفیق ہوئی ہے۔ تو بعد رمضان بھی ان کا دھیان رکھنا چاہئے۔ لہٰذا اسی سلسلے میں یہ باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لئے کوئی قید نہیں

حضرت والا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا : جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس کا حکم بھی ہے۔ فضیلت بھی ہے' ثواب بھی ہے' اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں لاپرواہی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور ایسی قیمتی چیز کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے۔

فرمایا : کہ اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی' ہر حالت میں آپ اللہ کا نام لے سکتے

ہیں۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے۔

اور فرمایا : کہ ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ وہ بہکاتا ہے اور ثواب سے .... محروم رکھنا چاہتا ہے۔ ذکر اللہ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ کہنا دنیا و مافیہا کی ہر نعمت سے بہتر ہے۔

ذکر اللہ کی نیت

ہر کام کی نیت ہوتی ہے۔ ذکر اللہ کی نیت یہ ہے کہ محبت الٰہی حاصل ہو جائے' محبت الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کا نام لے۔ اور ذکر کے درمیان بھی اللہ کی محبت مانگتا رہے۔ یا اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما۔ دعا کرتا رہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سو خوب سمجھ لو! یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں۔ اور اس نیت کے بعد دل دوسری طرف ہو جائے۔ نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو۔ اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے۔ تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اور اللہ کا نام مبارک' **تسبیحات** اللہ والوں سے تجویز کرالو۔ کچھ

مسنون اوراد اس وقت بھی بیان کردیئے جائیں گے۔ تاکہ اس کا اپنانا آسان ہو۔ اللہ کا نام اللہ والوں سے سیکھ لو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے دو مشن

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بھائی! میرے تو دو ہی کام ہیں۔ مجھ سے دعا کروالو اور اللہ کا نام پوچھ لو۔ یہ حضرات ولی گر ہوتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ سے جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ذکر کی بہت فضیلتیں ہیں۔ جو بہت سی روایات کے اندر اور آیات کے اندر آئی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اسی آیت مبارکہ میں ہے۔ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں عنایت سے تم کو یاد کروں گا۔ اور دیکھو میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ کفران نعمت مت کرو۔ اس میں ذکر کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ اتنے بڑے مالک' خالق' رب' محسن اور محبوب کے نام کی توفیق مل جانا علامت ہے اس بات کی کہ اللہ پاک راضی ہیں۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سعدی اپنی زبان کو ہزار بار بھی آب گل سے دھوئے تو اس قابل

نہیں ہے کہ اس پر اللہ کا نام آسکے۔ یہ ان کا احسان ہے۔ ایک شخص حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حرم میں حاضر ہوئے۔ فرمایا حضرت سوا لاکھ مرتبہ روزانہ اللہ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن کچھ نفع محسوس نہیں ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ میاں توبہ کرو یہ تھوڑا نفع ہے کہ ذکر کی توفیق ہو رہی ہے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ شخص عارف ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا۔ توفیق ذکر اپنی ذات میں فی نفسہ بہت بڑی چیز ہے' بہت بڑی چیز ہے۔ بہت بڑی چیز ہے۔ ہم گناہ گاروں کو' ناپاکوں کو اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جائے۔ بہت بڑی چیز ہے' بات آپ کے سامنے مختصر ہوگی۔ چونکہ رمضان کے اندر دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ان عادات طیبہ کو باقی رکھنا' قائم رکھنا' ان کو ترقی دینا' یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ رمضان میں بہت ہی عافیت اور سہولت کے ساتھ دونوں باتوں کی توفیق ملی۔ گناہوں سے بچنا ہوا' کثرت ذکر کی توفیق ملی۔ کیوں نہ دوام طاعت اور کثرت ذکر کی عادت طیبہ کو قائم رکھا جائے اس کو بڑھایا جائے تقوائے رمضان کی بڑی برکات ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کا نام کسی اللہ والے سے لے لو۔ سیکھ لو۔ پوچھ لو کہ ہم اللہ کا نام کس طرح لیا کریں۔ جو مسنون اوراد ہیں۔ جو مسنون وظائف ہیں ان کو اپنے معمول میں لے آؤ۔ غرض اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید کے اندر آتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی کامیاب ہوا وہ شخص جو برے عقیدوں سے اور برے اخلاق سے پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا' نماز پڑھتا رہا۔ تین باتوں کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ایک تزکیہ کا حکم دیا۔ دوسرا ذکر کا' تیسرا نماز کی پابندی کا حکم دیا اور ان تینوں باتوں میں ہماری کامیابی ہے۔ اپنی اصلاح کا اہتمام کرلیں۔ اپنی خرابیاں دور کرلیں۔ اور اس سے مراد جو ہے وہ یہ ہے کہ تزکیہ باطن کرالیں۔ اور کثرت سے اللہ کا نام مبارک لیتے رہا کریں اور نمازوں کی پابندی رکھیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ درجے کی فلاح حاصل ہوگی۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ "جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں" دین کی باتیں بیان کرنا' دین کی باتیں سننا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

ذکر الٰہی حقیقی یہ ہے کہ تاحیات آدمی شریعت کے اتباع کا اہتمام رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھے' ہمیشہ اس بات کی یاد اس کے دل میں ہو۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔ یہ بھی ایک ذکر ہے۔ ہم اس وقت توفیق الٰہی سے ذاکرین میں سے ہیں۔ الحمدللہ غافلین میں سے نہیں ہیں۔ دین کی بات کا پیش کرنا ذکر ہے۔ دین کی باتوں کا سننا بھی ذکر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ جو ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ان پر

اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر سکون کی کیفیت نازل ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص نہ کرتا ہو انکی مثال زندوں اور مردوں کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

حدیث کے اندر ذکر کے بارے میں آتا ہے۔ حدیث قوی ہے۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ "میں اس کا جلیس ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے"۔ حدیث کے اندر آتا ہے "تو میرا خیال رکھ میں تیری حفاظت کروں گا تو میرا ذکر کر میں اپنی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا"۔ اور جو ذاکرین ہوتے ہیں۔ ان کے کام بھی آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ جو اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کے کام بن جاتے ہیں۔ ذکر کے آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ پابندی کے ساتھ ذکر کرے۔ جسم کی غذا اللہ پاک نے مٹی سے پیدا کی ہے۔ روح کی غذا عالم بالا سے نازل فرمائی ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا اور اللہ کا ذکر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ کے لئے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ضروری ہے۔

حدیث کے اندر آتا ہے۔ جب جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھالیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجالس ذکر "جہاں پر اللہ کا نام

لیا جاتا ہو" دین کی باتیں ہوتی ہوں۔

آداب ذکر

ذکر کے آداب میں سے کیا ہے؟ حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ عقیدہ درست رکھے' فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ کسی اللہ والے سے اللہ کا نام سیکھے۔ محبت الٰہی کی نیت سے ذکر کیا کرے۔ یہ ذکر کے آداب ہیں۔

اس طرح پورا نفع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الٰہی سے۔ اتباع شریعت کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ وہ برتن زیادہ چمکدار ہوتا ہے پالش اور قلعی کے بعد جس کو پہلے مانجھ لیا جائے۔ جس کے رذائل درست ہو جائیں۔ منجھائی کے بعد رگڑائی کے بعد جب قلعی ہوتی ہے وہ زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔ میلے برتن پر قلعی بھی میلی ہو جاتی ہے۔ کالے کالے دل کے برتن کو کسی قلعی گر کے پاس لے جاؤ۔ کسی اللہ والے کے پاس لے جاؤ۔ مظروف بہت قیمتی ہے۔ اس کے لئے ظرف صاف ستھرا چاہئے۔ پہلے ظرف بنوالو۔ مٹی کے تیل کی بوتل کے اندر عطر نہیں رکھا جاتا ہے۔ "شامتہ العنبو" کے اعلیٰ درجے کے عطر

اور خوشبو کے لئے شیشی بھی صاف ستھری چاہئے' اپنے دل کی شیشی کو صاف ستھرا کرا' کرنے والے موجود ہیں۔ رذائل سے خلط ہے تو ان سے صاف کرالو۔ شہوات دنیا کو نکال دو۔ یہ دنیا کے جھمیلے اور بکھیڑے اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کو آباد کیا ہوا ہے۔ اس کو دور کرلو۔ جب یہاں دل میں خلوت ہو جائے گی۔ ابھی تو ذکر کی تیاری ہو رہی ہے۔ دیکھنا تو سہی جب اخلاص کے ساتھ ذکر میں لگو گے ان کی یاد آجائے گی۔ ان کا ذکر آجائے گا۔ میاں آجائیں گے۔ اسی کو کہا ہے خواجہ صاحب نے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اور خلوت بھی کیسی ہے۔ قلب کے اندر خلوت کیا ہے؟ سارے رذائل اور گندگیاں دور ہوگئی ہیں۔ میل کچیل اب دل میں نہیں رہا۔

آمد و شد میں نفس کے ہم ذکر ہو کرتے رہے
اور بھری محفل میں ہم ان سے گفتگو کرتے رہے

حقیقی خلوت

میری بیٹیو! گھر کا کام کاج کرتی رہنا۔ شوہر کے حقوق ادا کرتی رہنا اور یہاں یاد لگی رہے۔ یہ ہے خلوت کسی کوٹھڑی کی ضرورت نہیں۔ دل کی کوٹھڑی کو

خالی کرلو۔ غیر اللہ سے رزائل سے‘ گندگیوں سے‘ گناہوں سے‘ جھگڑے‘ جھمیلوں سے‘ دنیا کی محبت اور شہوات سے بس تخلیہ ہوگیا‘ خلوت ہوگئی‘ یہی حجرہ کافی ہے‘ لگ کر تو دیکھو۔ کتنا فائدہ ہے اللہ کی یاد میں‘ اللہ کے ذکر میں۔ ہر وہ آدمی جو اللہ کی یاد میں لگا خدا کی قسم بامراد ہوا‘ نامراد کوئی بھی نہیں ہوا۔ آج تک اس راستے کے اندر حدیث شریف میں آتا ہے۔ جو شخص کسی جگہ جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ ٹوٹا ہوگا جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ کھڑے‘ بیٹھے‘ چلتے‘ پھرتے‘ اٹھتے‘ بیٹھتے ہر حالت میں اللہ کا نام لیتے رہو۔

زیادہ باتیں کرنے کا نقصان

زیادہ باتیں کرنے سے دل میں سختی آجاتی ہے۔ اور جس دل میں سختی ہو وہ دل اللہ سے دو ہو جاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں ”قساوت قلبی“ یعنی دل کی سختی‘ اور جس دل میں اللہ کے ذکر کی برکت سے ملائمت ہو وہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہوگئے ہیں (مراد نفلی اعمال ہیں) فرائض و واجبات تو ہیں ہی مختصر سے۔ اب تو رونا یہ کہ فرائض و واجبات کی پابندی نہیں ہے۔ گناہوں سے بچنا نہیں ہے۔ یہ نفلی اعمال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہوگئے۔ نفلی اعمال اور نفلی فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سب کا یاد رکھنا اور تمام نفل اعمال پر عمل کرنا یہ مشکل ہے۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ بس وہ کام کرلوں سارے کاموں کا فائدہ ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا عمل ہے! جس کے کرنے سے تمام نفلی اعمال کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے تیری زبان تر رہے۔ (تیری زبان پر اللہ کا ذکر جاری رہے) حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے" حرکت کرتی رہتی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر لبوں پر ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ذکر لینے کے لئے وہ اوپر سے اترتے ہیں۔ دیکھ لیجئے! کہ اس کا رن وے کون سا ہے؟ آپ کے ہونٹ ہیں' آپ کے لب ہیں۔ یہاں ملائکہ کا جھمگٹا رہتا ہے۔ حدیث شریف کے اندر آتا ہے "ملائکہ نازل ہوتے رہتے ہیں اور جس وقت تک آدمی ذکر کرتا رہتا ہے اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ گناہ سے بچا رہتا ہے"۔

گناہوں کے خیالات کا علاج

بہت سے لوگ کہتے ہیں جی رات کو گناہوں کے خیالات بہت آتے ہیں۔ گناہوں کے خیالات آتے ہیں۔ اٹھ کر، بیٹھ جا! اللہ کے ذکر میں لگ جا یہ خیالات بھاگ جائیں گے۔ نہیں رہیں گے۔ خلاء محال ہے۔ خالی بوتل میں کوئی چیز نہ ہو اور آپ یوں کہیں کہ بوتل یہ خالی ہے یہ ناممکن ہے اس میں ہوا ضرور ہوگی۔ اور آپ کہیں کہ ہوا نکال دو۔ ہوا نکال دی جائے گی۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی یا شربت کو بھر دیا جائے ہوا نکل جائے گی۔ اہل سائنس بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ خلاء محال ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ خلاء محال ہی۔ جب ذکر میں نہیں لگے گا وساوس کا خیالات کا شکار ہو جائے گا۔ خیالات بتا رہے ہیں جو خیالات آ رہے ہیں کہ ذکر کی طرف سے خلاء ہے۔ اس سے آگے مالیخولیا کا مریض بھی ہو جاتا ہے۔ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں نہیں لگتا۔ ایک صاحب آئے کہنے لگے جی میں نے تو بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرا لیا۔ مجھے نیند ہی نہیں آتی میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وضو کر کے آج آپ یہ ارادہ کر لیجئے۔ اپنے نفس سے کہہ دیجئے کہ مجھے بھی سونا ہی نہیں ہے۔ میں ساری رات نفلیں ہی پڑھوں گا۔ بس لمبی لمبی رکعتیں ہوں گی اور جب سلام پھیر لیا کریں تھوڑی دیر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر نیت باندھ لیا

کریں۔ بس یہ عمل کیا تھوڑی دیر کے بعد ہی نیند آگئی۔ دیکھا! وہ شیطانی چکر تھا سارے کا سارا۔ آدمی خیالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایک ہے خیالات کا آنا۔ ایک ہے خیالات کا لانا۔ لانا برا ہے۔ آنا اچھا ہے۔ لیکن آئے ہوئے کو اختیاری مت بناؤ۔ منہ مت لگاؤ۔ جو خیالات غیر اختیاری طور پر آتے ہیں اس کا واحد علاج یہ ہے کہ ادھر سے بے التفاتی' بے دھیانی برتتے ہوئے' خیالات کی طرف سے بے خیالی برتتے ہوئے انتہائی طور پر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اللہ کی یاد میں لگ جاؤ۔ جو غیر اختیاری خیالات آتے ہیں شیطان کی طرف سے عنوان بدل بدل کر' اس کا علاج ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ میں لگ جاؤ' چین و سکون حاصل ہو جائے گا۔

دل کا اطمینان صرف ذکر میں ہے

یاد رکھو! دل کا اطمینان' چین' سکون دنیا کی کسی مارکیٹ میں نہیں بکتا وہ اللہ کی یاد میں ہے۔ اطمینان قلب کا فقدان ہے۔ آج ہر آدمی یہ کہتا ہے میرے دل میں گھبراہٹ ہے' بے چینی ہے پریشانی ہے' تنہا بیٹھا ہے' بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھا ہے آرام سے بیٹھا ہے' اور کہتا ہے کہ صاحب میں پریشان ہوں۔ بے چینی ہے' پریشانی ہے' کیوں نہیں ہوگی' اللہ کی یاد سے دور ہے۔

ذکر چھوڑنے کی نحوست

حدیث کے اندر آتا ہے "جب آدمی اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے' شیطان دور ہوتا ہے اور جب اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔ سو شیطان اپنی سونڈھ لاکر مومن کے قلب کے اوپر رکھ دیتا ہے۔ اور برے خیالات ڈالتا ہے۔ ایسے برے برے خیالات آتے ہیں۔ آدمی اپنی بیوی کی طرف سے بھی بدگمان ہوجاتا ہے۔ بری تہمتیں اس کے اوپر لگاتا ہے۔ گھر برباد ہوجاتے ہیں۔ وہ بیچاری قسمیں کھاتی ہے۔ قرآن اٹھاتی ہے۔ یہ نالائق غافل جو ہے (اللہ کے ذکر سے) یقین نہیں کرتا شیطان اس پر سوار ہے۔ دیکھ لیجئے! اس صحابی نے کیا سوال کیا؟ ابھی نفلی اعمال تو بہت سارے ہیں۔ میں تو آپ سے یہ درخواست کررہا ہوں کہ اتنے سارے نفلی اعمال کہاں تک یاد رکھوں۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو ان سب کے لئے کافی ہوجائے۔ (فرمایا بس یہ سب سے بڑی بات بتلا دی) کہ جا اللہ کا ذکر کرتا رہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ جاری رہے۔

اچھا آپ چالیس دن کے لئے عادت ڈال کے دیکھیں کتنا چین و سکون آتا ہے۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ صحیح نیند آئے گی۔ صحیح آرام ملے گا۔ دنیاوی کام کرنے کی جو صلاحیتیں ہیں وہ بھی بڑھ جائیں گی۔ آپ اللہ کا نام

لے کر تو دیکھیں! نیت محبت الٰہی کے حصول کی ہو اور ان آداب کے ساتھ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کثرت ذکر میں لگے۔ کثرت کلام سے بچے اور جب آدمی کثرت ذکر میں نہیں لگے گا' کثرت یاد الٰہی نہیں کرے گا۔ یقینی بات ہے اس کے برعکس وہ کثرت کلام میں گرفتار ہو گا۔ اور کثرت کلام سے اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے "جس کا دل سخت ہوتا ہے وہ دل اللہ سے دور ہوتا ہے"۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "اتنا اللہ کا ذکر کرو... بددین لوگ ریا کار کہنے لگیں۔ یا پاگل کہنے لگیں۔ ایک عالم آئے تھے۔ اصطلاحی عالم تھے اعتکاف میں تو انہوں نے حدیث کا مطلب برعکس سمجھا۔ کہنے لگے کہ صاحب! اتنا ذکر کرو کہ کرتے کرتے پاگل ہو جاؤ۔ میں نے کہا! مولانا معاف کیجئے... یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اتنا ذکر کرو' اتنا اللہ کی یاد میں لگے رہو کہ دوسرے جو مخالفین بد دین لوگ ہیں وہ یوں کہیں کہ دیکھو ریا کاری کر رہا ہے۔ پاگل ہو گیا ہے' مکار ہے' دوسرے کہیں یہ سند دوسروں کی طرف سے ملے یہ نہیں کہ آپ اپنا حلیہ بگاڑ لیں۔ فوراً" ان کی سمجھ میں آگیا۔ کہنے لگے ہاں..... ٹھیک ہے' اور حدیث کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ "جنت والوں کو کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہاں! وہ لمحات دنیا کے جن میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا وہ بہت یاد آیا کریں گے۔ کیوں؟ کہ بھائی! درجات آخرت کا جو دارومدار ہے وہ دنیا میں ذکر اللہ پر ہے۔ جتنا پیارا ذکر کرے گا اور جتنی

کثرت سے اللہ کا ذکر کرے گا' اور جتنی محبت سے اللہ کا نام لے گا۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ اعلیٰ درجے اسکو جنت میں نصیب ہوں گے۔ اب جب درجات میں وہاں کمی ہوگی اسی وجہ سے ہوگی کہ دنیا کے اندر اتباع شریعت میں اور اصلاح نفس میں کمی تھی اور ذکر اللہ میں نہیں لگا تھا۔ اس لئے یہ حسرت ہوگی۔

مسنون اذکار

کئی مسنون ذکر ہیں وہ بھی آپ سن لیجئے تاکہ اس کے بعد دعا کی جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "ایک بی بی تھی ان کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں۔ جن پر وہ سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔ مجدد تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ یہ دلیل ہے تسبیح استعمال کرنے کی۔ ایک صحابی نے ایک دھاگے کے اوپر ہزار گانٹھیں باندھی ہوئی تھیں۔ اس پر ہزار بار تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔

الترغیب والترھیب کے اندر آتا ہے جو سو دفعہ سبحان اللہ صبح کو پڑھ لے اور سو دفعہ سبحان اللہ شام کو پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو حج مقبول کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ سب سے جو بہترین ذکر ہے۔ وہ کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کم از کم دو تسبیح اس کی پڑھ لیا کریں۔ اطمینان کے ساتھ فرصت کے وقت دیکھئے! اس میں صبح یا شام کی قید نہیں ہے۔ بھوک کا تقاضہ نہ ہو' نیند کا غلبہ نہ ہو۔ بس دو باتیں جب نہ ہوں ذکر کر لیا کرو۔ یک نشستی ذکر کا بہت فائدہ ہے یعنی ایک جگہ بیٹھ کر۔ رات کو اپنے بستر پر بیٹھ کر چپ چاپ ذکر کر لیا کرو۔ کسی کو سنانے اور بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ لا الہ الا اللہ ' لا الہ الا اللہ ' جب پانچ سات دفعہ میں سانس ٹوٹے تو اس میں ملا لو' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک تسبیح سبحان اللہ کی' ایک تسبیح الحمد للہ کی' ایک تسبیح اللہ اکبر کی۔ ستر دفعہ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ**' ستر دفعہ **استغفراللہ واتوب علیہ**' اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم ' صلی اللہ علیہ وسلم' صلی اللہ علیہ وسلم' اگر ہمت سے کام لو تو درود شریف کی تین تسبیح پڑھ لیا کرو۔

درود شریف کا نصاب بتلایا تین تسبیح کا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں آج کل لوگ عدیم الفرصت ہیں۔ اگر تین تسبیح نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی پڑھ لیا کرو۔ اور جمعہ کے دن ہزار بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی برکت ہے۔ روایات کے اندر آتا ہے۔ "مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا"۔ اور صاحب دلائل الخیرات نے دلائل

الخیرات کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو صدق دل سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھے۔ ایک بار درود شریف سچے دل سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار میں بھی برکت دیتے ہیں۔ اور کھانے پینے میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں۔ اور رزق آسان عطا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں کاروبار کے لئے روزگار کی اور تجارت کی ترقی کیلئے ایک درود شریف آتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

دس دفعہ صبح کو درود شریف جو شخص پڑھ لے۔ دس دفعہ شام کو پڑھ لے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ عزت و آبرو کے ساتھ روزی ملے گی۔ آسان روزی ملے گی۔

اللہ کے ذکر میں لگیئے! **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا**○ (اللہ میاں حکم دے رہے ہیں "اے ایمان والو! تم کثرت سے ہماری یاد میں لگو"۔ اور ہماری پاکی بیان کرو۔ **وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا** صبح شام ہماری پاکی بیان کرو)۔

یہ تسبیحات آپ کے سامنے عرض کردی ہیں۔ یہ مسنون تسبیحات ہیں۔ اسکے علاوہ تیسرے کلمہ کی بہت فضیلت ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ**

وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ

ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد ایک ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کی برکت سے جاندار مخلوق کو روزی دی جارہی ہے۔ اور جنت کے اندر اس کے پڑھنے کی برکت سے بہت سائے دار درخت لگ جاتے ہیں۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ**

توفیق الٰہی سے ذکر کے بارے میں عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھئے! جب آپ اللہ کے ذکر میں لگیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سب کام ہوتے چلے جائیں گے۔ کاموں میں آسانی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ عزت' آبرو' عطا فرمائیں گے۔ گناہوں کی ستاری فرمائیں گے۔ ہر شر سے بچائیں گے۔ اور اپنی حفاظت میں لے لیں گے۔ اور ذکر کے جو آداب بیان کئے گئے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھئے۔ جو بھی آپ تسبیح پڑھیں۔ محبت الٰہی کی نیت سے پڑھیں۔ کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے اللہ کی

محبت حاصل ہو جائے۔ اور درمیان میں دعا بھی کرتے جائیں کہ یا اللہ! اپنی محبت نصیب فرما۔ بھئی ذکر کا صحیح فائدہ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے اہتمام سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقاماتِ اربعہ

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اربعہ کی تلاوت کی سعادت اس وقت کی ملاقات میں بندے کو نصیب ہوئی۔ مقامات باطنہ صاحب نسبت بندے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ علماء اخلاق نے اس کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ عمریں ہماری بیتی جا رہی ہیں اور تقریبا" ختم ہوتی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ولی بننا نہایت سہل ہے

دنیا کی فانی چیزوں کا اور فانی مخلوق کا ایک عجیب قاعدہ ہے کہ ہر شخص میں انحطاط' اضمحلال اور ضعف ہے اور تدریجا" خاتمے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس دور میں اس بات کی بہت ضرورت ہے اور جیسا کہ

جسمانی معالجین نے ضرورت کو محسوس کیا کہ ادویات کے ست اور جوہر اور خلاصے نکالے اور منوں دوائیوں کے مختصر سے کیپسول ہمارے ہاتھ میں آگئے اور ماہرین فلکیات اور ارضیات نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا کہ مہینوں سالوں کے سفر اب گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ یہ اس وقت کی ضرورت تھی کہ زمینی سفر بھی آسان ہو اور امراض جسمانی میں جو معالجات کا طریق ہے وہ بھی مختصر ہو اور ایسا کیا گیا بالکل اسی طرح امراض روحانی میں بھی ہمارے اکابرین نے بہت سی چیزوں کے ست نکالے ہیں' جو ہر بیان کئے ہیں' خلاصے بیان کئے ہیں' تاکہ ہم مختصر عرصہ حیات رکھنے والے لوگ جلد کامیاب ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ جیسے اسلاف کے زمانے کے مجاہدات و ریاضات کون کر سکتا ہے! نہ اتنی عمریں ہیں نہ ایسی تندرستی ہے اور مشاغل ہمارے ایسے ہیں کہ دن بہ دن ہماری زندگیاں پیچیدہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور تعلق مع اللہ کا حصول بہر صورت فرض ہے تو ماہرین اخلاق' اہل اللہ' کاملین نے بہت لمبی چوڑی باتوں کو مختصر کر دیا اور ان کا بھی ست نکال دیا۔ اور ایسی گر کی باتیں سامنے لائے کہ ساری تفصیلات ان مختصر باتوں کے ذریعے حاصل ہو جاتی ہیں' اور اس طرح آدمی پیچھے نہیں رہتا جیسا کہ مقاماتِ باطنہ' ملکاتِ فاضلہ' اخلاقِ مطلوبہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔

لیکن خاصانِ خدا نے جن کے اوپر شفقتوں کا غلبہ ہے اور وہ مہربانِ امت ہیں، چن کر ایسی باتیں ہمارے سامنے رکھ دیں کہ چلو تم چالیس باتوں پر عمل نہ کرو چار باتوں پر عمل کرلو فائدہ تمہیں چالیس کا ہو جائے گا۔

تو پہلی حدیث توبہ کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **یاایھاالناس** اے لوگو! اے بنی نوع انسان! **توبواالله** تم اللہ سے رجوع کرو، اللہ کی طرف توبہ کرو، پلٹ کر آجاؤ کہاں نکل گئے تھے تم راستے سے بھٹک گئے تھے اب صحیح راستے پر آجاؤ۔ توبہ کسے کہتے ہیں؟ توبہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز دور چلی جائے اور دوری اختیار کرلے! دوری سے نزدیکی میں آجائے یہ توبہ کی حقیقت ہے۔ آسان سی بات ہے۔

میرے شیخ میرے حضرت اباجی نوراللہ مرقدہ (حضرت مسیح الامت) نے جب مجالس کا سلسلہ شروع کیا اور طبع شریف میں شرم بہت غالب تھی۔ حضرت کے ایک محبوب خلیفہ تھے حاجی عبدالحئی صاحب باڑی والے رحمتہ اللہ علیہ اور پاکستان کے بڑے مشائخ میں سے ہوئے، اوکاڑہ میں ان کا انتقال ہوا۔ انتقال سے پہلے انہوں نے شہر میں ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اسی شہر کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔ لوگوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ ہوا۔ سخاوت ان میں اعلیٰ درجے کی تھی۔ اور سخاوت بیّن علامت ہے ولایت کی۔ ارے بھائی! جو سخی نہیں وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ہمارے حضرت کو بہت مجبور کیا کہ مجلس کا سلسلہ اب شروع ہونا

چاہیے۔ ہماری بہت کم عمری تھی اس وقت کی بات ہے اور میرے حضرت کے ہاں صرف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک وعظ من وعن سنا دینے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مجلس ہفتے کے دیگر ایام میں نہیں تھی۔ حضرت حاجی عبدالحئی صاحب ہابڑی والوں نے حضرت کو بہت مجبور کیا اور مطبخ کے اوپر جہاں پر نیم کا درخت نکلا ہوا ہے اس کے قریب اوپر کی بالائی منزل میں ایک چوبارہ ہے وہاں پر حضرت کی مجلس کا انعقاد ہوا اور وہاں سے افتتاح ہوا۔ نشست کا انتظام خود حضرت حاجی صاحب مرحوم نے کیا۔

عرض کرنے کی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے جو مجلس کی ابتداء فرمائی تو مقام توبہ کا بیان تفصیل سے کیا۔ اور ایک عرصے تک توبہ کا بیان چلتا رہا۔ میں نے اس مجلس کے شرکاء سے یہ بات من وعن سنی اور مجھ تک پہنچی کہ حضرت نے فرمایا جب تک مقام توبہ کی تکمیل نہ ہو تو دوسرے مقامات کیسے حاصل ہوں گے مقام توبہ کی تکمیل بے حد ضروری ہے بات کریں توبہ سے کریں' لہٰذا حضرت نے ایک عرصے تک مقام توبہ کی تفصیل کو بیان کیا توبہ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا۔

پنجاب میں ایک جگہ ہے پٹیالہ 'پٹیالہ کے علاقے کے جو پیر صاحب تھے ہمارے سلسلہ کے نہیں تھے۔ کسی بیرونی سلسلے کے گدی نشین بزرگ تھے لیکن ان کو ہمارے حضرت کے ساتھ عقیدت ہوگئی۔ اور عقیدت کی بناء پر

وہ سال میں دو دو بار روقت لگانے کے لئے جلال آباد تشریف لایا کرتے تھے اور مشہور تھا کہ ان کے ہزاروں مریدین ہیں۔ جب انہوں نے مقام توبہ کی تفصیل سنی تو زار و قطار رونے لگے۔ اور ان کے بدن میں ایک جھرجھری اور کپکپی سی آئی۔ اور انہوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت میرے تو مقام توبہ کی ہی تکمیل نہیں ہے میں ایسی پیری مریدی کر کے کیا کروں گا لوگ میرے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ اور میں یہ سلسلہ ختم کئے دیتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا آپ کو بندے کے ساتھ محبت ہے آپ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت کی یہ بہت محتاط گفتگو ہے حضرت کے الفاظ پر ذرا غور فرماتے رہئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا اب بندے کا مشورہ یہ ہے کہ وقتی طور پر بیعت لینا موقوف کردیجئے لیکن سلسلہ بند نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ محروم ہو جائیں گے اور مایوس ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت والا کی بات پر عمل کیا اور ایک عرصہ کے بعد حضرت نے فرمایا کہ آپ تسلی رکھئے کہ ذات باری تعالیٰ نے آپ کے مقام توبہ کی تکمیل فرمادی ہے آپ سلسلہ بیعت جاری فرمائیے۔ حضرت کے مجازین میں سے نہیں تھے۔ حضرت کے یہاں پر انداز بہت محتاط ہوتا تھا اور مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ ادب کا انداز مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی لئے حضرت کے یہاں تقویٰ کو احتیاط کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

حضرت اصطلاحی گفتگو سے حتی الوسع عام طالب علم کی رعایت فرماتے ہوئے احتراز فرماتے تھے لیکن صیاد وہی ہوتا ہے جو پرندوں کی اور طیور کی زبان جانتا ہو۔ عوام میں رہ کر عوامی گفتگو فرماتے تھے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ کہ حضرت کی احتیاط' حضرت کی عاجزی' نرمی' رفق و ترحم' شفقت کا غلبہ تھا کہ لوگ **کھچے** چلے آتے تھے۔

مقام توبہ اور طریقت

تو عزیزانِ من! مقاماتِ باطنہ میں جو سب سے اہم چیز ہے اور اولین فریضہ ہے وہ ہے مقام توبہ کی تکمیل۔ اور یاد رکھئے! اسلام میں استغفار عام ہے استغفار کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ لیکن مقام توبہ جو ہے وہ مشروط ہے۔ اسی لئے آئمہ طریق اور علمائے اخلاق نے توبہ کے چار رکن بیان کئے ہیں اور چار شرطیں بیان کی ہیں۔

پہلا رکن توبہ کا اور پہلی شرط توبہ کی یہ ہے کہ انسان اپنی غلط کاریوں پر' خامیوں پر' اختیاری کوتاہیوں پر' نادم ہو' شرمندہ' پشیمان اور شرمسار ہو بلکہ پریشان ہو' بے چینی' کھرچن' بے کلی اس کو لگ جائے کہ ہائے میں نے یہ کیا کیا۔ ذات باری تعالیٰ کی عدول حکمی اور نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کا نام گناہ ہے۔ میرے حضرت نے ایک موقع پر فرمایا کہ مومن کو کسی موقع

پر پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر پریشانی کا موقع ہے تو وہ گناہ کا موقع ہے۔ الغرض توبہ کی حقیقت ہے ندامت۔ شرمساری اور پشیمانی' اور یہ پشیمانی جو ہے یہاں توبہ میں بہتر ہے باقی اور مقامات پر ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت علی ہجویری کا ارشاد گرامی

میں نے حضرت سے جو سب سے پہلا سوال کیا اپنی کمسنی کے اندر وہ پہلا سوال یہ تھا کہ کسی چارٹ پر میں نے دس ملفوظ لکھے ہوئے دیکھے حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے' جن کو پاکستان کے عوام داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ اللہ نے ان سے تبلیغ اسلام کا بہت کام لیا ہے۔ ہجویر سے وہ تشریف لائے۔ اور بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پنجاب کے علاقے میں جب آئے ہیں تو خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے آئے ہیں اور ان کا فیضان عام پھیلا اور ان کے دست مبارک پر لاکھوں افراد اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ان کے دس ارشادات اس چارٹ پر لکھے ہوئے تھے ان میں ایک ارشاد یہ تھا کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ اب میری عمر ہی اس وقت کیا تھی جب میں نے حضرت سے یہ بات پوچھی تو غالباً" میری عمر تیرہ سال کی تھی۔

حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات پوچھا کرو تو میرے ذہن میں چونکہ طالب

علمی کا زمانہ تھا میں نے کہا کہ حضرت ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے! یہ کیا قصہ ہے؟ فوراً" حضرت نے فرمایا کہ بات سمجھ میں آنی چاہئے۔ یعنی سخاوت کرنے کے بعد پشیمان ہونا! مثلاً" میں نے ان کو ایک ہزار رینٹ (ساؤتھ افریقہ کا سکہ) دے دیئے۔ دینے کے بعد سوچتا ہوں کہ اگر آج میرے پاس ہوتے تو نو ہزار میرے پاس پہلے سے موجود ہیں اور یہ ہزار بھی ہوتے تو دس ہزار ہوتے۔ اب یہ اس پر افسوس کر رہا ہے' پشیمان ہو رہا ہے۔ تو فرمایا ایسی پشیمانی نفلی سخاوت کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

پشیمانی' پریشانی کا جو اصل موقع ہے عزیزانِ من! وہ معصیت کا موقع ہے اور گناہ کا موقع ہے۔ اس موقع پر جس قدر بھی پریشان ہو' پشیمان ہو کم ہے' اور یہ جو شرائط توبہ کے بیان کئے گئے اور اس کے ارکان قائم کئے گئے ہیں تو اس میں بھی حکمت ہے۔ کہ واقعی ذات باری تعالیٰ ہماری مغفرت فرما کر ہمیں بخشنا چاہتے ہیں۔ جنت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے توبہ کو مضبوط رکھنا چاہئے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ جو غلطی کی ہے' جو گناہ کیا ہے چاہے کیسا بھی سہی' اس پر بہت پشیمان' نادم' شرمندہ اور پریشان ہونا چاہئے' کہ ہائے! میں کیا کر بیٹھا۔

کسی زمانے میں میرے حضرت' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ کے ملفوظات میں سے خاص خاص ملفوظ پر درس دیا کرتے تھے۔ غالباً" فیوض

یزدانی میں سے' یہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ممتاز تصنیف ہے۔ اس میں سے ایک ملفوظ پر حضرت نے کافی دن تک درس دیا۔ کہ اپنے گناہوں کو چھوٹا مت سمجھو' اپنے گناہوں کو ادنیٰ اور معمولی مت سمجھنا بہت بڑا سمجھو!

حضرت غوث پاک کا ارشادِ گرامی

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ہر گناہ کو چاہے علماء اسے صغیرہ کہیں کبیرہ ہی سمجھتا ہوں' نا فرمانی تو نا فرمانی ہے' ارے چھپر میں اگر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دو تو چھپر جل جائے گا۔ اور اگر آگ کی ادنیٰ چنگاری اس میں رکھ دو تو سلگتے سلگتے آگ اس سے بھی بھڑک جائے گی اور چھپر پھر بھی جل جائے گا۔ یہ کیا بات ہے کہ کبیرہ کبیرہ گناہ مت کرو اور چھوٹے موٹے ہوتے رہیں یہ تو کوئی بات نہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رکھنا صغائر پر اصرار کرنا کبائر میں داخل ہے اور یہ عجیب بات بیان فرمائی کہ صغیرہ صغیرہ صغیرہ تو ان صغیروں کا مجموعہ ہے کبیرہ اس پر پریشان ہو جانا چاہئے' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ گناہوں کو کبھی معمولی' چھوٹا' ادنیٰ نہ سمجھو! نافرمانی تو نافرمانی ہے پھر بڑے کی نافرمانی بہت بڑی نافرمانی ہے۔ آگے

فرمایا گناہ کو چھوٹا سمجھنا گویا کہ خدا کو چھوٹا سمجھنا ہے۔ اس پر بہت عرصے تک ہمارے حضرت والا کا بیان مبارک ہوتا رہا۔

اور دوسری شرط یہ ہے اس فعل کو چھوڑ دو۔ چھوڑنے میں دیر مت کرو۔ ناجائز تعلقات ہیں چاہے جان پر بن جائے ہمارے حضرات نے فرمایا لیکن اسی وقت ترک تعلق اور ترک ملاقات ہمیشہ کے لئے کردو۔ اور آئندہ بچنے کا کتابوں میں تو لکھا ہے پختہ ارادہ کرنا چاہئے۔ لیکن میرے حضرت فرماتے ہیں کہ آئندہ بچنے کا مردانہ' پختہ ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔ یا اللہ! تیرا فضل شامل حال نہ ہوا تو میں کیسے بچ سکتا ہوں۔ گناہ سے آئندہ بچنے کا پختہ' مردانہ ارادہ اور فولادی ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔

چوتھی شرط چوتھا رکن مالیات کے بارے میں ہے کہ مالیات کے شعبے کو بھی صاف کرے۔ اس کی غلطیوں کو بھی دور کرے۔ جس کا کچھ دینا ہے اسے دے۔ یا اس سے مہلت لے۔ لیکن روپوش نہ ہوں۔ کہ جوہانسبرگ سے کسی کا مال لیا تو کیپ ٹاؤں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر ڈھونڈتے پھرو۔ اور وہاں اگر مل بھی گئے تو غرا رہے ہیں کہ جاؤ! تمہاری طاقت ہے تو مجھ سے وصول کرلو۔ یاد رکھیئے! اس حرکت کے ساتھ کوئی آدمی صاحب نسبت اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

عزیزانِ من! توبہ کی ضرورت' توبہ کی اہمیت ہروقت عام ہے۔ اور پھر

توبہ پر بشارتیں بھی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا معاف کردیتے ہیں **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ** گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا اس سے گنا ہوا ہی نہیں تھا جیسے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا' اور اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ تو یہ ہے توبہ کی حقیقت کہ دوری ختم ہوئی اور نزدیکی حاصل ہوئی۔ تو مقاماتِ باطنہ جو چالیس کے قریب ہیں خلاصے کے طور پر چار بیان کئے جارہے ہیں اگر چار پر عمل ہوجائے تو امید ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ چالیس کے فوائد اور چالیس کی تکمیل بھی آسان ہوجائے گی۔ چالیس کے قریب مقاماتِ باطنہ علمائے اخلاق اور مشائخ طریق نے بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ چار ہے اور چار میں سے یہ پہلی بات ہے کہ مقام توبہ کی تکمیل کی جائے۔

مقامِ تقویٰ

اور دوسرے نمبر پر ہے **الا ان التقوی ھھنا واشار الی قلبہ** آپ نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ' غور سے یہ بات سن لو' یقین رکھو' اس بات پر **اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا** بھئی تقویٰ کہاں ہوتا ہے تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا۔ واقعی اللہ کا خوف جو ہوتا ہے اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ یا اللہ جو مطلوب درجے کا تقویٰ ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ اور خوف

مطلوب کیا ہے؟ تقویٰ مطلوب کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ شرکیات و بدعات سے ہم بیزار ہوجائیں۔ نہ شرک جلی ہو اور نہ شرک خفی ہو اور نہ سنت کی مخالفت ہو۔ یہ ہے خوف مطلوب اور تقویٰ مطلوب۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تقویت تقویٰ سے حاصل کرو' ارے تقویت تقویٰ سے وہ حاصل ہوتی ہے جو خمیرہ جات سے حاصل نہیں ہوتی۔ بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ ہمارے حضرت کی بات میں اتنا بھرم ہوتا تھا کہ ہربات اپنے معیار پر ہو۔ فرماتے ہیں بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ توبہ توبہ کوئی ناجائز چیز نہیں اعلیٰ درجے کی نعمتیں ہیں ایک مرتبہ میں نے کسی کا سوال حضرت تک پہنچایا۔ کہ حضرت انہوں نے سوء حافظہ کی شکایت کی ہے کہ حافظہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے لئے کوئی مشورہ دیجئے کہ کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ بھی کھالو کچھ بھی پی لو۔ حافظہ درست ہوتا ہے تقویٰ سے 'گناہ کے چھوڑنے سے' خدا کے خوف سے۔ جتنا حافظہ اور یادداشت انسان کی بہتر ہوتی ہے وہ تقویٰ کی برکت سے ہوتی ہے۔ اگر وہ طالب علم ہے تو پھر وہ کسی بھی نماز کے بعد چوبیس گھنٹے میں ایک بار اکتالیس دفعہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا پڑھ لیا کرے۔ یہ ارشاد فرمایا آپ نے۔

توعزیزانِ من! ایک تقویٰ الحمدللہ ہم سب کو حاصل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کفر سے بچے ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی برکت سے

ہمارے عقائد درست ہیں۔ شرکیات و بدعات سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ تقویٰ جس پر کہ تاج ولایت عنایت کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ان اللہ کے مقبولوں کا دامن پکڑلو۔ اوران کے ذریعے وہ تقویٰ بھی حاصل کرلو۔ وہ تقویٰ یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچنا اور ناجائز امور سے بچنا۔

دورِ حاضر میں تقویٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ بہت آسان فرما گئے۔ اس زمانے میں متقی بننے کو حضرت نے فرمایا کہ فتویٰ شرعی پر عمل کرنا اس زمانے میں عین تقویٰ ہے۔ لوگ علماء سے پوچھتے ہیں کہ سنت کے مطابق شادی کیسے کی جائے۔ سنت کے مطابق فلاں کام کیسے کیا جائے؟ اور پھر کرنے میں آتی ہیں دشواریاں‘ بس آپ مفتیانِ کرام کو استفتاء بھیجئے کہ فلاں کام کرنا ہے اور وہ کام یہ ہے اب یہ جائز ہے یا ناجائز آسان سی بات یہ ہے۔ اگر وہ یہ کہہ دیں جائز ہے تو پہلے سے کرنے کا ارادہ رکھو اور کرلو‘ اگر وہ یہ کہہ دیں ناجائز ہے مت کرو‘ اس کے قریب مت جاؤ۔ ہم عام مسلمانوں کا تقویٰ یہی ہے کہ ہم فتویٰ شرعی پر عمل کرلیں اور اس میں آسانی ہے۔ لیکن ایک ہے شادی سنت کے مطابق‘ اور ایک ہے شادی شریعت کے مطابق‘ علماء جانتے ہیں اس فرق کو‘ ہمارے لئے بس یہی ہے کہ جو بات ہمارے مفتیانِ کرام

کہہ دیں کہ بھئی یہ جائز ہے اس کو ہم لے لیں اس پر ہم عمل کرلیں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں۔

ایک صاحب روزگار کے سلسلے میں بہت پریشان تھے بار بار وہ حضرت سے یہی پوچھتے تھے۔ جب کبھی حضرت تشریف لایا کرتے تھے اور اس زمانے میں حضرت کا ہر سال پاکستان تشریف لانے کا معمول تھا۔ تو حضرت یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یہ کام کروں یا نہ کروں؟ یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی۔ اسی ادھیڑبن' چھان بین میں رہے پھر ایک دفعہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ میاں جتنا چھانو گے اتنا کرکرا ہوگا' اب آئندہ اگر تم نے پوچھا تو اچھا نہیں ہوگا' اب پوچھنا کرنے کے بعد' اگر کرنے کے بعد پوچھو گے اور کوئی غلطی ہوگی تو وہ چھوڑوا دیں گے' بتا دیں گے کہ بھئی یہ غلطی ہے۔ ان کی یہ عادت پڑگئی ہر جگہ بات کا پوچھنا جو اظہار تقویٰ تھا حضرت نے فرمایا کہ اس اظہار تقویٰ کے سلسلے کو ختم کیجئے۔ اب تم کرکے پوچھنا۔ ماشاء اللہ انہوں نے ایک کام حضرت کے فرمانے سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت کی برکت سے ہمت بھی عطا فرمائی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بالکل جائز ہے بالکل درست ہے میں برکت کی دعا کرتا ہوں۔ اب بتایئے مسئلہ حل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ اتنے سال پریشان رہے۔ اور یاد رکھئے کوئی آدمی پریشانی اختیار کرتا ہے تو تنہا پریشان کہا ہوتا ہے۔ بیوی بھی پریشان ہے' بچے بھی پریشان ہیں' توبہ! توبہ! تو بھئی توبہ کی

طرف سے تسلی کے بعد انسان تقویٰ میں کمی نہ چھوڑے اللہ کے مقبول آپ کو بتلائیں گے کس درجے کا تقویٰ آپ کو چاہئے۔ اور تقویٰ کا حکم مبارک قرآن مجید جا بجا ہے! جا بجا ہے! اِتَّقُوا اللّٰہ دیکھئے کتنی جگہ آیا ہے۔ لیکن صادقین کا درجہ جو ہے وہ متقین سے بڑھ کر ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو متقی بن جاؤ' کامل فی الدین ہو جاؤ' اور متقین کو پھر کیا حکم دیا وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صادقین کا بہت بڑا درجہ ہے' حضرت فرمایا کرتے تھے صدق ایک ایسی چیز ہے جس میں اخلاص بھی موجود ہے تقویٰ بھی موجود ہے' تواضع بھی موجود ہے۔ اس لئے متقین کو حکم دیا کہ تم صادقین کی صحبت اختیار کرو صادقین کی معیت اختیار کرو' بالفاظ دیگر حضرت فرماتے تھے کہ متقی کامل فی الدین کو کہتے ہیں اور صادقین راسخ فی الدین کو کہتے ہیں دیکھئے تو کامل فی الدین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم راسخ فی الدین کے قدموں میں بیٹھا کرو۔ ہمیں متقی بننے کے لئے خاصان خدا' اہل تقویٰ کی معیت جو اہل صدق ہیں ان کی رفاقت اختیار کرنی چاہئے۔

اہل اللہ کی رفاقت کلیدِ کامیابی ہے

یاد رکھئے! اس صحرا کے اندر' اس راستے کے اندر' طریق الی اللہ میں بغیر ان کی رفاقت کے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ بہت لوگ بھٹکے ہیں۔ ان

کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کتنے لوگوں کو اشکال اور دھوکہ لگا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مقامِ توبہ کی تکمیل فرماتے ہیں تو اللہ کے مقبول اس سلسلے میں تسلی فرماتے ہیں۔ جب مقامِ تقویٰ نصیب فرماتے ہیں تو پھر انسان پوری پوری محنت تواضع کے ساتھ کرتا رہے۔ یہ چالیس کا خلاصہ چار باتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس بات کی ضمانت دی گئی کہ جو چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ مقاماتِ باطنہ اربعین اس کے طے ہو جائے گے۔ مقام توبہ کی تکمیل مقام تقویٰ اور اس کے بعد تواضع ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا دیکھئے حضرت رحمٰن کے بندے کون ہیں؟ ان کی شان کیا ہے؟ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو کیسے چلتے ہیں؟ ہون کے ساتھ چلتے ہیں؟ پستی کے ساتھ چلتے ہیں' اپنے کو مٹا کر چلتے ہیں' انکساری کے ساتھ چلتے ہیں' تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اسے کہتے ہیں تواضع لِلّٰہ جو تواضع اللہ کے لئے اختیار کرتا ہے' کسر نفسی' بے نفسی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ وہ تواضع لِلنفس نہ ہو' وہ تواضع لِلناس نہ ہو' وہ تواضع لِلّٰہ ہو' اخلاص کے ساتھ ہو۔ صرف اللہ کے لئے اپنے کو مٹایا جائے' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کوئی پوچھے طریق میں کیا حاصل کیا اور کیا پایا؟ فرمایا: موٹی سی بات ہے۔ جس نے جتنا مٹایا اتنا پایا۔ حضرت فرماتے ہیں اجی پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے' مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے۔ اللہ کے لئے اپنے آپ کو

مٹا لو۔ اور جو آدمی اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے یا اللہ وہ صحیح مٹانا ہمیں بھی نصیب فرما۔ پھر وہ پس پشت کسی کی باتیں نہیں کرتا۔ بڑی عجیب بات میرے حضرت نے فرمائی۔ بڑی بیش قیمت بات ہے۔ بہت عجیب و غریب بات ہے۔ دیکھنا نسبت کی حفاظت کے لئے' مقام ولایت کے تحفظ کے لئے مخلوق کی طرف نہ کشش ہو۔ اور نہ کشیدگی کا اظہار ہو۔ بڑی کام کی بات فرما گئے۔ ہم تو پتہ نہیں کیا اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو اپنے زعم کے اندر اپنے خیالات کے اندر' نا معلوم ہم کتنے کامل مکمل بنے ہوئے ہیں۔ میرے محبوب نے ارشاد فرمایا۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو۔ بھئی کشش اور جاذبیت اللہ کی طرف ہو' مخلوق کی طرف نہ ہو۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو چھوڑو دنیا کے قصوں کو' اور نہ کسی سے کشیدگی کا اظہار ہو۔

آشناء بیٹھا ہو یا نا آشناء
ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

کس قصے میں پڑے ہو اگر تم ڈفلی بجانا جانتے ہو تو تم ڈفلی بجائے جاؤ۔ اگر یہ بانسری بجانا جانتے ہیں تو یہ بانسری بجائے جائیں۔ جس کو جو کام آتا ہے یاد رکھئے دین مبین کے لئے وہ کام کئے جائے۔ کس کس کی رعایت کرو گے! کس کس کا خیال کرو گے! اخلاص کی بہت کمی ہے' فرمایا نفاق عام ہو چکا ہے زمانے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ عاقل وہ ہے جس میں موقع

شناسی ہو اور مردم شناسی ہو۔ جس کو جو آتا ہے وہ کئے جائے۔ اللہ کے لئے تواضع اختیار کیجئے' بے نفسی اختیار کیجئے۔

بے نفسی کی علامت

اور حضرت نے بے نفسی کی پہچان بیان فرمائی۔ کہ جب کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف ہو تو تمہیں ناگوار نہ لگے۔ نہ چیں بجبیں ہو حضرت نے فرمایا یہ نفاق ہے کہ منہ پر کچھ' اور پیچھے کچھ۔ منہ پر تو اتنی تعریف کرتے ہیں لوگ کہ عرش پر بیٹھا دیتے ہیں۔ آج عصر کی مجلس خاص میں بھی یہ بات ہوئی۔ اور بعد میں بدنام کرتے ہیں اور ایک دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔ یعنی دسترخوان باطن' ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے اور ایک مسلک کے شیدائی ہیں۔ ارے بھئی کیسی شیدائیت ہے! یہ کیسی فدائیت ہے! منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ! اگر کسی کی اصلاح کے تم طالب ہو تنہائی میں ادب سے کہہ دو۔ کہ فلانی بات آپ کی شریعت کے خلاف ہے۔ اس کو آپ درست کرلیں۔ اور اگر کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ خود اس کے لئے بھی صلاحیت کی ضرورت ہے۔

ایک ہے نصیحت کرنا' اور ایک ہے عار دلانا' بعض آدمی نصیحت کرتے کرتے پھسل جاتے ہیں اور عار دلاتے ہیں' حدیث پاک میں آیا ہے جس

غلطی اور گناہ سے عار دلاؤ گے اس وقت تک نہیں مرو گے جب تک کہ وہ گناہ نہ کرلو۔ اگر تم نے توبہ نہ کی۔ بڑی عمر میں جا کر' کہیں اسی (۸۰) سال کی عمر میں میرے حضرت نے ایک روز فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھے مقام نصیحت عطا فرمایا ہے' اب میں ناصح کی حیثیت سے کوئی بات کہہ سکتا ہوں۔ یاد رکھئے! ہم میں سے ہر ایک کو درجہ نصیحت کا حاصل نہیں ہے۔ حضرت کی لطیف باتیں ہوتی تھیں' بہت الطف طبعیت کے مالک تھے۔

دین نام ہے خیر خواہی کا

فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَہ دین نام ہے نصیحت کا۔ فرمایا اس کلمہ کو چاہئے دائیں طرف سے کہہ لو چاہئے بائیں طرف سے کہہ لو دین نام ہے نصیحت کا۔ اور نصیحت نام ہے دین کا۔ دو تین بار بڑے مزے لے کر فرمایا دین نام ہے خیر خواہی کا' خیر خواہی نام ہے دین کا۔ اگر کسی کے ساتھ خیر خواہی ہے تنہائی میں بھی بات کی جا سکتی ہے۔ یاد رکھئے! اگر نصیحت کا درجہ حاصل نہیں ہے تو ہم نصیحت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ایک کام تو کرسکتے ہیں کہ اس کی ہدایت کی دعا کریں۔

مقامِ تبلیغ

یاد رکھئے یہ امت امت سے مستغنی کبھی بھی نہیں ہوسکتی ہے اس امت کو داعی کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔ اس امت کا ایک ایک فرد ایک ایک عالم غیر عالم سب داعی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس دور میں صاحبانِ طریق اس چوتھی بات کو مقاماتِ باطنہ میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ رونا اس بات کا ہے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر** اسے کہتے ہیں تبلیغ' اور یہ تبلیغ بھی' مقاماتِ باطنہ میں سے ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ نے عجیب خلاصہ پیش فرمایا' یہ تو چار "ت" ہو گئیں اتائے اربعہ' ایک توبہ کی "ت" ایک تقویٰ کی "ت"' ایک تواضع کی "ت"' ایک تبلیغ کی "ت"' اتائے اربعہ' چار "ت" کے اندر تمام اربعین کا خلاصہ ہے۔ اللہ اکبر! کیا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے بارے میں **وامروا بالمعروف** حکم دیا آپ نے اس بات کا' کہ تم امر بالمعروف کرو نیکی پھیلاؤ' **و نہوا عن المنکر** اور برائی سے روک دو۔ پوری امت اس کی **مکلف** ہے۔ یاد رکھئے۔ ہاں البتہ کچھ طریقے کا فرق ہے' علماء کا انداز اور ہونا چاہئے اور عوام مسلمین کا انداز اور ہونا چاہئے! دیکھئے خطباتِ حج کے اندر آخری خطبہ ہے میدان منیٰ میں بات تو اس میں طویل ہے' لیکن **بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَة** سامنے رکھ لیجئے۔ لہٰذا تبلیغ سے مفر نہیں' تبلیغ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا' اس لئے فرمایا کہ علماء

کے لئے تبلیغ کی صورت وعظ کی ہے اور عوام کے لئے تبلیغ کی صورت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے عمل میں لانا اور اپنے ماتحت لوگوں کے عمل میں لانا۔ اور جو زیرِ اثر قریبی احباب ہیں ان تک پہنچانا۔

تبلیغ کے چار درجات

اور ہمارے حضرت نے اس کی چار قسمیں بیان فرمائیں۔ تبلیغ کی ایک قسم فرض عین ہے' دوسری واجب ہے' تیسری سنت ہے' اور چوتھی مذموم ہے' تبلیغ کی پہلی قسم جو فرض عین ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے سچے دین کو' پیارے دین کو پورے طور پر اپنے وجود میں جاری کرو۔ یہ تبلیغ فرض عین ہے۔ ماتحت لوگوں میں اللہ کے دین کو گھر کی چار دیواری میں بیوی بچوں میں لانا یہ تبلیغ واجب ہے۔ عام امت کو دعوت دینا جو کہ انداز ہمارا ہے' ہم اپنے انداز سے اپنے طرز سے دعوت دیں' علماء اپنے طرز سے دعوت دیں یہ سنت ہے۔ اور جہاں ناقدری ہو دین کی بات کو پس پشت ڈالا جائے ٹھکرایا جائے' عیب نکالا جائے وہاں پر منع ہے کہ تبلیغ کی جائے۔

اور مبلغ کے لئے ضروری ہے وہ اپنے اندر اخلاص کو قائم کرے۔ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرے۔ اور جہاں کہیں جائے بحیثیت مبلغ کے تو نذرانے نہ لے' لوگوں کی جیب میں نظر نہ رکھے۔ اپنے پاس سے خرچ

کرے۔ یاد رکھئے! یہ مقام تبلیغ اس امت کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت امت دعوت ہے اس کا ایک ایک فرد داعی ہونا چاہئے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ مولانا کا انداز کچھ اور ہوگا۔ میرا انداز کچھ اور ہوگا۔ انداز کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نفس تبلیغ پر امت کا اجماع کا ہے۔

افراط و تفریط اور صراط مستقیم

توبہ! توبہ! بعض لوگ بڑھتے ہیں تو اتنا بڑھتے ہیں اتنا بڑھتے ہیں کہ لوگوں کو خلاف تبلیغ کہنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگ ہٹتے ہیں تو نام تک نہیں لیتے کہتے ہیں جی کہ ان کی لائن دوسری ہے ہماری لائن دوسری ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** جیسے حضرت تھانوی نے فرمایا خدا ناس کرے جہلاء صوفیا کا جنہوں نے یہ کہا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے شریعت پر جو عمل کیا جاتا ہے وہ طریقت ہے' شریعت علم است و طریقت عمل است' یہ لازم و ملزوم ہیں اگر ایک جسم ہے تو ایک روح ہے دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں جدا نہیں' الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہیں اگر ایک نور علم ہے تو ایک اس پر عمل صالح ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' پوری امت عالم ہے۔ فرق صرف درجات کا ہے تم نے علم کی تکمیل نہیں کی بلکہ نصاب کی تکمیل کی ہے۔ زمانہ طالب علمی تمہارا اب شروع ہوا ہے ناز نہ کرنا۔ اندازہ

فرمایئے کتنا حسن ظن کا غلبہ کہ علماء سے کہہ دیا کہ پوری امت عالم ہے البتہ درجات کا فرق ہے۔ تو عزیزانِ من! ہمارے ہاں مقاماتِ باطنہ میں لازمی مقام ہے مقام تبلیغ، جیسے جہلا صوفیاء کا یہ کہنا غلط ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بالکل جھوٹ ہے اسی طریقے سے یہ کہنا تبلیغ اور ہے اور سلسلہ اور ہے۔ بالکل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ ایک ہی بات ہے۔

ہم سب ایک ہیں

دیکھئے مولانا محمد الیاس صاحب بانی کاندھلوی جماعت تبلیغ کے کتنے بڑے شخص ہوئے ہیں ان کا اخلاص دیکھئے اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا باہمی تعاون دیکھئے مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی، مولانا حبیب احمد کیرانوی اور دیگر علماء کرام کا مسلسل حضرت جی کے ساتھ میوات کے سفروں میں جانا اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلسل وہاں کے اخراجات کے لئے مال فراہم کرنا اور بار بار یہ کہنا کہ حضرت جتنی ضرورت ہو اور لے لیجئے اور منگواتے رہئے لیکن کام کیجئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھئے۔ آخر کون ہیں یہ حضرات؟ ان کا سلسلہ کیا ہے؟ ایک ہی فیملی کے ممبر ہیں یہ سب کے سب۔ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید الطائفہ شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

رحمتہ اللہ علیہ ان سب کے دادا پیر ہیں۔ تفریق کیوں پیدا کی جاتی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے تفریق پیدا کرنا علامت نفاق کی ہے۔ ہم سب ایک ہیں بھئی جماعت و جمعیت ہماری ہے ہمارے بزرگوں کی ہے' ہماری اپنی چیزیں ہیں۔ کام کی مورچہ بندی ہوتی ہے۔ ایک شہر کی پولیس ہوتی ہے ایک دشمن کے مقابلے کے لئے انٹرنیشنل بارڈر کی فوج ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ایک سمندر کی فوج ہوتی ہے' ایک فضائی فوج ہوتی ہے' ایک خشکی کی فوج ہوتی ہے اپنے اپنے مورچے ہیں لیکن ہیں سب ایک' اس بات کو اپنے ذہن میں رکھئے تفریق پیدا نہ ہونے دیجئے اور جہاں تفریق پیدا ہوا اور جس حلقے میں ہو اس تفریق کا علاج تردید ہے۔ تردید کیجئے۔ جیسے ہمارے بزرگوں نے اس کی تردید کی کہ شریعت و طریقت جدا نہیں ایک ہی قصہ ہے اسی طریقے سے سلسلہ تبلیغ جدا نہیں ایک ہی سلسلہ ہے۔ ایک مسجد کے اندر' خانقاہ کے اندر کام کرنے والے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو مسجد کے اندر نہیں آتے حضرت نے فرمایا ان کا کام یہ ہے کہ مسجد میں لانے والے ہیں اللہ کے گھر میں پہنچانے والے ہیں جب گھر میں پہنچا دیا تو گھر میں کچھ لوگ ایسے خاصان خدا موجود ہیں جو اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔ یاد رکھئے! کیسی عجیب بات ہے ایک ہے بیت اللہ تک پہنچانا اور ایک ہے اللہ تک پہنچانا۔ تو ہمارے بزرگوں کی یہ دو جماعتیں ہیں۔ کام میں اتحاد ہے لیکن انداز کا معمولی سا فرق ہے اور وہ بھی مشورے سے' باہر والے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ تم

اندر جاؤ اور اندر والے خدا تک پہنچا رہے ہیں۔ ایک بیت تک لاتے ہیں اور ایک بیت والے تک پہنچا دیتے ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں ہے اگر کوئی تفریق کرے اس کی تردید کرو' کہ تم جھوٹ بولتے ہو' بالکل غلط ہے' تم امت کے اندر نفاق پیدا کرتے ہو' پوری امت داعی ہے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک امتی داعی ہے اور ہر شخص پر ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ فرض عین کو بھی نبھائے' واجب کو بھی نبھائے' سنت کو بھی نبھائے' اور ممنوع سے بچے' تو اتنی سی بات ہے تو چالیس بمقاماتِ باطنہ کا' مقاماتِ اربعین کا خلاصہ چار باتوں میں توفیق الٰہی' اپنے حضرت کی برکت سے پیش کیا گیا توبہ' تقویٰ' تواضع اور تبلیغ! اور یہ خلاصہ ہے اربعین کا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ بخلوص و صدق جو ان چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ وہ چالیس میں کامیاب ہو جائے گا چالیس کے برکات اس کو حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقامات اربعہ کی تکمیل کسی اللہ کے مقبول کا دامن تھام کر کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ اپنے راستے کی سمجھ بھی عطا فرما۔ دین کی سمجھ عطا فرما۔ صحت سلیم ایسا قرب ہمیں عطا فرما کہ بس ہم بات کو فوراً عمل میں لے آئیں اور عقل مستقیم عطا فرما۔ عقل کے پندار سے ہمیں تو بچا لے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراقبہ یعنی فکر قلبی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے اور اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر

(بخاری و ترمذی)

(ف) حق تعالیٰ کی ذات و صفات یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضاء پر عمل ہونے لگے تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ جو اعمال قلب میں سے ہے اس حدیث میں اس کا امر ہے کیونکہ اہل قبور میں سے اپنے کو شمار کرنا عمل قلب کا ہے اور اثر جو اس پر مرتب ہے وہ تقلیل تعلقات دنیویہ اور مثل میت کے شہوت و غضب و اخلاق ذمیمہ کا مضمحل اور انقیاد و تفویض کا غالب ہو جاتا ہے۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مراقبہ یعنی فکر قلبی

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی ملاقات میں مراقبات کے بارے میں مختصر سی باتیں پیش کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مراقبات کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اور احادیث میں مراقبات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

فکر قلبی

مراقبہ! لفظی معنی کے اعتبار سے یہ ہے کہ گردن جھکا کر سوچنا جبکہ گردن جھکانا شرط نہیں گہری سوچ کا نام مراقبہ ہے اور مراقبہ کی حیثیت کیا ہے فکر قلبی میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا یعنی دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ مجھے جو کام بھی کرنا ہے مرضی محبوب کے مطابق کرنا ہے اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے مرضی

محبوب کے خلاف کوئی کام کسی بھی قسم کا نہیں کرتا۔

اذکار، مراقبات اور اشغال کی حدود

مراقبات نافع بہت زیادہ ہیں اشغال جو کہ شغل کی جمع ہیں اس میں تو یہ شرط ہے کہ شیخ اپنی موجودگی میں اپنی نگرانی میں اپنے پاس رکھ کر شغل کرائے اور اشغال کا ثبوت بھی نصوص سے ہے اور اذکار مختلف مقدار میں مختلف طالبین کو تجویز کردیئے جاتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ بچے کی خوراک الگ ہے بڑے کی خوراک الگ ہے بیمار کی خوراک الگ ہے صحت مند کی خوراک الگ ہے تو زمانہ طالب علمی میں اذکار بزمانہ اسباق نہیں کرائے جاتے ایام رخصت میں اپنے استاد باطن کے مشورہ سے اذکار میں لگنا چاہیے تعطیلات کو خراب نہیں کرنا چاہیے تعطیلات میں معطل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے آپ کو اور اپنے اوقات کو کار آمد بنانا چاہیے اور اذکار بغیر اجازت کے بھی کیے جاسکتے ہیں اجازت میں دو فائدے ہیں ایک برکت زیادہ ہوگی اور دوسرے خوراک کی وہ مقدار معلوم ہو جائے گی جو اس وقت ہم جذب کرسکیں اور اشغال مشروط ہیں وہ شیخ اپنی نگرانی میں کراتا ہے جیسا کہ عرض کیا گیا اور رہے مراقبات یہ ہر حالت میں ہر شخص کیلئے چاہے زمانہ طالب علمی ہو چاہے زمانہ اسباق سب کیلئے یکساں مفید ہیں

اور سب کیلئے اس کی ضرورت ہے لیکن ہر ایک کیلئے مراقبات میں سے مراقبہ الگ الگ ہے مصروف اور صحت مند آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور مشغول اور کمزور آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا نوجوان کیلئے جدا ہوگا بوڑھے کیلئے جدا ہوگا بیمار کیلئے جدا ہوگا تندرست کیلئے جدا ہوگا جس میں اعتدال سے ہٹ کر شہوت کا مادہ ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور جس کی طبیعت میں سلامتی ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور یہ مختلف مراقبات قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مراقبات نام ہے فکر قلبی کا جو بے حد ضروری ہیں۔

امثال مراقبات

مراقبہ "عذاب الٰہی"

انسان گناہوں سے کب بچتا ہے جب خدا کا خوف ہو اور خدا کا خوف کیسے پیدا ہوتا ہے؟ عذاب الٰہی کے مراقبہ سے یعنی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ جبار ہیں قہار ہیں منتقم ہیں ذوالانتقام ہیں عزیز ہیں جلال ہیں شدید ہیں ان کی گرفت گرفت بہت سخت ہے ان کی بارگاہ میں انبیاء کے پتے بھی پانی ہیں مارے خوف کے اب لرزہ سا پیدا ہوگا طبیعت کے اندر اور کچھ لرزہ ایسا ہوگا کہ وہ ڈرے گا اور

یہاں کس سے ڈرے گا ان باتوں کے مراقبہ سے ؟ ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا جب ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا تو مطلوب درجے کا خوف اس لرزہ کے ساتھ ڈرنے کے ساتھ پیدا ہوگیا جب پیدا ہوگیا تو گناہ اس سے چھوٹ گئے معاصی اس سے چھوٹ گئے اور یہ گناہوں کو ترک کرنے لگا پے درپے گناہوں کو ترک کرنے لگا تو معلوم ہوا ایسے آدمی کیلئے ایسے مراقبہ کی ضرورت ہے جس کی شہوت حد اعتدال سے ہٹی ہوئی ہے اور افراط کے درجے میں ہے جب افراط کے اندر کسی کی شہوت ہوتی ہے تو وہ معاصی کے اندر غرق ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے نادم و شرمندہ نہیں ہوتا ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ مراقبہ کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا گرفت کا جباریت کا قہاریت کا ذوالانتقامیت کا مراقبہ کرے۔ اس سے انشاء اللہ اس کی شہوت اعتدال میں آجائے گی اور اس درجے کا خوف اس کو حاصل ہوجائے گا جسے خوف مطلوب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ اس کیلئے دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ رات کو سوتے وقت اگر زیادہ ہی مشغول ہے تو کم از کم پانچ منٹ نکال لے اور تفصیلاً" سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں سب کچھ ہے عذاب بھی انہوں نے ہی پیدا کیا ہے اور دوزخ و جہنم بھی انہوں نے ہی بنائی ہے ارے بھئی کس کے لئے بنائی ہے گناہ گاروں کے لئے بنائی ہے اگر میں گناہوں میں مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ میرا ٹھکانا جہنم ہوگا اور پھر اس کی جباریت کو قہاریت

کو قہر فرمانے کو انتقام لینے کو سوچے اور انتقام پر وہ قادر ہیں اور انتقام لیتے ہیں منتقم ان کا نام ہے عزیز ہیں دبدبے والے ہیں رشید ہیں شدید ہیں جلال والے ہیں اس طریقے سے سوچے پانچ منٹ اس پر صرف کرے پھر استغفار اور لاحول کی ایک ایک تسبیح یا اکیس اکیس مرتبہ پڑھ کر کلمہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرکے سو جائے رات کو یہ پانچ منٹ نکالے پھر دیکھے اس کا کرشمہ اب رہیں پانچوں نمازیں تو دوسرا کام یہ کرے کہ رات کو جو تفصیلاً" مراقبہ کیا تھا عذاب الٰہی کا ان کی جباریت قہاریت انتقامیت کا شدیدیت کا رشیدیت کا جلالیت کا تو اب ہر نماز کے بعد ایک ایک منٹ اس رات والے مراقبہ کی تجدید کرتا جائے صرف ایک منٹ گھڑی میں دیکھ لے زیادہ نہیں کہ رات کو میں نے کیا سوچا تھا اور ان کے سامنے میں نے رات کو توبہ کی ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر چالیس یوم اس نے اس پر محنت کرلی تو انقلاب آجائے گا اور حقیقی تبدیلی واقع ہوجائے گی جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے آزمائش شرط ہے۔

مراقبہ"موت"

اسی طریقے سے جس کی زندگی بے راہ روی میں گزر رہی ہے اور مرنے کا نہ خیال ہے نہ دھیان ہے اور طبیعت بے باکی سرکشی کی طرف

مائل ہو رہی ہے ایسے شخص کیلئے ہے مراقبہ موت بہتر یہ ہے کہ اپنی موت کو دس منٹ روزانہ رات کو سوچے اور بالکل ایسے تصور کے ساتھ کہ میں لیٹا ہوا ہوں بیوی بچے اہل خانہ میری اس نازک حالت پر سکرات موت پر رو رہے ہیں اور بے بس ہیں اور مجھے موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے اور انگوٹھے کی جانب سے قبض روح کا سلسلہ انخلاء روح کا سلسلہ جسد ترابی سے شروع ہو گیا انگوٹھے سے ٹخنے تک بات آگئی ٹخنے سے گھٹنے تک بات آگئی گھٹنے سے رانو تک آگئی رانو سے کولہے تک بات آگئی اب ٹانگ میری کھڑی کرتے ہیں لیکن گر جاتی ہے کھڑی نہیں ہوتی تلوے کے اندر کوئی نہ کوئی چیز چلا کر دیکھتے ہیں کہ گدگداہٹ ہو لیکن اب گدگدی بھی ختم ہو گئی اور بات اب ناف تک آگئی اب معدے تک آگئی اب اوپر تک آگئی فرشتہ آگیا آنکھیں میری پتھرا گئیں کنپٹی بیٹھ گئی رنگ زرد ہو گیا اور ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا یٰسین پڑھی جا رہی ہے کلمہ کی تلقین کی جا رہی ہے بے بسی کا عالم ہے حیات دنیوی کے اندر ایک لمحہ کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا ایسی کسمپرسی کا عالم ہے اور میری اس حالت کو دیکھ کر سب زار و قطار رو رہے ہیں اور میں بھی بے بس ہوں یہاں تک کہ میری روح پرواز کر گئی اور تجہیز و تکفین کے بعد قبر میں نکیرین آگئے نکیرین کیا آگئے زلزلہ آگیا توبہ! توبہ! توبہ بڑا خطرناک منظر ہوتا ہے اور میں ان کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہوا اور میرے نیچے آگ کا بستر بچھا دیا گیا اور جہنم کی کھڑکی کھول دی گئی توبہ توبہ توبہ سانپ بچھو

اژدھے بڑے بڑے ڈسنے کیلئے میرے اوپر مسلط کردیئے گئے صور پھونک دیا گیا میدان قیامت قائم ہوگیا اور جلتے ہوئے توے سے زیادہ مثل تانبے کے زمین انتہائی گرم ہے اور تمازت آفتاب کی سر کو گھولائے دیتی ہے نیچے سے پسینے کا عذاب ہے اوپر سے زبان لٹکنے کا عذاب ہے حدیث میں آتا ہے دو عذاب ہوں گے میدان قیامت کے اندر نیچے سے پسینے کا عذاب ہوگا کسی کا پسینہ ٹخنے تک اگر ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ میں جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کے اندر کھڑا ہوا ہوں اور کسی پل اس کو چین نہیں ہوگا کسی کا پسینہ پنڈلی تک ہوگا' گھٹنے تک ہوگا' زانو تک ہوگا کولہے تک ہوگا کسی کا یہاں تک ہوگا (سینے تک) اور کسی کا یہاں تک ہوگا (اس کے اوپر تک) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ بات بیان فرماتے تھے تو اتنے متفکر ہوجاتے تھے کہ آپ کا فکر آخرت صحابہ کے اوپر بھی ظاہر ہوجاتا تھا اتنے پریشان ہوجاتے تھے اور دوسرا زبان کا عذاب یہ ہوگا کہ زبان لٹکنا شروع ہوجائے گی لٹکتے لٹکتے کسی کی سینے تک آئے گی کسی کی ناف تک آئے گی کسی کے زانو تک آئے گی کسی کی گھٹنے تک آئے گی کسی کی ٹخنے تک آئے گی کسی کی پیروں تک آئے گی کسی کی پیروں سے بھی بڑھ جائے گی اور پیروں میں روندنا شروع ہوجائے گی سنبھالنا مشکل ہوجائے گا اتنا تنگ اور پریشان ہوجائے گا الٰہی توبہ الٰہی توبہ اور اگر یہ دنیا میں متکبر تھا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ متکبر کے اجسام کو مثل چونٹیوں کے بنادیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے

قدموں میں روندنا شروع ہوجائیں گے اور بے انتہا ذلت و خواری ہوگی متکبرین کو جنہوں نے دنیا کے اندر تکبر برتا ہوگا۔ ایک طرف پسینے کا عذاب ایک طرف زبان کے لٹکنے کا عذاب اور دوسرے تکبر کی بنا پر مثل چونٹیوں کے ان کا جسم کردیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے قدموں میں رندتے پھریں گے۔ ہائے اللہ میرا کیا بنے گا ہائے اللہ کس منہ کے ساتھ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں گا بس ایمان کی تجدید کرکے استغفار کرکے سوجائے یہ مراقبہ موت ہے وہ دنیا کی زندگی جو سرکشی اور بے باکی کی طرف جارہی تھی انشاء اللہ اس کو لگام لگ جائے گی طبیعت اعتدال میں آجائے گی۔

مراقبہ "الرحمٰن الرحیم"

اگر کوئی ضعیف ہے سفید ریش ہے اعضاء جواب دے چکے تو ایسا شخص کیا کرے' اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا' اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کا اللہ تعالیٰ کی غفوریت کا مراقبہ کرے ضعیف آدمی بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا مراقبہ کرے میرا اللہ بے حد مہربان ہے بڑا کرم کرنے والا ہے بڑا رحم کرنے والا ہے بخشنے والا ہے جی' اپنے بندوں کو وہ نہیں بخشیں گے تو کون بخشے گا۔اس سے انشاء اللہ بوڑھے آدمی کے اعضاء کے اندر ایک توانائی آئے گی اعمال کی طرف سے غافل نہیں ہوگا اعمال کی ہمت اس کی برقرار رہے گی تو بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت' رحیمیت کریمیت' غفوریت کا

مراقبہ کرے۔

مراقبہ "ستار العیوب"

اور گناہ گار آدمی جس نے اللہ کی نافرمانی کی، معاصی کئے اور لوگوں کو پتہ نہیں چلا وہ اللہ تعالیٰ کی ستاریت کو مزید سوچا کرے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آج میرے معاصی کا میرے گناہوں کا پتہ نہ میرے ماں باپ کو ہے نہ میرے بیوی بچوں کو ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جس مولا نے یہاں ستاریت فرمائی ہے پردہ پوشی فرمائی ہے میدان محشر میں بھی اپنی ستاریت میں مجھے لپیٹ لے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے لاڈلے حبیب کے سامنے مجھے ذلیل و خوار نہیں ہونے دے گا۔ ایسے آدمی کو اللہ کی ستاریت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔

مراقبہ "رزاق حقیقی"

اور اگر روزی کے مسائل ہیں معاشی مسائل ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے جس نے

پیدا کیا ہے آب و دانے کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر اس کو زندہ رکھنا منظور ہے آب و دانے کے ساتھ زندہ رکھیں گے جب کسی شخص کی ہوا نہیں رہتی، پانی نہیں رہتا، کھانے کا رزق نہیں رہتا، روزی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا سے اٹھا لیتے ہیں مجھے جب زندہ رکھا ہے تو یقیناً "میرا رب رزاق ہے مجھے رزق عطا فرمائے گا، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، معاشی حالات سے دوچار ہے، مشکلات ہیں، اس کے اندر تو اس کو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ ان کی ذات عالی پر بھروسہ اور اعتماد پیدا ہوگا۔

مراقبہ "شافی مطلق"

اگر بیمار ہے لاعلاج امراض کے اندر گھرا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ کرے۔ میرا اللہ شافی مطلق ہے شافی حقیقی ہے سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ و السلام کو بغیر دوا کے شفا دی **اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ** عاجز اور محتاج ہو کے حضرت ایوب پکار اٹھے یا اللہ یہ کیا چیز میرے پیچھے پڑ گئی ہے آپ رحم فرما دیجئے سب سے زیادہ آپ رحم فرمانے والے ہیں اپنی محتاجی اور عاجزی بارگاہ عزت و جلال میں پیش کی بغیر دوا کے اللہ نے شفا دے دی ورنہ بعض مفسرین کے نزدیک وہ ایسے بیمار ہوئے تھے

کہ ان کے گھاؤ اور زخموں کے اندر ڈیڑھ ڈیڑھ گز لمبے کیڑے تھے اور قرآن مجید میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کیڑوں کی محبت عطا فرما دی تھی اگر کوئی کیڑا باہر نکل جاتا تھا تو اٹھا کر اپنے زخم میں رکھ لیا کرتے تھے۔ عزیزان من کبھی بیمار جسم کو گھبرانا نہیں چاہیے اگر اطباء' معالجین اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں وہ اللہ کے شافی ہونے کا مراقبہ کیا کرے رات کو دس منٹ روزانہ اور گیارہ دفعہ یہ کہا کرے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے' الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے انشاء اللہ بغیر دوا کے اس کی توانائی بڑھ جائے گی ہمت بڑھ جائے گی پست ہمتی اس کی دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ بغیر دوا کے شفاء دیدیں۔ شفاء کا انحصار ادویات کے اندر نہیں ہے اس بات کو یاد رکھئے معالجین کے پاس شفاء نہیں ہے ادویات میں شفاء نہیں ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے شفاء کبھی ادویات سے نہیں ہوا کرتی کبھی اطباء سے نہیں ہوا کرتی شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے اوپر سے یہ یاد رکھئے شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے کتابوں میں آتا ہے جب طبیب نسخہ لکھتا ہے تو وہ نسخہ بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتا ہے اور وہ دوائیں عرض کرتی ہیں بارالہ اے ہمارے مولا جیسا آپ کا حکم ہوگا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گی اور اس کے مطابق ہمارا اثر ہوگا جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہمارے اندر اثر پیدا ہوگا یاد رکھئے دوا موثر نہیں ہے موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے اس میں کوئی

تاثیر نہیں، آگ میں جلانے کی تاثیر نہیں وہ تو انکے حکم سے جلاتی ہے **قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاہِیْمَ** کیا کہا انہوں نے اے آگ تو ہمارے ابراہیم کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا ارے بھئی اتنی ٹھنڈی ہوجائے کہ جم جائے قلفی ہوجائے وہ بھی تو اذیت کی بات ہے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا اتنی ٹھنڈی ہوجا کہ ہمارے ابراہیم کیلئے تو خوشگوار ہوجا اللہ تعالیٰ نے نار نمرود کو حضرت ابراہیم کیلئے گلزار بنا دیا۔ گلزام ابراہیم کے نام سے پرانے زمانے کی ایک کتاب ہمارے بچپن میں ملا کرتی تھی اور حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ کا وعظ بھی ہے ملت ابراہیم تو عزیزان من گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ آپ کیجئے۔

مراقبہ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"

اگر آپ کا کام مخلوق کے حلقے میں رکا ہوا ہے آپ مراقبہ کیجئے اللہ کے وکیل ہونے، اللہ کے کفیل ہونے کا انشاء اللہ اس سوچ و مراقبہ کی برکت سے گرہ کھل جائے گی، تالا کھل جائے گا، مراقبات سے تالے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی قوتِ خیالیہ، قوتِ متفکرہ، قوتِ ارادیہ کے اندر بڑی طاقت رکھی ہے لیکن یہ طاقت مراقبات سے آتی ہے اس راز کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہ طاقت بڑی دولت ہے جو آج میرے حضرت کی برکت

سے بیان ہو رہی ہے۔ مخلوقاتی ماحول میں آپ کا کام رکا ہوا ہے نماز کے بعد بیٹھ جایئے اور سوچنے لگئے میرا مولا وکیل ہے، کارساز ہے، میرا مولا کفیل ہے، میرے لئے کافی ہے، انشاء اللہ جب آپ ان کے وکیل ہونے کا اور کفیل ہونے کا مراقبہ کریں گے تالا کھل جائے گا جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے۔

مراقبہ "علیم و خبیر"

اسی طریقے سے میرے عزیزو! بہت سے مراقبات ہیں بہت سے مراقبات ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق کیوں فرمائی **اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللطیف الخبیر** جی! کیا وہ نہیں جانتا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ارے وہ بڑا باخبر ہے باریک بیں ہے سینوں کے حالوں کو بھی جانتا ہے **یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ** وہ اتنا جانتا ہے کہ تمہاری نظروں کا استعمال کیسا ہے کس خیانت کے ساتھ ہے اور اندر تم کیا لئے ہوئے ہو دل میں تم نے کیا کیا خیالات اختیاری طور پر پکائے ہوئے ہیں۔ میرے عزیزو آج بہت بڑی دولت کا بیان ہوا ہے یہ بڑی دولت آپ کو ہدیتا" پیش کی گئی ہے مراقبات دراصل فکر قلبی کا نام ہے اور مراقبات کی تعلیم قرآن مجید میں بھی جابجا ہے اور احادیث میں بھی جابجا ہے **اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ**

وَمَثْوٰکُمْ وہ جانتے ہیں تم کس طرح چل پھر رہے ہو اپنے گھر میں کس طرح تم رہتے ہو۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے مجمع سے زیادہ تنہائی کے اندر باادب ہونا چاہیے میرے حضرت کا یہ مذاق تھا کہ تنہائی میں زیادہ باادب ہونا چاہیے کیونکہ ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور ایک بات یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بڑوں کا سبھی ادب کر لیتے ہیں کوئی چھوٹوں کا ادب کر کے دکھلائے انشاء اللہ اخلاق مہذب ہو جائیں گے جو چھوٹوں کے ساتھ صحیح طریقے سے پیش آئے گا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص۔ یہ بھی میرے حضرت نے فرمایا کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ جس کا برتاؤ اکرام کا ہوگا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص ہدایت سے نہیں ڈگمگائے گا۔ بڑی اونچی بات فرما گئے۔ آخری نصائح میں یہ بات فرمائی تھی کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ رہ کر اپنی نگرانی کرنا ایسا انسان کبھی ڈگمگایا نہیں کرتا، بڑوں کا ادب کر لینا یہ سب کیلئے آسان ہے، لیکن چھوٹوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا جو واقعتاً" آپ کے چھوٹے ہوں اور آپ کے قابو میں ہوں وہاں اپنے آپ کو مہذب بنائے رکھنا اور ان کا اکرام کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے اسی طریقے سے صنفِ نازک، جنسِ لطیف، آپ کی بیوی آپ کی ماتحت ہے آپ کا پورا قابو ہے اس کے اوپر لیکن اس کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا اس کو شرعی دوست تسلیم کرنا اور اس کے مزاج کی رعایت کرنا اور اس کی غلطیوں سے اکثر وبیشتر درگزر کرنا دیکھئے پھر کتنا تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ میرے حضرت

نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی مطعون کرے طعنہ دے کہ میاں فلانا جو ہے وہ بیوی کا غلام ہوگیا ہے لیکن خانہ داری کے اندر گھر اس کا اچھا چل رہا ہے اولاد کی تربیت ہورہی ہے تو اس طعنے کو بھی برداشت کرجاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو تمہارے حال کو جانتے ہیں کہ تم کس طرح درگزر کرکے اللہ کے تعلق کو حاصل کررہے ہو۔

خلاصہ وعظ

بے حد ضروری ہیں یہ مراقبات اور یہ میں نے عرض کردیا کہ زمانہ اسباق کے اندر اذکار نہیں کرائے جاتے ہاں ایام رخصت کے اندر ان کو اذکار میں لگنا چاہیے اور ہمیں بھی اپنے کسی استاد باطن سے اپنے لئے اذکار تجویز کرانے چاہیں اور اشغال مشروط ہیں شیخ وہ اپنی نگرانی میں کراتا ہے کسی کیلئے چاہتا ہے کسی کیلئے نہیں چاہتا یہ صواب دیدی مسئلہ ہے بصیرت کا مسئلہ ہے، لیکن مراقبات سب کیلئے ہیں، عورتوں کیلئے بھی، مردوں کیلئے بھی، جس طرح مردوں کے لئے اسی طرح عورتوں کیلئے، جس طرح مشغول حضرات کیلئے اسی طرح فارغ حضرات کیلئے، جس طرح فارغ حضرات کیلئے اسی طرح مشغول حضرت کیلئے، لہذا مراقبات کی تعلیم قرآن و حدیث کے اندر جابجا موجود ہے مراقبہ گہری سوچ کا نام ہے، فکر قلبی کا نام ہے، دل کو بیدار کرنے کا

نام ہے۔ میں نے مختلف مراقبات پیش کئے تمثیلات کے ساتھ پیش کیے تفصیلات کے ساتھ پیش کئے اللہ تعالٰی ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی بفکر توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سالکین کے لئے قیمتی نصیحتیں

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنے حضرت کی چیدہ چیدہ نصیحتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں عجیب بات فرمائی اور خود بھی عجیب وغریب تھے

شانِ عبدیت

ارشاد فرمایا کہ عبادت کر کے غرور کرنے والے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے۔ عجیب بات فرمائی ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں غلامی کو۔ اب

بتایئے کہ غلام غلامی بجالائے اور غرور کرے کیا منہ ہے اسکا۔ وہ اس قابل ہے کہ غلام رہ کر اور غلامی میں ہو کر غرور کرے۔ توبہ توبہ بہت بری بات ہے۔ اپنی حیثیت کو تو سوچ کہ میں کیا ہوں۔ میں فلاں ہوں اور غلامی میرا کام ہے۔ اب غلامی کی حالت میں غلام رہ کر غرور کرنا بے جوڑ بات ہے۔ اُس کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں اپنی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم غلام ہیں اور ہمہ وقتی غلامی میں مصروف رہنا ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی نعمتیں خوب برتو لیکن غلام بن کر۔

اور بڑا شرف ہے کہ ہمارا تعلق غلام ہونے کا ہے اور یہ تعلق رابطے کا تعلق ہے ضابطے کا نہیں ہے چاکری کا تعلق ہے نوکری کا نہیں۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بس یہ کہ میں اتنی دیر کام کروں گا یہ کام کروں گا اور تنخواہ پاؤں گا۔ کام کیا اور چلا گیا اور اگر دیر ہو گئی تو وہ اوور ٹائم شمار ہوتا ہے۔ لیکن غلام کی شان کچھ اور ہے۔ ابھی بچوں کا پیشاب پاخانہ اٹھا رہا ہے۔ اور اگر کوئی آقا کو اہم بات پیش آگئی تو مقرب ہے۔ آقا نے اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ مشورہ دے رہا ہے۔ ارے غلام بننے میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق رابطے کا ہوتا ہے۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے لیکن جو مزہ اور لطف رابطے میں ہوتا ہے۔ وہ ضابطے میں کہاں ہے۔ اب بتایئے غلام غلامی کے اندر مشغول ہے۔ اور پھر غرور۔ بے جوڑ بات ہے۔ اباجی فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر وہ گناہ گار ہے

جس نے گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلیا اور غرور کہا جاتا ہے دھوکہ کھانے کو غلام ہو کر دھوکہ کھا رہا ہے توبہ توبہ۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگنے کی علامت

اور عجیب بات فرمائی کہ اللہ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ یعنی اس کا دل چپکا ہوا نہ ہو۔ زہد مطلوب ہے اور مومن کو زاہد ہونا چاہئے اور زہد کی آسان تعریف یہی ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ اباجی ہمیں زاہد بنا رہے ہیں زہد مطلوب دلوا رہے ہیں اور زاہد تر بنا رہے ہیں زاہد خشک نہیں خشکی سے کام نہیں چلتا خشکی میں سختی ہوتی ہے اور تری میں نرمی ہوتی ہے بعض آدمی انجانے پن کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے ورع اور اپنے زہد پر اپنے بیوی بچوں کو کستے ہیں۔ اپنے گھر والوں کو کستے ہیں۔ یہ بات غلط ہے آپ کا ورع اور زہد آپ کے ساتھ ہے اور ان کا ورع اور زہد ان کے ساتھ۔ اور حاصل ان کو بھی ہے لیکن اپنی کیفیات پر دوسرے کو کسنا نہیں چاہئے۔ یہ غلط بات ہے ہمارے حضرت اس کے خلاف تھے۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں حالانکہ ابھی توکل کی اسے ہوا بھی نہیں لگی۔ رضا بالقدر پورا پورا ہونا چاہئے یہ فرض ہے۔ لب کشائی بالکل نہ ہو۔ قدر اور تقدیر کے مسئلہ پر لب کشائی کی بالکل

گنجائش نہیں ہے یہ مسئلہ سمجھنے کا نہیں ہے ماننے کا ہے۔ ایک مرتبہ آپ دولت کدہ سے باہر مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ وسلم میں تشریف لائے۔ کچھ آدمی باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہو رہی ہے آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو۔ اباجی نے فرمایا کہ یہاں سے مسائل سلوک پیدا ہوگئے یہاں سے نکل رہے ہیں اور نکالے جا رہے ہیں مربی کو حق ہے کہ اپنے متعلقین سے پوچھے کہ کیا کر رہے ہو۔ کیا بات ہو رہی ہے۔ صحابہ نے صاف صاف عرض کر دیا کہ تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ طالبین سالکین کو اپنے مربی سے بات چھپانی نہیں چاہئے بلکہ پوری پوری بات بتانی چاہئے دیکھا اباجی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں اسے استدلال نہیں کہتے۔ اور استنباط اسے کہتے ہیں کہ سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر پہنچنا اور وہاں سے غوطہ لگا کر لعل و گوہر نکال کر اوپر لانا۔ آگے شیخ کو حق ہے کہ سالکین کو گفتگو سے منع کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مربی تھے۔ آپ نے فرمایا خبردار جو اس مسئلہ میں کلام کیا اس مسئلہ کا ادب خاموش رہنا ہے۔ اس مسئلہ میں کلام نہ کرنا کوئی تذکرہ تبصرہ نہ کرنا۔ مسئلہ سلوک کا واضح ہو گیا کہ مربی کو حق ہے کہ طالبین کی خیر خواہی کی خاطر کسی بھی مسئلہ میں ان کو خاموش رہنے کی تعلیم دے۔ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ حضرت والا نے سنایا تھا۔ کہ موت کا تکیہ لگا کر سویا کرو اسی تکیے پر جمعہ کے علاوہ حضرت کی دو مہینے تک مجلس ہوتی رہی

جمعہ کے روز اپنے پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا وعظ من و عن بعینہٖ بلا تشریح کے سنایا کرتے تھے' اور مجلس عام اور بڑی مجلس جمعے کی ہوتی تھی۔ اور پورا ہفتہ حضرت حوالہ دیتے رہتے تھے۔ کہ جمعے کو وعظ میں نہیں سنایا تھا حضرت والا تھانوی کی بات پر کان دھرنے چاہئیں عمل کرنا چاہیے' حضرت والا نے یہ فرمایا تھا۔ حضرت مسیح الامت رحمتہ اللہ علیہ کو سارا وعظ مستحضر رہتا تھا۔ تو جمعہ کے علاوہ دو مہینے تک حضرت غوث پاک کے اس ارشاد پر مجلس ہوتی رہی۔ اباجی نے اس کا خلاصہ بیان فرمایا کہ موت کو تکیے کے نیچے رکھ کر سویا کرو اگر اٹھا کرو تو زندگی کی امید مت رکھا کرو۔ شیطان نے بھی خوب پٹی پڑھائی ہے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جی موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ واہ واہ ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں یہ تو طے شدہ چیز ہے۔ اور کہتے یوں ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں جب چاہے آجائے۔ جب چاہے کیسے آجائے گی کیا وہ اپنی مرضی سے آجائے گی۔ ہر ایک کو شکم مادر کے اندر یہ پیغام دیا گیا کہ تیرا نام یہ ہے اور تیرا کام یہ ہے اور تو اس وقت دنیا سے واپس ہوگا۔ یہ تین پیغام ملتے ہیں تب باہر تشریف لانا ہوتا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

یہ تو زندہ رہنے والوں کی نادانی ہے کہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس ہم یوں ہی دفناتے رہیں گے ایسے ہی عیادت کرتے رہیں گے۔ ایسے ہی تعزیت کرتے رہیں گے میرے عزیز! عنقریب تیرا نمبر لگا ہوا ہے۔ ادھر شکم مادر میں پیغام

دیا گیا وہ تو بھولا نہیں ہے بلکہ تجھے بھلا دیا ہے' یہ بھلانا بھی ان کا احسان سمجھ ورنہ زندگی اجیرن گزرتی اگر کسی سے یوں کہہ دیا جائے اور صحیح تاریخ بتلادی جائے کہ دس سال کے بعد فلاں تاریخ کو تیری موت واقع ہو جائے گی تو کیا وہ دس سال راحت میں گذریں گے یا زحمت میں گذریں گے' توبہ توبہ! زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بس دن ہی گنتا رہے گا۔ کہ اب اتنے دن ہوگئے' اب اتنے باقی رہ گئے اور ایک آدمی مومن ہے ایمان کی حلاوت میں اور اطاعت میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور چند منٹ کے بعد دنیا سے جانے والا ہے لیکن بے فکر ہے مگن ہے اور مست ہے۔ تو بعض چیزوں سے ناواقفیت بھی دراصل احسان خداوندی ہے کہ اس بات سے ناواقف رکھا جائے گا۔ یاد رکھئے! زندہ رہنے پر تعجب ہے کہ یہ زندہ کیسے ہے مرجانا چاہئے تھا۔ آپ ماہرین امراض بدن سے پوچھئے وہ آپ کو بتلائیں گے کہ تعجب ہے کہ یہ انسان زندہ کس طرح ہے؟ حالانکہ کیسے کیسے جراثیم ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایک انچ جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر خناق کے جراثیم نہ ہوں۔ اور خناق کے جراثیم میں کوئی جرثومہ بدن میں داخل ہو جائے تو نرخرے کو توڑ کر رکھ دیتا ہے اسی وقت دم نکال دیتا ہے۔ اب بتلایئے ایسے جراثیم کے ساتھ زندہ رہنا تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ یوں کہتے ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

استحضارِ موت کا حکم

موت کا استحضار ماموربہ ہے اور یہ اعمال صالحہ میں سے ہے حدیث شریف میں صاف آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ غیر شہدا بھی ایسے ہوں گے جن کو شہدا کے درجے نصیب ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جو موت کو یاد رکھتے ہوں گے اور ایک روایت میں صاف آتا ہے کہ جو دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ استحضار موت ماموربہ عمل ہے جس سے دلوں کا زنگ معاصی کے دھبے جو دل پر پڑجاتے ہیں جو دل کو کالا کردیتے ہیں وہ اس سے زائل ہوجاتے ہیں دل کا صیقل ہوجاتا ہے رگڑا لگتا ہے زنگ دور ہوجاتا ہے۔ پالش آجاتی ہے صیقل پالش کو کہتے ہیں۔ اور موت کو بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا تمہارے بھلانے سے نہیں آئے گی؟ ضرور آئے گی۔ ساری دنیا جراثیم سے بھری ہوئی ہے ایک تل دھرنے کو جگہ ایسی نہیں ہے جو جرثومات سے پاک ہو۔ اور ان جراثیم کے اندر رہتے ہوئے ذات باری تعالیٰ نے آپ کو حیات ناسوتی دی ہوئی ہے۔ کیسے زندہ رکھا ہوا ہے! یہ ان کا کرم ہے۔

دنیا میں آنا اللہ کا احسان ہے

اور انہوں نے ہمیں دنیا میں بھیج کر اور بندہ بنا کر خدا کی قسم احسان فرمایا ہے ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ عالم ارواح کے اندر ہم مثل چیونٹیوں کے تھے ہم ترقی نہیں کر سکتے تھے اس دار الغرور میں بھیج کر احسان فرمایا ہے اور ترقی کی راہیں کھول دیں۔ پتہ چل جائے گا کہ کوئی کیا ترقی لے کر گیا ہے۔ جو کم ترقی والے ہوں گے۔ ان کو ذات باری تعالیٰ کا دیدار جمعے جمعے کے روز ہوا کرے گا اور ترقی یافتہ اہل جنت کو ہر روز دیدار ہوا کرے گا اور جنتوں میں بھی ایسی جنت ان کو دی جائے گی جہاں پر ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست باآسانی اور بے تکلف نصیب ہوتی رہے گی۔ یہاں پر یہ ریاضت و مجاہدے کی قدر نہیں کرتے اسے کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ وہاں قدر ہوگی اور ذکر میں لگتے نہیں اس کی وہاں قدر ہوگی؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اہل جنت کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی کوئی تکلیف نہیں ہوگی البتہ اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں جو اوقات بغیر ذکر کے گزرے ہیں وہ اچھا نہیں کیا اور یہ دوسری بات ہے کہ اس حسرت و افسوس پر دنیا کی سی تکلیف اور تعجب نہ ہوگا۔ ایسے اوقات پر افسوس ہوگا کہ برا کیا وہ اوقات بھی ذکر اللہ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ تاکہ بات آج کسی اور جگہ پہنچی ہوئی ہوتی۔

گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھے

بہت سے ارشادات کا خلاصہ ابا جی نے فرمایا کہ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو گناہ کو بڑا سمجھو۔ یہ دیکھو کہ یہ کس کی نافرمانی ہے خالق اکبر مالک کی نافرمانی ہے توبہ توبہ! اور فرمایا جس نے گناہ کو چھوٹا سمجھا اس نے خدا کو چھوٹا سمجھا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! ایسا معمولی سا سمجھا ہوا ہے۔ معاصی سرزد ہو رہے ہیں گناہوں کا صدور ہو رہا ہے مگر کسی بات کا فکر ہی نہیں ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پریشانی کا صرف ایک موقع ہے وہ یہ کہ جب گناہوں کا صدور ہو تو اس وقت جتنا بھی پریشان ہو کم ہے' اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے تو یہ موقع ہے پریشانی کا۔ ظاہری گناہوں سے بھی بچنا چاہئے باطنی گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' عقائد کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' معاشرے کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے اور اخلاقیات کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے۔ ہر قسم کے گناہوں سے 'چھوٹے گناہوں سے بھی اور بڑے گناہوں سے بھی۔

گناہ کو اچھی نظر سے دیکھنا برا ہے

بعض لوگ گناہ کرتے تو نہیں ہیں مگر جو لوگ کرتے ہیں ان کو دیکھنا ان

کو پسند ہے وہ بھی اس میں شریک ہیں۔ ایک چال یہ بھی چلی ہوئی ہے۔ ہم تو چونکہ فقیر ہیں۔ سائل ہیں' کوچے کوچے کے اندر' گلی گلی کے اندر صدا لگاتے پھرتے ہیں تو کچھ باتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ تو ایک یہ بھی ہے کہ خود معصیت کرتے تو نہیں ہیں مگر مبتلائے معصیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی گناہوں سے مانوس ہوئے۔ حالانکہ بالکل نفرت مطلوب ہے۔

ایک دفعہ اباجی کے ساتھ لاہور میں کار میں سوار ہو کر ایک جگہ جانا ہوا تھا۔ لاہور میں میدان کے اندر کچھ لڑکے نیکر پہنے ہوئے کھیل رہے تھے۔ اباجی نے فرمایا' **واذا مروا باللغو مروا کراما** ابھی قاری ایوب صاحب تلاوت کر رہے تھے تو یہ بات مجھے یاد آگئی' آپ نے بہت محبت سے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے۔ اس طرف دیکھنے کی' جب ہم مشغول نہیں ہیں ہمیں پسند نہیں ہے تو پھر دلچسپ نگاہوں سے نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا کیسا! کار میں پانچ آدمی تھے اباجی نے نصیحت فرمائی: **وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا**۔ آپ نے فرمایا: یہ بری بات ہے۔ گناہوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ معاصی سے نفرت ہونی چاہئے مگر گناہ گار سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ تو چونکہ وہ کھیلنے والے نیم عریاں ہیں ہم ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ اور دل میں دعا کرلیجئے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔ معاصی جہاں پر سرزد ہوں وہاں سے بھاگنا چاہئے۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگنا چاہئے۔

نفس کی ہر وقت نگاہ داشت کیجئے

اور ایک نصیحت یہ فرمائی کہ نفس کی ہر وقت نگرانی رکھے' ہم نے دیکھا ہے کہ کچے مکانوں کے اندر بل ہوتے ہیں اور ان بلوں اور سوراخوں کے اندر سانپ رہتے ہیں اور وہاں رہنا بھی ہوتا ہے کھانا پکانا بھی ہوتا ہے۔ بچے بھی ہوتے ہیں' اب کیا کریں پختہ عمارت نہیں ہے۔ چوہوں نے جو سرنگیں بنائی ہیں وہ دراصل سانپوں کے گھر بنا رہے ہیں یہ قاعدہ ہے اللہ تعالیٰ کھدائی کا کام چوہوں سے لیتے ہیں اور رہائش کا کام سانپوں سے کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک سانپ نے چوہے کو سالم نگلا' لیکن پورا نگلا نہیں گیا' اس کے گلے میں آکر پھنس گیا بہت تڑپا چوہا باہر نہیں نکل سکا تو چوہا تو اندر مرگیا اور یہ سانپ باہر تڑپ تڑپ کر مرگیا..... نفس کی نگرانی کی بات ہو رہی ہے۔ گھر میں چوہوں نے بلیں بنا دیں سرنگیں بنا دیں اس میں سانپ آکر رہنے لگے گھر والو کو علم ہے کہ کبھی کبھی ان کی دم نظر آتی ہے کبھی کبھی ان کا منہ نظر آتا ہے۔ تو کوئی پتھر لگا دیتا ہے۔ کوئی اس کے اوپر کچھ اور چیز لگا دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی رہتے ہیں' مگر اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز لگا دیتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ زہریلے سانپ ہیں مکان چھوڑ کر دکان چھوڑ کر جاتے نہیں' نگرانی رکھتے ہیں دن میں بھی رات میں بھی' رات کو موم بتی چراغ وغیرہ جلا کر تھوڑی سی روشنی کر کے بھی رکھتے ہیں' تاکہ کیڑے باہر نہ

آجائیں کیونکہ باہر روشنی میں آتے ہوئے ڈرتے ہیں' اندھیرے میں جلدی نکل آتے ہیں' ان سے بچنے کے لئے بالکل چوکس رہتے ہیں کہ کہیں وہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے' ارے! وہ مارِ بل جو بل میں سانپ ہے وہ کیا نقصان پہنچائے گا جو مار آستین آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ ہر وقت یہ نفس امارہ آپ کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔ بمعہ اپنے پھن کے اور اپنے زہر کے' ڈسنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اس سے زیادہ نگرانی اس کی کرو' ان بلوں سے زیادہ اس مار آستین کی نگرانی کرو' یہ آستین کا سانپ ہر وقت تیار رہے۔ اور تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور تمہاری گھات میں ہے۔ ڈسنے کے لئے اور زہر ڈالنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ کہیں کا نہیں چھوڑتا' ذرا سی کوئی اچھی بات ہو گئی چار آدمیوں نے مصافحہ کرلیا دعا و سلام کرلیا اپنے کمال کا خود ہی معتقد ہو جاتا ہے۔ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ**۔ یہ تو اللہ کی توفیق اور عطا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور ان کی توفیق شامل حال نہ ہو اور ان کی عطا نہ ہو تو یہ کس چیز کا کمال ہے۔ یہ تو ہمارے اندر نرا زوال ہی زوال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کے اندر زوال آجائے اور یہ نعمت سلب ہو جائے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نعمت کے زوال کا خطرہ لگا رہنا یہ عجب کے خاتمے کا سبب ہے۔ عجب بہت بری بیماری ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حسد

اور عجب بہت دیر سے جاتا ہے' عوام تو عوام خواص میں بھی پایا جاتا ہے۔ حنین کے اندر دیکھ لیجئے آزمائش آگئی اور قرآن مجید نے بتلا دیا کہ عجب کی وجہ سے آئی ہے۔

نفس کی نگرانی بہت ہی ضروری ہے اور ہر وقت ضروری ہے۔ ایسا دشمن جس کا یقینی طور پر علم ہو کہ گھات میں لگا ہوا ہے۔ تو ہمیں بھی اس سے بچنے کے لئے' دفاع کے لئے ہر وقت چوکس رہنا چاہئے۔ اس کے مقابلے کے لئے مجاہدے کی مشق کو ضرور برقرار رکھنا چاہئے' یہ نہیں کہ ایک دفعہ نفس کی مخالفت کرلی' مجاہدہ کرلیا' معاصی سے بچ گئے اور مشق کو قائم نہ رکھا تو بہت برا مارے گا چاروں شانے چت کردے گا' کہیں کا نہیں چھوڑے گا' لہریں اٹھتی رہتی ہیں کہ یہ خوبی یہ کمال' یہ پندار ہے اور عجب ہے۔ ہوشیار رہو' اس سے اپنے آپ کو بچالو' صحابہ کرام نے اس سے نقصان اٹھایا ہے اگر تم اس میں مبتلا ہوگئے تو طغیانی آجائے گی اور تم برباد ہوجاؤ گے۔

گناہوں سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے

اور فرمایا کہ گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عبادت نہ کرو' حضرت ضرورت کا درجہ بتلا رہے ہیں یہ منشاء ہے۔ یہ منشاء نہیں ہے کہ عبادت نہ کرے۔ گناہ سے بچے اور ویسے

کامیابی بھی گناہوں سے بچنے کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق دے کہ ہر قسم کے معاصی سے بچتے رہیں' اور ہم اپنے آپ کو بچائے رکھیں' ہر ناپسندیدہ چیز گناہ ہے' کیا تفصیل میں جایا جائے' نور ایمان اور نور تقویٰ خود ہی بتلا دیتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتنا نور تقوی کا اور نور ایمان کا سب کو عطا کیا ہے کھٹک پیدا ہو جاتی ہے' بندے کا ضمیر اور قلب جھنجھوڑتا ہے۔ کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ تو گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔

تھوڑی حلال روزی زیادہ حرام روزی سے بہتر ہے

اور فرمایا کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے' ہر طرح بہتر ہے' لقمہ حلال کی بات ہی کیا ہے۔ الحمد للہ خیالات بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں' رات کا اٹھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ نیکی کی طرف طبیعت چلنے لگتی ہے۔ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ آداب دعا میں سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا لقمہ حلال کا عادی ہو' رزق حلال کا نور عجیب و غریب ہے۔ مفتیان کرام جس چیز کو حلال قرار دیں بس کافی ہے۔ اور شک نہ کرے' تو اباجی فرمایا کرتے تھے کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے ہر طرح بہتر ہے۔

قناعت میں عزت ہے

فرمایا ' عزت قناعت میں ہے۔ ہمیشہ قانع رہے جو مل جائے بس یہی سمجھئے کہ بہت ہے۔ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں جلال آباد سے بعض حضرات اساتذہ کسی زمانے میں چلے گئے تھے۔ سب سے کم تنخواہ جلال آباد میں تھی بڑے بڑے حضرات کی ایسی ہی تنخواہ تھی وقت ایسا ہی تھا کیونکہ جیسی آمد ویسا خرچ' اسی کے تحت حضرت نظام چلاتے تھے۔ ایک دو حضرات چلے گئے مرے سامنے کی بات ہے بہت پرانی بات ہے ۔ ان حضرات کا پہنچنا ہی ہوا تھا' معافی مانگ کر پھر واپس آگئے۔ رمضان' عید' بقرعید کے موقع پر ان کے بچوں کو' گھر والوں کو جو دینے کا معمول تھا اباجی نے وہ برقرار رکھا اور فرمایا کہ میرے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے۔ اور مدرسے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے لیکن ایک روز فرمادیا تھا کہ پچھتائیں گے اور پچھتا کر واپس آجائیں گے' یہی ہوا بڑی تنخواہ کو چھوڑ کر پھر اسی چھوٹی تنخواہ پر آگئے' اور معافی مانگی' پھر میری ان سے بات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا محسوس ہوا آپ پھر واپس آگئے۔ کہنے لگے کہ کیا پوچھتے ہو' اباجی کے بغیر تو وقت کاٹنا ہی مشکل ہوگیا' ارے ! تنخواہ کی زیادتی کو چھوڑو' ایسی صحبت اور ایسی شفقت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ ایک

بات ایک عالم نے بتلائی کہ جب تک ہم یہاں تھے کبھی مقروض نہیں ہوئے جب وہاں بڑی تنخواہ پر پہنچے تو مقروض ہو گئے۔

ابا جی نے فرمایا کہ عزت قناعت میں ہے اللہ تعالٰی ہمیں قناعت نصیب فرمائے کہ جو بھی چیز ہم کو ملے بس ہم اسی کو کافی سمجھیں' اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھیں' اور راضی رہیں اس کو قناعت کہتے ہیں' اللہ تعالٰی ہمیں قانع بنائے' متوکل پہلے بن جاتے ہیں قانع بنتے نہیں ارے! جب تک قناعت نہیں ہوگی توکل کیسا' قناعت ہے نہیں اور دعوی توکل کا ہے' توکل کا نہیں تاکل کا ہے۔

مضبوط صبر

اور فرمایا مضبوط' قوی اور طاقت ور صبر یہ ہے کہ اپنے حصے پر راضی رہے۔ اور فرمایا کہ مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے یہ بات مردانہ ہے کہ علم دین سیکھے جس کے ساتھ عمل کامل ہو اور اخلاص ہو اور اخلاص کی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اس کو ٹٹولتا رہے۔ صاف کرتا رہے کہ یا اللہ تیری رضا کے لئے ہے۔ بار بار اس کی تجدید کرتا رہے' تو علم دین سیکھنا اس پر عمل کرنا اخلاص کے ساتھ مردانگی ہے اور مردانگی کی بات پہلوانوں میں ہوتی ہے' اولیاء میں ہوتی ہے' صوفیاء نے مرد اولیاء کو کہا ہے۔ پہلوانوں

کو نہیں کہا' اور فرمایا کہ پہلوان وہ ہے جب طبیعت میں غضب ہو اور غصہ ہو اس کو پی جائے' یہ پہلوان ہے۔

بعض آدمی تو چاہتے ہی نہیں ہیں کہ غیظ و غضب کی طبیعت سے ان کو شفا حاصل ہو جائے بلکہ فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارا غصہ نہیں دیکھا' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** دیکھئے انہوں نے کہاں چاہا کہ شفا ہو جائے' ہر وقت ناک پہ غصہ رکھا ہے' گھر میں بگاڑ آرہا ہے دکانداری تباہ ہو رہی ہے کاروبار متاثر ہو رہا ہے' اباجی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کی آدھی اصلاح دکان پر ہوتی ہے' اور آدھی خانقاہ میں' تو پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ صورت آسانی کی ہے۔ اب آدھا کام دکان پر ہو جائے تو صورت آسانی کی ہے یا نہیں؟ باقی آدھا کام خانقاہ میں ہو جائے' ایسے ویسے آدمی کہہ جاتے ہیں کہ مولانا بنتے ہیں بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں' کوالٹی میں فرق کر رکھا ہے' جھوٹ کے دام بڑھا رکھے ہیں اس وقت ضبط کرنا چاہئے غصہ پی جانا چاہئے' اگر الجھو گے تو دو گاہک اور خراب ہوں گے' یہ تو کہہ کر چلا جائے گا' یہ سب باتیں اباجی فرما رہے ہیں' کیا عجیب باتیں ہیں!

حضرت نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے ضبط اور غصہ کی ایک مثال بھی دی کہ پنساری کی دکان پر جو ایلوا ہوتا ہے۔ شہد کسی چیز سے خراب نہیں ہوتا' مگر ایلوے کو شہد میں ڈال دو' شہد خراب ہو جائے گا۔ شہد میں بڑی تاثیر ہے' مغلیہ بادشاہوں کے زمانوں میں آم شہد کے گھڑوں

میں ڈال کر رکھے جاتے تھے۔ شہد کے گھڑوں میں ڈبو دیتے تھے اور آم بھی پکے نہ کہ کچے' سال دو سال کے بعد نکالتے آم ترو تازہ نکلتا تھا' اللہ تعالیٰ نے شہد کو یہ تاثیر بخشی ہے۔ لیکن اگر شہد میں ایلوا ڈال دیا جائے تو شہد بگڑ جاتا ہے فرمایا بالکل اسی طرح جس طرح شہد ایلوے سے خراب ہو جاتا ہے' غصہ سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ خون جلتا ہے۔ صحت نہیں پنپتی۔ جب چہرے پر دیکھو خشکی معلوم ہوتی ہے۔ بے رونق بے زینت رہتا ہے۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو بڑی غصیلی طبیعت کا ہے' اس سے بچنا چاہیۓ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ بھی کوئی انسان ہے جس میں محبت کا گھر نہ ہو' مومن کی شان تو یہ ہے کہ محبت کا گھر اس کے اندر ہو' دوسرے مومنوں کو اس کی طرف سے الفت ہو لگاؤ ہو۔ پیار کی کیفیت ہو نہ کہ بھاگنے کی کیفیت ہو' دوسرے لوگ بھی تیرے غیظ و غضب سے الرجی ہو رہے' بہت بری بات ہے۔ اور مرد' اللہ والے ہوتے ہیں اور مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے اور اس پر کامل اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔

نیک کام سے نیک صحبت بہتر ہے

ایک نصیحت حضرت کی اور سن لو' تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃ ۔ دس نصیحتیں' ہو جائیں گی۔ نیک کام سے بہتر نیک صحبت برے کام سے بدتر

بری صحبت' فرمایا کرتے تھے کہ نیک کام سے بہتر نیک صحبت اس لئے ہے کہ نیک کام میں بڑی سے بڑی توفیق شامل حال ہو سکتی ہے۔ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے۔ اور بری صحبت میں بڑی سے بڑی برائی سرزد ہو سکتی ہے' گھر اس کا برباد ہو سکتا ہے کافر ہو سکتا ہے۔

خطبات التوحید میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات لائے ہیں' آج سے چالیس سال پہلے میرے پاس یہ کتاب تھی اور اس وقت وہ اسی سال پہلے کی چھپی ہوئی تھی' اس وقت میں نے مطالعہ کیا تھا' اباجی کے ساتھ ابتدائی تعلق تھا' اس میں لکھا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ صبح کو مومن شام کو کافر' شام کو مومن تو صبح کو کافر ہو گا' آگے سبب بتلایا کہ یہ صحبت بد کا نتیجہ ہو گا' غلط قسم کے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے' اور یہ ان کی تائید کر کے بے ایمان ہو رہا ہے' بیوی کو نکاح سے نکال رہا ہے حج کو باطل کر رہا ہے' تو نیک کام سے بہتر نیک صحبت اور برے کام سے بدتر بری صحبت اس سے بچنا چاہئے بھاگنا چاہئے' بری رفاقت سے گندی رفاقت سے بھاگنا چاہئے' ایمان کے لالے پڑ جائیں گے۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

یہ طرز نصیحت تھا ہمارے حضرت کا' خون پسینہ ایک کر دیا ایسی شفقت فرمائی' کیا عرض کیا جائے' دیکھئے! کیسی کیسی نادر باتیں فرمائی ہیں' چھانٹ چھانٹ کر ایسی باتیں لائے ہیں تاکہ یہ کچھ بن جائیں ان کا بھلا ہو جائے'

دارین کی بھلائی حاصل کرلیں، ان کی اصلاح ہوجائے، اللہ کا تعلق حاصل کرلیں ان کی اصلاح ہوجائے، اللہ کی محبت حاصل کریں، مردانگی اور ولایت کی شان انکے اندر پیدا ہوجائے، دین آجائے، صحیح عمل آجائے، مقامِ اخلاص حاصل ہوجائے، ایسی دردمندی اور شفقت تھی، اللہ ہم سب کو اباجی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ ہمیں فہمِ سلیم اور عقلِ مستقیم عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالعلوم نیوکاسل میں طلبأ سے خطاب

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ﷺ

الحدیث : اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس بابرکت دار العلوم کی مسجد میں دو سال کے بعد دوسری حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد اللہ وطن ہی سے قلب میں تقاضا تھا کہ میں دالعلوم نیوکاسل ضرور جاؤں گا۔ اور میرا اس میں اپنا فائدہ ہے ہر انسان اپنی منفعت کا غرضی ہوتا ہے۔ الحمد اللہ تقاضا تھا کہ جب بھی افریقہ کا سفر ہو گا تو میں دار العلوم ضرور جاؤں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے بلا استحقاق دوبارہ یہ سعادت عطاء فرمائی کہ میں آج اپنے عزیز طلباء کی زیارت کر رہا ہوں اور ان کے مابین حاضر

ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علوم نافعہ سے نوازے اور آپ کے علوم کے فیضان کو ہم تک پہنچائے اور امت مسلمہ آپ سے فیض یاب ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب دعا

میں نے آپ کے سامنے ایک مسنون دعا کی تلاوت کی ہے اور یہ یقیناً آپ کے حسب حال ہے کیونکہ کوئی مسئلہ امداد الٰہی کے بغیر حل نہیں ہوتا۔ اور اللہ سے اس میں مدد مانگنی چاہئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب طریق سے اس دعا کے اندر اللہ سے مدد مانگنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ اور واضح اشارہ کردیا کہ اگر اللہ کی امداد تمہارے شامل حال ہوگی تو ان ان حالتوں سے ہوگی اے اللہ! میری مدد فرمایئے اور کیسے فرمایئے! سبحان اللہ! خود ہی کہلوا رہے ہیں کہ یوں کہتے جایئے کہ میرے علم کے ساتھ میری مدد فرمایئے۔ اور مجھے زینت اور رونق عطا فرمایئے حلم کے ذریعے۔ اور حلم اس متانت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تواضع ہو' سنجیدگی ہو اور بردباری ہو۔ علیم کو حلیم بھی ہونا چاہئے۔ اور مجھے بزرگی نصیب فرمایئے اپنا تعلق نصیب فرمایئے پرہیزگاری کے ساتھ۔ یعنی میں گناہوں سے بچا رہوں جب علم کے ذریعے میری مدد ہو' حلم کے ذریعے میری زینت ہو اور بزرگی تقویٰ کے ذریعے ہو۔ تو اس سے انوار کی کیفیت پیدا ہوگی اس میں کہیں

تا زنہ آجائے خودپسندی نہ آجائے یا اللہ جو جمال مجھے علم، حلم اور تقویٰ کے ذریعے حاصل ہوگا۔ اے الہ العلمین یہ جمال مجھے عافیت کے ساتھ عطاء فرمایئے کہ میں کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں بلکہ وہ جمال عافیت کے ساتھ چاہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

اللہ تعالیٰ ہماری علم کے ذریعے مدد فرمائیں اور حلم کے ذریعے مزین فرمائیں۔ بزرگی، اکرام اور اپنی نسبت عطاء فرمائیں تقویٰ کے ذریعے اور عافیت کے ساتھ ہمیں جمال عطاء فرمائیں۔

علم کا حلم سے جوڑ

میرے حضرت نے ایک مرتبہ عجیب بات فرمائی کہ جانتے ہو کہ جڑواں کسے کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا حضرت! جب دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوں تو اسے ہمارے ہاں جڑواں کہا جاتا ہے۔ فرمایا! بالکل اسی طرح علم اور حلم جڑواں ہیں علم اس نور کا نام ہے جس سے ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اور حضرت اس پر کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے کہ علم اور حلم یہ دونوں جڑواں ہیں اور صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بے حد ضروری ہے۔ ہلکا پن

نہ ہو، چھچھورا پن نہ ہو اور عمل میں کوتاہی نہ ہو یہ ساری باتیں ان کے اندر ہونی چاہیں۔ تب ہی تو لوگ ان سے استفادہ کریں گے۔

اور ایک مرتبہ فرمایا کہ علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے ار۔ بھائی! جب تم امام بن رہے ہو تو پھر عمل میں کمزوری کیسی، عمل میں کمزو، نہیں ہونی چاہئے۔

علماء کا مقام

اور عالم کی فضیلت بہت زیادہ ہے عالم کی فضیلت تو نفس علم کی بناء پر ہے لیکن اگر وہ صالح ہو اور باعمل ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اور حضرت کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں فرماتے تھے کہ عالم کی شان میں کوئی شخص اشکال یا نکیر پیش کرے۔ اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ توبہ کا طریقہ وہ تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کیا بعید ہے کہ انہوں نے توبہ خالصہ کے بعد اللہ سے خاص تعلق قائم کرلیا ہو۔ اور تم نکیر کرکے اپنے آپ کو خراب کرلو اور سوء خاتمہ کی طرف چلے جاؤ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کا اکرام بہت زیادہ ہونا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخ طریق فقیہ ہونا چاہئے صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہو۔ ورنہ اس کے سلسلے میں گمراہی پھیلے گی خالص صوفی نہ ہو بلکہ فقیہ بھی ہو۔ دین کی باریک سمجھ رکھنے والا ہو۔ اور

اتنا علم اس کے پاس ہو کہ وہ خود بھی بخوبی چل سکے اور دوسروں کو بھی چلا سکے ورنہ ایسے سلاسل کے اندر خطرہ ضلالت کا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے میدان میں آپ کی امت کو حکم ہوگا کہ جنت کی طرف چلو۔ خیر! آپ کی امت جنت کی طرف رواں دواں ہوگی تو اس امت کے علماء نہیں جائیں گے ذات باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس امت کے علماء ٹھہر جائیں عام لوگوں کے ساتھ نہ جائیں۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء ٹھہر جائیں۔ میں اہل قیامت پر ان کے مقام اور منصب کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہوں یہ فرما کر ان کو روک لیا جائے گا۔ اور ان کو شفاعت کا حق دیا جائے گا کہ تم جس کو چاہو گناہ گار ساتھیوں کو بخشوا کر لے جاؤ۔ بھرے میدان محشر کے اندر اس امت کے علماء کا مقام اور منصب دکھلایا جائے گا اس امت کے علماء کا بہت بڑا درجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وارث ہیں اور ظاہر ہے کہ یہاں پر جو اساتذہ ہیں وہ بھی وارثان نبی ہیں ان کا بہت ادب کرنا چاہئے۔

حضرت مسیح الامتہ کی طلباء کو نصیحتیں

میرے حضرت دینی مدارس کے طلبہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز با جماعت کا اہتمام اور تلاوت کی پابندی ہو تلاوت میں کمزوری نہیں آنی چاہئے زمانہ اسباق میں اور زمانہ کتب میں بہت سے حضرات منزل کے پابند نہیں رہتے قرآن مجید ان کا کچا ہوجاتا ہے اس طرف سے غفلت نہ برتیں۔ آج وہ جتنا بھی تلاوت کا اہتمام کریں گے اتنا ہی علمِ نافع ان کو حاصل ہوگا اور یہ بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ والی زندگی اختیار کرو۔ اساتذہ کا ادب کریں، کتب کا ادب کریں، درسگاہ کا ادب کریں، مدرسہ میں داخل ہوں، دخیل نہ ہوں۔ داخل ہونے کا تو سب کو حق ہے مگر دخیل ہونے کا کسی کو حق نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے مہتمم کے ساتھ اساتذہ کی جانب سے خوب حسن ظن رکھا جائے اور ان کو اپنا محسن تسلیم کیا جائے اور نہ بدگمانی مہتمم کی طرف سے ہو اور نہ ہی انتظامیہ کی جانب سے ہو۔ یہ بہت ہی بری بات ہے آپ کو کیا معلوم کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اس کے بعد کچھ انتظامات کرتے ہیں۔

اختلاط سے اجتناب

اور ایک نصیحت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ اختلاط سے احتیاط ہو اور اس پر خود حضرت مسیح الامت کا عمل رہ چکا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ قیام میں حضرت مسیح الامت اور حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی صاحب دامت برکاتہم ایک ہی حجرے میں رہتے تھے آپ حضرات کو حیرت ہوگی کہ کوئی خاص تعلق ان حضرات کے مابین نہیں ہوا۔ کوئی دوستی ان میں قائم نہیں ہوئی بس اپنے اپنے کام میں دونوں مشغول رہتے تھے فراغت کے بعد تعلقات قائم ہوئے اور پھر ایسی محبت ہوگئی کہ پھر ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ حضرت مسیح الامت کا جب ۱۳ نومبر ۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا تو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سفر پر تھے جب انہوں نے وفات کی خبر سنی تو لرز گئے کانپ اٹھے شدت کا بخار طاری ہوگیا۔ اتنے متاثر ہوئے کہ دیگر مشاغل ان کو چھوڑنے پڑے ایسا تعلق تھا اور حضرت بھی ان کا بہت اکرام فرماتے تھے بہت لحاظ فرماتے تھے اور بہت ہی محبت فرماتے تھے دیکھئے! یہ بھی تو حضرات تھے۔

اختلاط کی حقیقت

کسی طالب علم نے یہ اشکال پیش کیا کہ اختلاط کسے کہتے ہیں ہم جو ایک

استاد کے ہاں سبق پڑھتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے تکرار کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے۔ اس سے مراد کونسا اختلاط ہے۔ حضرت مسیح الامتہ نے فرمایا یہ تو اجتماع برائے اسباق ہے اجتماع برائے مطالعہ اور اجتماع برائے تکرار ہے یہ اختلاط نہیں ہے ایک ہی استاذ کے پاس پڑھ رہے ہیں اسباق میں شریک ہیں اور پاس پاس بیٹھتے ہیں۔ وہی بیٹھنے والے جب باہر نکلتے ہیں تو کوئی چٹکی لیتا ہے کوئی کہنی مار کر کہتا ہے یار بہت دن ہوئے ملاقات نہیں ہوئی کہاں تھے یہ ہے اختلاط۔ اور کہتا ہے کہ آؤ ہوٹل چلیں چائے پئیں تفریح کے لئے چلیں' یہ بھی اختلاط ہے اس اختلاط سے روکا جاتا ہے۔ خرابی کی ابتداء اس اختلاط سے ہوتی ہے جس سے ہمارے اکابر نے منع فرمایا ہے حضرت والا کے یہاں یہ دو نصیحتیں خاص طور پر تھیں۔

اور میں ناشتے سے پہلے حضرت مہتمم صاحب سے عرض کررہا تھا کہ حضرت بڑے بڑے علماء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ غصہ پاس نہ آئے اور تمام طلباء کو یہ عام نصیحت تھی کہ اختلاط سے پرہیز کرو۔ علم حقیقی جبھی آئے گا جب اختلاط سے بچا جائے گا جب تم اتنی محنت کررہے ہو گھر سے تم باہر ہو والدین کی نہ معلوم کتنی آرزوؤں پرپانی پھرا ہوا ہے ورنہ آج کے دور کے ماں باپ بس یہی چاہتے ہیں کہ بچہ ذرا سا بڑا ہو اور کھانے کمانے کے قابل ہو اور ہمیں کہیں سے کما کرلا کردے۔ دیکھا جائے جو والدین مدارس دینیہ

میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں یہ ان کا بڑا ایثار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ ان کو دونوں جہاں میں عطاء فرمائے آج کے دور میں یہ بہت بڑی قربانی ہے باہر نکل کر دیکھیں تو ماحول بالکل متضاد ہے۔ اس دور میں بچے کو بیس پچیس برس کی عمر تک فارغ رکھنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا یہ بہت بڑی بات ہے بڑے ایثار کی بات ہے۔ تو ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ طلباء کے لئے خاص طور پر یہی نصیحت فرماتے تھے کہ اختلاط سے پرہیز کرو اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو غیر ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل نہ ہو بالخصوص امارد کے ساتھ بالکل نہ ہو۔

ایک حکایت

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک طالب علم آیا اور آکر عرض کیا۔ بڑے ابا! اگر اجازت ہو تو ہم عصر کے بعد تفریح کے لئے صحراء کی طرف اور جنگل کی طرف چلے جائیں؟ حضرت تھانوی کو بڑے ابا کہا کرتے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ ساتھ کون جائے گا؟ اس نے اپنے ہم جماعت کا نام بتلا دیا۔ وہ لڑکا اس کا ہم عمر تھا اور وہ دونوں عاقل اور بالغ تھے حضرت نے اجازت دے دی اور وہ چلے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جو منصبِ اصلاح پر بیٹھتا ہے غیب سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اچانک کسی نے آکر اطلاع دی کہ وہ دو طالب علم جو صحرا کی طرف گئے ہیں مدرسہ کا ایک ناسمجھ، نابالغ چھوٹا طالب علم ساتھ تھا۔ حضرت نے فوراً تینوں کو طلب فرمایا۔ تینوں حاضر ہوگئے حضرت نے اس اجازت لینے والے سے پوچھا کہ جب میں نے تم سے معلوم کیا تھا کہ تمہارے ساتھ کون جائے گا تو تم نے اپنے ہم جماعت کا نام لیا تھا۔ اس بچے کا نام تو نہیں لیا تھا۔ اب اس نے بات بنائی۔ بڑے ابا ہم دونوں کا ہی ارادہ تھا بغیر کہے یہ ہمارے ساتھ ہولیا ہم کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا: اچھا! تم دونوں اس طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے حضرت نے بچے سے پوچھا کہ تم ان کے سامنے صحیح صحیح بات بتلاؤ۔ کہ پہلے سے پروگرام تھا یا یہ دونوں جارہے تھے اور تم ساتھ ہولیے؟ اس نے کہا بڑے ابا! پہلے سے پروگرام تھا انہوں نے مجھ سے کہا ہوا تھا کہ تجھے بھی سیر کے لئے لے جائیں گے یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں ان کے منہ پر کہتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ نہیں ہولیا بلکہ یہ مجھے بلا کر لے گئے ہیں۔ اس پر حضرت نے ان سے کہا کہ کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی! صحیح کہہ رہا ہے حضرت بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا چھوٹے بچے کو تو رہنے دیا ان دونوں کی خطا ثابت ہو چکی تھی ان کا خارجہ فرمادیا۔

مہتمم سے حسن ظن

دیکھئے! اہتمام کے اندر مادہ "ہم" کا ہے۔ یہ بے چارے غم میں گھلے جاتے ہیں ہمیں کیا معلوم پڑھانے والوں کو اور طالب علموں کو، کہ کہاں کہاں کے غم ان کے سر پڑے ہوئے ہیں اور پھر ہم ان سے بد گمانی برتیں توبہ! توبہ! معاذ اللہ! حسن ظن رکھنا چاہئے اور یاد رکھیے بدگمانی کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔ اور ظن حسن کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ چاہے جتنا آپ کسی سے حسن ظن رکھیں اس پر آپ کو ثواب حاصل ہوگا اور اللہ کی رضاء اور اس پر قرب حاصل ہوگا۔

طلبِ علم کی نیت

عزیزان من! ایک نصیحت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں اپنی نیت درست کرلو۔ اب نیت کیا ہونی چاہئے۔ دو باتیں فرمایا کرتے تھے نیت یہ ہونی چاہئے کہ عمل کروں گا۔ اور پڑھاؤں گا۔ ابتداء ہی سے ذہن تدریس کا ہونا چاہئے آج ہمارے پاکستان میں ہزاروں نوجوان لڑکے فارغ ہورہے ہیں اور ایسے مدارس جن میں دورہ ہوتا ہے بے شمار ہیں۔ کوئی زراعت کی طرف چلا جاتا ہے کوئی صنعت کی طرف نکل جاتا ہے کوئی

تدریس کی طرف جاتا ہے لیکن تدریس کی طرف لگنے کا شوق نہیں، اتنے فارغ ہونے والوں میں مشکل سے صحیح معنی میں دس پانچ تدریس کی طرف جاتے ہیں حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ فارغ ہونے کے بعد ابھی کمزور اور خوار حالت ہوتی ہے اپنے اساتذہ کے قریب رہ کر زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں کا مطالعہ ہو۔ اور جہاں جہاں نقائص اور خامیاں رہ گئی ہوں ان کو پورا کرو اور تدریس میں لگو بہت کچھ علم کی روشنی حاصل ہوگی۔ ختم بخاری کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری طالب علمی ختم نہیں ہوئی آپ حضرات کی صحیح طالب علمی کا دور اب شروع ہو رہا ہے۔

طالب علم کی تعطیلات

اور کافی نصیحت فرماتے تھے کہ تعطیلات میں یہ وقت اپنے بزرگوں کے مشورہ سے کسی اللہ والے کی خانقاہ میں لگاؤ۔ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم کے لئے جس قدر مدرسہ ضروری ہے تقریباً ویسی ہی ضرورت تربیت کے لئے خانقاہ کی ہے اس دارالتزکیہ میں جاؤ کیوں آپ اپنی تعطیلات کے وقت کو خراب کرتے ہو۔ کسی اللہ والے کے پاس جا کر اللہ اللہ کرنا سیکھو۔ اللہ کا نام لینا سیکھو۔ رذائل کی اصلاح کراؤ۔ عام طور پر ہمارے اندر حسد پایا جاتا ہے اور عجب پایا جاتا ہے کوئی ہمارا ساتھی اچھا تکراری ہے اچھی

کتابیں نکال رہا ہے سہ ماہی، ششماہی، سالانہ میں اچھے نمبر لے آیا ہم اس کے ساتھ حسد کرنے لگتے ہیں۔ حسد تو حابط اعمال ہے۔ بہت بری بات ہے اس پر جلتے ہیں اور خالی جلنا نہیں بلکہ اس نعمت کا زوال چاہتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ترقی انہیں کیوں ہوئی اس کی ترقی ختم ہو جائے یہی تو حسد ہے۔ توبہ! توبہ! بعض زیرک اور ذہین طالب علم اپنے کمالات کو اساتذہ کا فیض نہیں سمجھتے بلکہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں کہ میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میں فلاں فلاں کتاب میں یوں چلتا ہوں، یوں سمجھ لیتا ہوں آئندہ آنے والا سبق ایک روز پہلے ہی سمجھ لیتا ہوں۔ یہ عجب ہے، گھمنڈ ہے اور خود پسندی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بناء پر نعمت میں زوال آجائے یا نعمت سلب ہو جائے یا جو نعمت بڑھ رہی تھی وہ گھٹ جائے۔ توبہ! توبہ!

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِعْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ ○

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح دعا تعلیم فرمائی کہ اس طرح پناہ مانگ لیجئے۔ کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور جو پناہ مانگتا ہے وہ زوال نعمت سے ان کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی دی ہوئی نعمت میں زوال ڈال دیں۔ اور مجھ سے وہ نعمت چھن

جائے۔ جو ذات عطا فرمانے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے۔ ڈرنا چاہئے اور میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں یہ چین و سکون اور عافیت واپس نہ ہوجائے۔ اور کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار نہ ہوجاؤں۔ اور جَمِیْعِ سَخَطِکَ یا اللہ میں آپ کی جیسی بھی ناراضگی ہے، جیسی بھی خفگی ہے، اس کے جیسے بھی عنوانات ہیں، جتنی بھی قسمیں ہیں، میں سب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اپنی حفاظت میں لے لیجئے۔ تو عزیزان من! حسد سے بھی اپنے آپ کو بچائیے اور عجب سے بھی اپنے آپ کو بچائیے۔

دیکھئے حنین کے اندر بس اتنی سی بات ذہن میں آگئی تھی کہ آج تعداد بھی ہماری زیادہ ہے اور اسلحہ بھی پورا ہے۔ بس دو دو ہاتھ کرکے جلدی سے فارغ ہوکر واپس مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اپنے اوپر نظر چلی گئی۔ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ دیکھ لیجئے وقتی طور پر کتنی پریشانی پیش آئی۔

حضرت مسیح الامتہ کی تحقیق لطیف

حضرت مسیح الامہ کی تحقیق لطیف، میرے حضرت اس کو ھزیمت اور شکست تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے کہ نہ شکست احد میں ہوئی اور وقتی شکست بھی نہیں ہوئی اور نہ حنین میں ہوئی اور نہ طائف میں ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ شکست اسے کہتے ہیں کہ فوج

چاہئے تتر بتر ہو جائے مگر سپہ سالار بھی اپنی جگہ چھوڑ دے۔ تو سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے اندر حملہ ہونے کے بعد دس دن قیام فرمایا پورا عشرہ لگایا شکست کہاں ہوئی۔ یہ سوچنا غلط ہے اس کو وقتی شکست بھی نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حنین کے اندر آپ جمے رہے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ اور پھر آپ نے حضرت عباس سے یہ آواز لگوائی چونکہ آپ رفیع الصوت تھے' بلند آواز والے تھے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو یاد کرو۔ تم اللہ کے رسول کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سب کے سب جمع ہو گئے لیکن آپ نے ایک انچ سرکنا گوارا نہیں کیا۔ اور اسی طرح جنگ احد کے اندر ایک انچ نہیں سرکے۔ حضرت مسیح الامت اس بات کے قائل تھے کہ نہ وقتی شکست احد میں ہوئی نہ حنین میں ہوئی اور نہ ہی طائف میں ہوئی' شکست اسے کہتے ہیں کہ سپہ سالار اپنی جگہ چھوڑ دے اور آپ نے جگہ کو نہیں چھوڑا بلکہ طائف میں بھی دس دن تک قیام فرمایا جبکہ پنڈلیاں لہولہان ہو چکی تھیں اور نعلین کے اندر خون جم چکا تھا اس کے باوجود دس دن تک قیام فرمایا۔

تو عزیزان من! حسد اور عجب سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے یہ خطرناک رذیلے ہیں کتنے خطرناک ہیں! اس کو علماء اور مشائخ جانتے ہیں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عوام تو عوام خواص میں سے بھی یہ دو رذیلے بہت دیر سے نکلتے ہیں اور شیخ کو بڑی نگرانی کرنا پڑتی ہے بڑی

ترکیبیں اختیار کرنا پڑتی ہیں تاکہ ان دو رذیلوں کی جڑ نکل جائے۔

طالب علم مجاہد بھی ہے اور مہاجر بھی

اور طلبِ علم میں مشغولی جہاد میں مشغولی ہے۔ آپ اللہ کے راستے میں ہیں ملائکہ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طلبِ علم کے اندر مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کے اندر مشغول ہے۔ یہ طلباء مجاہدین ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک اعتبار سے یہ مہاجرین بھی ہیں اللہ کے لئے نفس کُشی کر رہے ہیں نفس کا مقابلہ کر رہے ہیں خواہشات کو پامال کر کے اللہ کا دین سیکھ رہے ہیں۔ اور گھر کے عیش و آرام کو چھوڑ کر نقل مکانی کر کے مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر قیام پذیر ہیں۔ یاد رکھیۓ! آپ دارالاقامہ میں اصحاب صفہ کی سنت زندہ کر رہے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر رہنا یہ اصحاب صفہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ یہاں رہتے ہوئے علمِ نافع کے حصول میں خوب محنت کے ساتھ باعمل رہیں۔ لیکن تدریس کا 'پڑھانے کا ارادہ رکھیں۔

تصوف کی حقیقت اور ضرورت

باقی تصوف کی طرف سے کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہوّا نہیں ہے بلکہ بہترین مزے دار حلوہ ہے۔ یہی جسمانی صفائی کو ہم میں سے کون پسند نہیں کرتا۔ جس طرح جسمانی صفائی کو ہم پسند کرتے ہیں روحانی صفائی کو بھی پسند کرلیں، سیدھی سی بات ہے کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سہارنپور تشریف لائے۔ اور آکر حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت بتلایئے کہ تصوف کس چیز کا نام ہے۔ حضرت شیخ نے فوراً فرمایا کہ تصوف نام ہے تصحیح نیت کا۔ حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ تصوف "**انما الاعمال بالنیات**" سے شروع ہوتی ہے اور "**ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" پر پورا ہوتا ہے آسان سی بات ہے اور کوئی بات قرآن و سنت سے باہر نہیں ہے۔ آپ مشائخ دیوبند کے حالات کو دیکھئے اور بزرگوں کے سوانح حیات ضرور دیکھئے۔ تذکرۃ الرشید، تذکرۃ الخلیل، سوانح قاسمی، اشرف السوانح، میں طلبہ کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ چھٹی کے وقت میں اپنے بزرگوں کی سوانح ضرور پڑھیں کہ ہمارے اکابرین کے کیا کیا حالات ہیں؟ حضرت شیخ کی آپ بیتی کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انشاء اللہ آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے حضرات نے علم و عمل کے میدان میں کیا کیا کام

انجام دیئے؟ کیسا کیسا کام کیا ہے؟ آپ کو حیرت ہوگی اور اس سے انشاء اللہ آپ کو استقامت حاصل ہوگی۔

طالب علم کیلئے مسیح الامتہ کا قیمتی مشورہ

زمانہ اسباق میں میرے حضرت دو چیزوں کے مطالعے کا مشورہ دیا کرتے تھے اس سے کتابیں سہل ہوجاتی ہیں اور علم میں ترقی ہوتی ہے۔ بہشتی زیور اور مواعظ اشرفیہ۔ فرمایا کہ جتنے بھی نکات ہیں وہ سب کے سب مواعظ میں آتے رہتے ہیں اور تعطیلات میں وقت کسی اللہ والے کی خانقاہ میں"دارالتزکیہ میں لگایا جائے اور وہاں پر بزرگوں کی سوانح کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کا نام سیکھا جائے۔ طلبہ برادری کے سامنے یہ مختصر سے میرے معروضات ہیں جو ایک مسافر کی طرف سے ہدیہ ہے امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور مسافر کی دعا رد نہیں کی جاتی میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اللہ تعالیٰ نفس امارہ کی اماریت سے بچائے شیطان کے بہکانے سے بچائے اور علوم نافعہ آپ کو عطاء فرمائے آپ کو مزید صالح بنائے آپ کے علم میں اور اعمال صالح میں ترقی ہو۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ○

سلسلہ نمبر ۷

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۷

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ــــ پاکستان

فہرست مضامین

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبرے بنام افادات فاروقی حاضر خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرت اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہو رہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی' اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

موجودہ دور بہت مصروفیت کا ہے! ذرہ ہر شخص اس مصروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی مصروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرت اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جا رہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کر کے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعت اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیش نظر حضرت اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہو رہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرت اقدس و دیگر اولیاء کرام' علماء حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگ در شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کثرتِ ذکر

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ ...... پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ○

توفیق الٰہی سے سورۃ احزاب کی ایک آیت مبارکہ آپ کے سامنے تلاوت کی گئی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔

موضوع سخن

اہل ایمان کو خطاب ہے اور کثرت ذکر کا حکم ہے تو ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں انشاء اللہ اس وقت عرض کرنی ہیں۔
حضرت فرماتے ہیں کہ جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن و حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی ہے۔ اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں بے پرواہی یا سستی کرکے

حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا۔ کیسی بے جا اور بری بات ہے۔ پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے؟ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے گنتی یاد رکھنے کے لئے یا اس لئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے یہ "مذکرۃ" ہے۔ ذکر یاد دلانے والی ہے تو تسبیح رکھنا جائز ہے۔

شیطانی دھوکہ

اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا۔ یہ بات غلط ہے۔ ریا چپکتی نہیں پھرتی بلکہ ریا نیت اور ارادے سے ہوتی ہے۔ جب نیت آپ کی صحیح ہے تو پھر کوئی ڈر نہیں۔ آپ ذکر الٰہی کے لئے تسبیح ہاتھ میں رکھ سکتے ہیں۔ اس میں دکھلاوا نہیں ہے شیطان کا بہکاوا ہے۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھے بزرگ سمجھیں اور اگر یہ نیت نہیں ہے تو دکھلاوا نہیں ہے اس کو دکھلاوا سمجھنا۔ ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا۔ یہ شیطان کا دھوکہ ہے وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔

اور وہ ایک دھوکہ یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہے اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس سے کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو یہ بھی غلطی ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہوجائے اور نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیۓ۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائیں تاکہ اور زیادہ ثواب ملے۔

اخلاص کی حقیقت

بہت سے آدمی اخلاص کے بارے میں بہت گھبرایا کرتے ہیں کہ صاحب میرے اعمال کے اندر میرے ذکر کے اندر اخلاص نہیں ہے۔ للھیت نہیں ہے' خلوص نہیں ہے۔ دیکھیۓ! اخلاص نیت' خلوص نیت یہ امر اختیاری ہے۔ جب آپ نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا کہ میں اللہ کا نام اللہ کے لئے لیتا ہوں میں رضائے الٰہی کے لئے نماز پڑھتا ہوں رضائے الٰہی کے لئے تلاوت کرتا ہوں وغیرہ وغیرہ تو حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ جب اس کے خلاف خیال خود نہ لائے اس وقت تک اخلاص قائم ہے۔ مثلاً جب آپ

نے اپنے اختیار سے یہ ارادہ کرلیا کہ یہ کام میں اللہ کے لئے کرتا ہوں۔ اپنے ارادے سے آپ نے یہ خیال جمالیا' یہ نیت کرلی۔ یہ ارادہ کرلیا کہ یہ کام خالص اللہ کے لئے ہے۔ اس میں میری کوئی غرض وغایت نہیں ہے۔ اب جب تک یہ اپنے اختیار سے دوسرا خیال اس کے خلاف نہ لائے گا اخلاص قائم رہے گا۔ مقامات باطنہ میں جس طرح دیگر مقامات اختیاری ہیں اس طرح اخلاص بھی اختیاری ہے۔ جیسے توحید اختیاری ہے' شکر اختیاری ہے' اسی طرح اخلاص بھی اختیاری ہے آسان سی بات ہے۔ اب اس میں فرق ایک بات کا رہ جاتا ہے۔ درجہ رسوخ اور کمال کا..... تو جیسی آپ کی محنت ہوگی۔ جیسا آپ کا ارادہ ہوگا۔ اور بار بار آپ تجدید اخلاص کرتے جائیں گے' رسوخ ہوتا چلا جائے گا' وہ بات الگ ہے۔ لیکن اخلاص کا درجہ ہر مسلمان کو حاصل ہوجاتا ہے۔ جب وہ ارادہ کرلیتا ہے کہ یہ کام میں اللہ کے لئے کررہا ہوں اور اس کے خلاف اپنے اختیار سے پھر وہ خیال نہیں لاتا تو اخلاص قائم رہا۔ اس لئے شیطان کے چکر میں نہیں پڑنا چاہئے کہ میرے پاس اخلاص کی دولت نہیں ہے۔ میں اخلاص سے خالی ہوں۔ ہاں! محنت یہ کرے کہ اخلاص میں استقامت اور رسوخ ہو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے عمل کے شروع میں بھی اخلاص کا ارادہ کرلے' عمل کے بیچ مین بھی' عمل کے آخر میں بھی' بار بار تجدید کرتا رہے۔ اس سے انشاء اللہ اور استقامت پیدا ہوگی رسوخ اور

کمال کا درجہ حاصل ہوگا۔

ذکر کا عظیم فائدہ

ذکر کے بہت سے فائدے ہیں۔ بے شمار فضائل ہیں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے۔ "**فاذکرونی اذکرکم**" حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا۔

ذکر لسانی اور ذکر حقیقی

میں یہاں ایک بات عرض کردوں کہ ذکر دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے ذکر لسانی اور ایک ہوتا ہے ذکر حقیقی۔ اس بات کو سمجھ لیجئے انشاء اللہ اگر یہ بات سمجھ لی اور تھوڑی سے توجہ اور کوشش آپ نے فرمائی تو امید ہے کہ آپ ذاکرین میں سے ہوجائیں گے' اور غافلین سے بچ جائیں گے تو "ذکر لسانی" زبان سے اللہ کو یاد کرنا یہ بھی اختیاری ہے اور ایک ہے "ذکر حقیقی" وہ یہ ہے کہ مذکور یعنی ذات باری تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔ حق تعالیٰ شانہ' کے حکموں کی پابندی کی جائے۔ سادہ الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ اتباع شریعت...... یہ ہے "ذکر حقیقی" تو جب

ان کے احکام کی خلاف ورزی سے بچے گا' عدول حکمی سے بچے گا۔ تو ان کی عنایات بندے پر زیادہ ہوجائیں گی اور یہی عنایت کا زیادہ ہونا ہے جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا "میں تم کو یاد رکھوں گا"

صاحب نسبت بننے کا نسخہ

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ صاحب نسبت بننے کا کیا نسخہ ہے؟ فرمایا کہ "دوام طاعت اور کثرت ذکر" کثرت ذکر سے مراد ذکر لسانی ہے۔ اور دوام طاعت سے مراد اتباع شریعت ہے۔ آدمی دو باتوں کا اہتمام کرلے۔ دوام طاعت یعنی اتباع شریعت کا اہتمام کرلے۔ کثرت ذکر اور ذکر لسانی میں لگا رہے۔ اور ذکر لسانی کے ساتھ قلب کو متوجہ رکھے۔ انشاء اللہ کامیاب ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ہوجائے گا۔ مقام ولایت اس کو حاصل ہوجائے گا۔

ان کی نسبت ان کی دوستی حاصل کرنا..... فرض ہے۔ نفل میں کلام نہیں ہو رہی ہر مسلمان کو صاحب نسبت بننا فرض ہے۔ نسبت کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اور نسبت ہی کا نام بزرگی ہے۔ فرمایا! **والذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا و علی جنوبھم**' ایسے لوگ جو ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی' بیٹھے بھی' لیٹے بھی۔

اور آگے فرمایا کہ اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر خواہ اپنے دل میں یعنی آہستہ آواز سے عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور خواہ زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ صبح وشام.... صبح وشام کا مطلب؟ ہمیشہ اور غفلت والوں میں سے مت ہونا۔

ضرب وجہر کا حکم

آج کل ضرب اور جہر مناسب نہیں ہے۔ ضرب وجہر اور بہت زور سے ذکر کرنا یہ کوئی ثواب کی بات نہیں ہے۔ لیکن کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں اور علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے۔ لیکن اس میں نائم اور مصلی کی پوری رعایت کرنی چاہئے۔ سونے والے کی اور نماز پڑھنے والے کی پوری رعایت کرنی چاہئے۔ اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دلوں پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت میں یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے ورنہ گناہ ہوگا۔

اور فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**' خوب سمجھ لو' آگاہ ہو جاؤ! باخبر ہو جاؤ! جان لو!

کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ میں بقسم عرض کرتا ہوں۔

اطمینان و سکون کہیں نہیں ملے گا۔ سوائے اللہ کی یاد کے' سوائے ان کے نام مبارک کے' اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا نام مبارک لینے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ اس طرح سے حق تعالیٰ اور بندے میں تعلق بڑھ جاتا ہے۔ اور اطمینان کی جڑ یہی تعلق ہے۔

فرمایا! سجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ ان کو نہ کسی چیز کا خریدنا اللہ کی یاد سے غفلت میں ڈالتا ہے۔ اور نہ کسی چیز کا بیچنا اور نہ ہی نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے روکتا ہے۔ **ولذکر اللہ اکبر**' اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یعنی اس میں بہت بڑا ثواب اور بہت بڑی فضیلت ہے۔ اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔

بھائی! ذکر کی توفیق اللہ سے طلب کرتے جاؤ' دل ہی دل میں دعا کرتے جاؤ۔ یا اللہ! آپ کے ذکر مبارک کا بیان ہو رہا ہے ہمیں بھی توفیق دے دیجئے۔ ہمیں ذاکرین میں سے کر دیجئے۔ دلوں میں بڑے بند لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ لوگ بڑی طویل دینی باتیں بھی کرتے ہیں۔ لیکن ذکر کی طرف سے غافل ہیں۔

قلب کا جاری ہونا

بعض یوں کہتے ہیں کہ صاحب! قلب جاری ہوگیا۔ ہمارے ہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ ہم تو سب سے حسن ظن رکھتے ہیں۔ یوں قلب کی طرف انگلیاں مار مار کے قلب کو پھڑکنے والے بناتے۔ تھوڑی دیر تو پھڑکتے رہے بعد میں وہ لوگ نمازوں کے بھی پابند نہ رہے۔ یاد رکھئے! یہ ذکر قلبی نہیں ہے۔ قلب کا جاری ہونا نہیں ہے۔ قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ ہر وقت فکر ہو جائے کہ جائز بات کون سی ہے اور ناجائز کون سی ہے۔ جائز کو میں اپنالوں ناجائز سے بچوں۔ یہ ہے قلب کا جاری ہونا۔ لوگوں نے قلب کے پھڑکنے کا نام قلب کا جاری ہونا رکھ لیا ہے' یہ بات غلط ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا۔ فکر آخرت آپ کو دامن گیر ہو جائے۔ ہمہ وقت اپنے عیوب پر نظر رہے۔ رذائل کی اصلاح کا فکر رہے۔ یہ فکر قلبی ہے۔ یہ فکر قلبی نام ہے ذکر قلبی کا۔ اس بات کا اہتمام کیجئے۔ یہ ہے قلب کا جاری ہونا قلب تو اللہ پاک نے سب کا جاری فرما دیا ہے آپ ذرا اس سے کام لیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی صلاحیت اور استعداد طلب کیجئے۔ قلب سب کا جاری فرما دیا ہے یہ کوئی بات نہیں ہے۔ یہ نظری باتیں ہیں۔ بازیاں ہیں یوں انگلی ماری قلب جاری ہو۔ دیکھو تو بعد میں فرض نمازوں کے بھی پابند نہیں رہے۔ ایک دفعہ تو وہ شہرت کر گئے' اپنی

بات چکھا گئے بہرحال یاد رکھئے! یہ باتیں فائدے کی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو اختیار بخشا ہے۔ آپ اختیار سے کام لیجئے۔ امور اختیاریہ کے اندر کوتاہی نہ برتئیے۔ کسی اللہ کے مقبول سے اپنے لئے ذکر تجویز کرائیے۔ اور ذکر لسانی کے ساتھ دوام طاعت یعنی اتباع شریعت کا خاص اہتمام کیجئے۔ تب آپ کو ذکر لسانی کا فائدہ حاصل ہوگا۔ یہ ماموراتمیں سے ہے ذکر لسانی جو ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت بڑا عمل ہے اس سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت مبارکہ حاصل ہوتی ہے۔

ذکر الٰہی کی نیت

ایک بات میں بیچ میں عرض کردوں کہ اللہ کا ذکر دو ارادوں کے ساتھ کیجئے کہ اس نام مبارک کی مجھے برکت بھی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی حاصل ہو۔ حصول محبت الٰہی کے لئے اور برکت کے لئے اللہ کا نام مبارک لیجئے۔ اس سے انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ **انما الاعمال بالنیات**' یہ یقینی بات ہے کہ تمام نیک اعمال کا دارومدار نیتوں کے اوپر ہے۔ ہمارے اکابر نے نیتیں بتلائی ہیں۔ نیات کی تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے مجھے برکت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کی برکت

سے ان کی محبت حاصل ہو۔ اس نیت سے ذکر کیجئے۔ جب اس نیت کے ساتھ آپ ذکر کریں گے انشاء اللہ آپ کو فائدہ ہوگا۔

ترک تعلقات کا مطلب

یاد رکھیئے! آج کثرت کلام نے ' فضول کلامی نے ' بلا ضرورت کلام نے ہمیں تباہ و برباد کردیا ہے۔ قرآن پاک میں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ۔ کیا مطلب؟ کہ سب سے ترک تعلق کرو! ارے نہیں ' الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا تعلق تمام تعلقات پر غالب رہنا چاہیے۔ یا اللہ! آپ ایسا ہی کردیجئے۔ ہم آپ سے التجا کرتے ہیں سارے جائز تعلقات باقی رہیں۔ ادائے حقوق کی توفیق ہوتی رہے۔ لیکن سب سے زیادہ اپنا تعلق نصیب فرما دیجئے۔ ارے! اللہ تعالیٰ کا تعلق کام آئے گا۔ **قدافلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی** ○ ' کامیاب ہوا وہ شخص انتہائی مراد کو پہنچا وہ شخص جو برے عقیدوں اور برے اخلاق سے پاک ہوگیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

سرکار دو عالم حضرت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر

لیتے ہیں توفیق الہی سے یہ بیٹھنا بھی ذکر الہی کی مجلس ہے اور یقینی بات ہے کہ ملائکہ نے اس کو گھیرا ہوا ہے۔ اور ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر چین کی کیفیت اترتی ہے۔ اندازہ فرمائیے کتنا بڑا فائدہ ہے۔ اگر کوئی بات یاد رہے یا نہ رہے۔ یہ دوسری بات ہے لیکن یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم اللہ کے لئے جمع ہیں اور اس وقت اللہ کی نافرمانی سے بچے ہوئے ہیں گناہ سے بچے ہوئے ہیں۔ اگر قلوب میں ذرا بھی استعداد اور صلاحیت ہے عداوت نہیں ہے تحاسد نہیں ہے اور طلب صادق طلب صادقہ ہے۔ طلب خالصہ ہے۔ یقینی بات ہے کہ چین اور سکینہ کی کیفیت محسوس ہوگی اور یوں معلوم ہوگا کہ اس وقت ہم دنیاوی تعلقات سے منقطع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر حقیقی اور ذکر لسانی دونوں اذکار کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اپنے رب کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو۔ ان کی حالت زندہ اور مردہ کی سی ہے یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا گویا کہ مردہ ہے۔ کیونکہ روح کی زندگی یہی اللہ کی یاد ہے یہ نہ ہو تو روح مردہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضور اکرم نبی مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں اس کے یعنی اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے پس فرمایا کہ اگر اپنے جی میں

میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ بھرے مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں کرتا ہوں ارے کتنی بڑی سعادت ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ سے توفیق طلب کرتے چلیے۔ یا اللہ! ہمیں ذکر کی توفیق عطا فرما دیجئے۔ ہم کہاں پڑ گئے؟ ذکر کی جو ضد ہے وہ غفلت ہے اور غفلت کی ضد ذکر ہے۔ یاد کی ضد بھول اور بھول کی ضد یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغات میں سے گزرا کرو تو اس کے میوے اچھی طرح کھا لیا کرو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کے حلقے اور مجمع یعنی جہاں پر دین کی باتیں ہوتی ہیں۔ آخرت کی فکر دلوائی جاتی ہے۔ اللہ اور رسول کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں یہ مجالس ذکر ہیں۔

اور فرمایا: کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کا نام مبارک نہ لے تو اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا نقصان اور خسارہ

ہوگا۔ جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہوگا۔ مقصد کیا ہے؟ کہ کوئی موقع کوئی حالت ذکر سے خالی نہیں ہونی چاہئے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے۔ (خواجہ صاحب فرماتے ہیں)۔

چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

یعنی ہر حالت میں ذکر الٰہی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

خدام دین کے لئے دو ضروری باتیں

بلکہ جو حضرات اہل دین ہیں۔ دین کے خادم ہیں۔ دین پیش کرنے والے ہیں اکابر نے بتلایا کہ وہ دو باتوں کو لازم پکڑلیں۔ ایک خلوت کو ایک ذکر لسانی کو اس کے بغیر ان کی تقریروں میں اور ان کے وعظوں کے اندر روحانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔ حضرت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں ستر ستر بار اور سو سو بار استغفار فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے حضرت والا نے فرمایا "میں جب بولا جب ہی پچھتایا"۔ اندازہ فرمایئے۔ جو بخاری شریف کے استاد ہیں۔ شیخ الحدیث ہیں کتنے بڑے شخص ہیں اپنے زمانے کے لیکن وہ فرماتے ہیں "جب بولا جب ہی پچھتایا" اس سے ہم لوگوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ ہمارا بولنا کس قسم کا ہے۔ آج ہمارے کلام میں علوم و معارف نہیں ہے۔ روحانیت نہیں ہے اس کا اصل

سبب یہ ہے کہ نہ خلوت کا اہتمام ہے نہ ذکر کا اہتمام ہے ان دو باتوں سے آج ہم کورے ہیں۔ اس لئے اہل دین کو اہل سلوک کو کچھ خلوت کا اہتمام بھی کرنا چاہئے اور ذکر کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔

واعظین کے لئے زریں اصول

اور جب انسان کوئی اپنی بات پیش کرے اس بات کو جان لیجئے کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے جب کبھی وعظ کہا اپنے عیب کے اوپر کہا۔ جو عیب مجھے کھٹکا اس کے اوپر میں نے ایک وعظ کہہ دیا اور مجھے نفع ہوا۔ فرمایا! جب میرے مزاج میں ایک مرتبہ تیزی بڑھی تو میں نے تفصیلا ایک وعظ کہا اس وعظ کا نام "**الغضب**" ہے خواجہ صاحب نے کچھ شکایت کی تھی کہ حضرت مزاج میں آج کل کچھ تیزی بڑھ رہی ہے۔ فرمایا وعظ "**الغضب**" کا مطالعہ کیجئے۔ یہ وعظ میں نے اپنے لئے کہا تھا۔ لوگوں کے عیوب پر نظر نہ لے جاؤ۔ اپنے عیبوں کو تلاش کرو۔ تم اپنے عیبوں سے پاک نہیں ہو۔ رذائل سے خالی نہیں ہو۔ بڑے بڑے رذیلے اہل علم کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ آج تمہاری تحریکات کے اندر جو روحانیت نہیں ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ خلوت نہیں ہے اور ذکر نہیں ہے۔ بصیرت سے تم کام نہیں لیتے ہو۔ نری بصارت سے کام لیتے ہو۔

تحاسد برتتے ہو کس طریقے سے انوار و برکات تمہارے کلام میں پیدا ہوں؟ یاد رکھئے! مراقبہ احسانی کا اہتمام کیجئے کہ ہمارا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ موجود ہے ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری جان سے زیادہ قریب ہے میرے ساتھ ہے۔ اور ایک یہ ذکر لسانی کا اہتمام کیجئے۔ انشاء اللہ علوم و معارف نازل ہوں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ بات کا رخ پھر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! شرعی اعمال مجھ پر بہت ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نفلی اعمال زیادہ ہیں۔ تاکیدی اعمال جو فرائض و واجبات ہیں وہ تو بہت نہیں ہیں۔ ثواب کے اتنے کام ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور سب پر عمل کرنا مشکل ہے۔ اس لئے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ میں اس کا پابند ہو جاؤں اور وہ سب کے بدلے کافی ہو جائے۔ کیسے کیسے سائل تھے؟ کیسے کیسے طالب صادق تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا کہ "اس کی پابندی کرلو کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے" یہ بہت بڑی نصیحت ہے۔

ذکر کی مٹھاس

ایک اللہ کے مقبول بزرگ ہمارے حضرت مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ کئی بار انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لیتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میرے منہ میں گڑ اور شکر گھلا ہوا ہے اور فرمایا کہ میں صرف وہمی طور پر نہیں کہہ رہا یا کشفی طور پر نہیں کہہ رہا۔ بعض دفعہ تو حقیقتاً مادی طور پر محسوس ہوتا ہے کہ مٹھاس منہ میں آگئی ہے۔

انبالے میں ایک اللہ کے مقبول ہوئے ہیں سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمتہ اللہ علیہ اہل ذکر کے ساتھ کچھ تو لگاؤ ہو۔ خود فرمایا کرتے تھے میاں جی! جب میں اللہ کا نام مبارک لیتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلیبیاں اور امرتیاں منہ کے اندر موجود ہیں۔ ایسی حلاوت اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولین کو عطا فرمائی ہے۔ یاد رکھئے! کثرت ذکر کی بہت ضرورت ہے۔ اس کا خاص اہتمام کیجئے اور کلام کم کیجئے اور ذکر کی مقدار کو بڑھایئے۔ آج اس کے اندر بہت کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے کاموں میں جان نہیں ہے۔ خالی لفافے ہیں لوگ ہم سے گھبراتے ہیں لوگ ہم سے بھاگتے ہیں۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سے سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے

نزدیک سب سے برتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں اسی کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی ہیں۔ یہ قیامت کے دن سب سے افضل ہیں۔ اور اللہ کے نزدیک سب سے برتر ہیں۔ **والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات** میری مائیں بہنیں غور فرمائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لیا ہے۔**والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات** اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں۔ دیکھئے! آپ کا ذکر حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام مقدس کے اندر فرمایا ہے۔

عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے کیا اس سے بھی ذاکرین اور ذاکرات افضل ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار مارتے مارتے تلوار ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں لت پت ہو جائے زخموں سے رنگین ہو جائے تو یہ ذاکرین اور ذاکرات پھر بھی اس شخص سے درجے میں افضل ہیں۔ بہت بڑی فضیلت ہے ذکر کرنے والوں کی بس ڈر یہ ہے کہ کہیں ہم **غافلین** میں سے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے! میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں **غافلین** میں سے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکرین میں سے کرے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر ذاکرین میں سے ہو گئے تو خاتمہ بالخیر ہو گا۔ اور بڑی اطمینان والی زندگی کے

ساتھ یہاں سے رخصتی ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! دیکھو بھائی۔ ہر چیز کی ایک قلعی ہے۔ صیقل اور پالش ہوتی ہے۔ فرمایا! دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ دلوں کے اندر میل آجاتا ہے۔ کدورت پیدا ہوجاتی ہے۔ فضول کلام سے لغو کلام سے کثرت کلام سے لہٰذا جائز باتیں بھی کم کرنی چاہییں۔ شرعا جائز ہیں ان کو بھی محدود کرنا چاہئے بقدر ضرورت کلام کرنا چاہئے۔ دلوں کے اندر تکدر پیدا ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علوم کی آمد نہیں ہوتی۔ تو فرمایا کہ ہر شئی کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا نام مبارک لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! ہم سب کو ذاکرین میں سے کردیجئے جو ہماری مائیں بہنیں دین کی باتیں سننے آئی ہیں یا اللہ! اس دولت سے ان کو بھی نوازیئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب یاد سے غافل ہوجاتا ہے۔ تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے" دیکھا! ذکر کی برکت دیکھئے! کہ ذکر کی برکت سے شیطان جو قلب سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا دور چلا جاتا ہے اور جب یہ ذکر کی طرف سے غافل ہوتا ہے تو پھر وہ وسوسے ڈالنے لگتا ہے۔

شیطانی وساوس کی پہچان

اور میں پہچان بتلا دوں شیطانی خیالات کی۔ شیطانی وساوس کی پہچان یہ ہے کہ وہ معاصی کی طرف آپ کا میلان کرتا ہے لیکن اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ عنوان بدلتا رہتا ہے کسی ایک عنوان پر جمتا اور ڈٹتا نہیں ہے کسی ایک معصیت کے لئے ڈٹ جائے جم جائے عنوان نہ بدلے یہ نفسانی وساوس ہیں ان کا علاج مخالفت نفس ہے اور مجاہدہ ہے اور شیطانی خیالات کا علاج ذکر اللہ ہے اللہ کے ذکر میں لگنا ہے۔

کثرت کلام کی نحوست

اور آپ نے فرمایا! کہ ذکر اللہ کے سوا ذکر الٰہی کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ دل ہے جس میں سختی ہو' اندازہ فرمایئے! یہ حضور کا ارشاد گرامی ہے۔ جی! جو ہمارے سرکار دو جہاں ہیں فرماتے ہیں ! ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو۔ کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ دل ہے جس میں سختی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کی سختی کو اپنے ذکر کی برکت سے

دور فرمائے' یا اللہ! ذکر کی خاص توفیق ہمیں نصیب فرمایئے۔ ارے بھائی! بڑی بڑی خراب باتیں ہوجاتی ہیں۔ جب آدمی ذکر کے اندر نہیں لگتا غیبت اس سے صادر ہوتی ہے چغلی' جھوٹ نقل روایات کے اندر غلطی امرد پرستی' بدگمانی' بدظنی' سوء ظن کا شکار ہوجاتا ہے۔ بلا تحقیق سنی سنائی بات پر عمل کرلیتا ہے۔ غلط آئیڈیئے لگاتا ہے ذکر کے ساتھ اس کا تعلق ہوتا تو یہ بات نہ ہوتی

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی

اللہ جزائے خیر دے' عارف ہندی' حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب غوری خلیفہ اعظم مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو انہوں نے فرمایا۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی

خوبصورت تقاریر اور مواعظ اور باتیں بنانے سے کامیابی نہیں ہوگی۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی' فکر کی التزام سے ہوگی

اللہ تعالیٰ ہمیں ذکر کا اہتمام اور فکر کا التزام نصیب فرمائے۔ کیسی عجیب بات فرماگئے!

فساد قلبی کی جڑ' مجدد تھانویؒ کی تحقیق

مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل صفائی اعمال صالحہ سے

ہوتی ہے اور اصل سختی برے اعمال سے ہوتی ہے اور گناہوں سے اور دونوں اعمال کی جڑ قلب کا ارادہ ہے' اور ارادہ کی جڑ خیال ہے۔

پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے شیطان برے برے خیالات قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے برے برے ارادوں کی نوبت آتی ہے۔ اور نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی۔ توبہ توبہ! پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے کام ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو برے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے۔ پس برا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں۔ اس طرح سے صفائی قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں کرنے سے ہوتی ہیں۔ سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور اتباع شریعت کا اہتمام نہ کرے۔ گناہوں سے اپنے آپ کو نہ بچائے وہ دھوکے میں ہے اس کو ہمت کر کے گناہوں کو ترک کرنا چاہئے۔ نیک کاموں کا اہتمام کرنا چاہئے اور پھر جب ذکر لسانی کا اہتمام ہوگا اتباع شریعت کے ساتھ تو سونے پر سہاگہ ہوگا۔ جس کو حضرت کے الفاظ میں سن لیجے۔ کہ "دوام اطاعت اور کثرت ذکر" یہ دو چیزیں ہیں جس سے کہ انسان اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بہت سے لوگ دنیا میں

نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجات عطا فرمائے گا۔ کیا مطلب؟ کہ کوئی یوں خیال نہ کرے کہ جب تک امیری کے سامان کو نہیں چھوڑوں گا۔ کوٹھی' بنگلوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ ذکراللہ سے نفع نہیں ہوگا۔

ہمارے حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ چپڑاسی سے لے کر سربراہ مملکت تک ہر شخص اپنی اپنی سیٹ پر ہو لیکن طالب صادق ہو طلب خالص ان کے اندر ہو سب اللہ کے ولی اور صاحب نسبت بن سکتے ہیں۔ کسی کو اپنی سیٹ چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تصور رہبانیت اسلام کے اندر نہیں ہے کہ بیوی بچوں کو عاق کردیا جائے۔ کاروبار کو چھوڑ دیا جائے۔ صحراؤں کو اور غاروں کو اپنا لیا جائے یہ تصور اسلام کے اندر نہیں ہے۔ یہ نصاریٰ کا تصور ہے **"لارہبانیۃ فی الاسلام"** اسلام کے اندر اس قسم کی رہبانیت نہیں ہے بلکہ شہری زندگی اختیار کیجئے۔ بیوی بچوں کے ساتھ رہئے۔ تجارت کیجئے۔ ملازمت کیجئے۔ لیکن اس کے ساتھ صاحب نسبت بن جایئے۔ یہ سب کچھ اختیاری ہے ممکن ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام کے اوراق اٹھا کے دیکھئے۔ بغداد سے تجار کا مشن چلا ہے۔ اور اہل تاریخ یہ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ اسلام کی اشاعت اور اسلام کا پھیلانا مسلمان تاجروں کے ذریعے ہوا ہے۔ اس لئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ انسان اپنے آرام اور راحت کے اسباب کو ترک کردے تب ذکراللہ سے نفع ہوگا۔ نہیں....

"ہر حالت میں ذکر اللہ سے نفع ہوگا" بس! حکم عدولی سے باز آجائے۔ گناہوں سے باز آجائے۔ اتباع شریعت کا اہتمام کرلے اس کے ساتھ ان کا نام مبارک لے گا۔ انشاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا! اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں"۔ اندازہ فرمایئے! یہ سند ہے بارگاہ رسالت کی۔ کثرت ذکر کا حکم دیا جارہا ہے۔ اگر لوگ اعتراض کریں کہ میاں ہروقت اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہو اس بات کی پرواہ نہ کرو۔ کسی سے مرعوب ہونے کی اور متاثر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا تاثر مت لو۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ اتنا ذکر کرو کہ منافق۔ بددین لوگ تم کو ریاکار اور مکار کہنے لگیں۔ اور جب کہنے لگیں ایسے حال میں متاثر اور مرعوب نہ ہونا ذکر کو مت چھوڑنا۔ ذکر میں لگے رہنا۔

خدام قرآن کو نصیحت

آج ذکر کی بڑی کمی ہے۔ بعض حفاظ اور قراء یہ کہتے ہیں بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہم ہروقت علمی مشاغل کے اندر لگے ہوئے ہیں ہمیں ذکر کا وقت نہیں ملتا۔ اس کے اندر بھی بعض عذر لنگ ہیں میں ادب کے ساتھ عرض

کرتا ہوں کہ حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی دامت برکاتہم (افسوس کہ حضرت قاری صاحب جمعرات ۱۸ شعبان ۱۴۰۷ھ کو انتقال فرما گئے اور جنت بقیع میں مدفون ہیں) سے زیادہ کون تلاوت کا اہتمام کرتا ہوگا۔ اور کس کو فہم معانی اتنے حاصل ہوں گے۔ جن کے اوپر ہر وقت محبت الٰہی اور خشیت الٰہی کا غلبہ ہم نے دیکھا وہ نوے' بانوے سال کا بزرگ آج جس کو اللہ تعالیٰ نے مدینے کی جنت نصیب فرمائی ہے۔ اتنی کثرت کے ساتھ ہم نے ذکر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ قرآن کی منزل کے ساتھ علمی مشاغل کے ساتھ کہ وہ ہم جانتے ہیں۔ ہم نے کوئی ایسی نظیر اور مثال دوسری نہیں دیکھی کہ اتنے علمی مشاغل کے ساتھ۔ تدریس کے ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام دیکھا کہ رات کے کسی پہر میں دیکھ لیجئے۔ حضرت قاری صاحب ذکر فرما رہے ہیں۔ اندازہ فرمایئے۔ حزب البحر طواف کے اندر پڑھتے ہیں۔ سو دانے کی تسبیح پر ہر دانے کے اوپر ننانوے نام اللہ تعالیٰ کے پڑھتے ہیں۔ ہر دانے پر پورے اسماء الٰہیہ پڑھ کے تسبیح پوری کرتے ہیں عجیب عجیب انداز میں ہم نے اللہ کا نام مبارک لیتے ہوئے ان کو دیکھا ہے۔ معاف کیجئے!

میں تو ادنیٰ طالب علم بھی نہیں ہوں۔ علماء کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہوں لیکن غذر لنگ اس کے اندر ضرور ہے۔ میری اپنی تحقیق ہے عذر لنگ اس کے اندر ضرور ہے کہ علمی مشاغل کے اندر ہم مشغول ہیں۔ ہمیں وقت نہیں ہم نے علمی مشاغل کے ساتھ بہت کثرت کلام اور

سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبر۶ بنام افادات فاروقی حاضر خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرتِ اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہورہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہورہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی' اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔

موجودہ دور بہت مصروفیت کا ہے اور ہر شخص اس مصروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی مصروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرتِ اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جارہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کرکے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہوگیا ہے تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کررہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہوجائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیش نظر حضرتِ اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہورہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرتِ اقدس و دیگر اولیاءِ کرام' علماءِ حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگِ درِ شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکرِ ذکر

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○

توفیق الٰہی سے آج کی حاضری میں ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

اللہ کا ولی بننا فرض ہے اس کا طریقہ :

"پانی پت میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا کہ اللہ کا ولی بننا فرض ہے"۔ اور اس کے لئے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ "کثرت ذکر اور دوام طاعت"۔ کہ اکثر اللہ کو یاد کریں، اور ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی سے آدمی اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ امید ہے کہ میری واجب الاحترام دینی مائیں، بہنیں، بیٹیاں ہمیشہ کی طرح توجہ کے ساتھ بات سنیں گی۔ دھیان لگا کر، اللہ کی رضا کے لئے اور اپنی اصلاح کی نیت سے۔ تو ذکر الٰہی کے بارے میں اور یاد الٰہی کے

بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ دوام طاعت کی توفیقات تو رمضان میں خوب ملتی ہیں۔ اس کے اثرات اب بھی ہیں۔ ان اثرات کو باقی رکھنا' ترقی دینا یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی' تو کیوں نہ اس عبادت طیبہ کو قائم رکھا جائے۔ جو ماہ رمضان میں ہمیں عطا ہوئی۔ پورا رمضان دوام طاعت کی توفیق بھی ملی۔ کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی۔ تو توفیق الٰہی سے جب دونوں باتوں کی توفیق ہوئی ہے۔ تو بعد رمضان بھی ان کا دھیان رکھنا چاہئے۔ لہٰذا اسی سلسلے میں یہ باتیں عرض کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لئے کوئی قید نہیں

حضرت والا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا : جس قدر ہوسکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس کا حکم بھی ہے۔ فضیلت بھی ہے' ثواب بھی ہے' اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں لاپرواہی یا سستی کرکے حکم کے خلاف کرنا اور ایسی قیمتی چیز کھوکر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے۔

فرمایا : کہ اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی' ہر حالت میں آپ اللہ کا نام لے سکتے

ہیں۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے۔

اور فرمایا : کہ ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ وہ بہکاتا ہے اور ثواب سے .... محروم رکھنا چاہتا ہے۔ ذکر اللہ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ کہنا دنیا و مافیہا کی ہر نعمت سے بہتر ہے۔

ذکر اللہ کی نیت

ہر کام کی نیت ہوتی ہے۔ ذکر اللہ کی نیت یہ ہے کہ محبت الٰہی حاصل ہو جائے، محبت الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کا نام لے۔ اور ذکر کے درمیان بھی اللہ کی محبت مانگتا رہے۔ یا اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما۔ دعا کرتا رہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سو خوب سمجھ لو! یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں۔ اور اس نیت کے بعد دل دوسری طرف ہو جائے۔ نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو۔ اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے۔ تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اور اللہ کا نام مبارک، **تسبیحات** اللہ والوں سے تجویز کرالو۔ کچھ

مسنون اوراد اس وقت بھی بیان کردیئے جائیں گے۔ تاکہ اس کا اپنانا آسان ہو۔ اللہ کا نام اللہ والوں سے سیکھ لو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے دو مشن

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بھائی! میرے تو دو ہی کام ہیں۔ مجھ سے دعا کروالو اور اللہ کا نام پوچھ لو۔ یہ حضرات ولی گر ہوتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ سے جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ذکر کی بہت فضیلتیں ہیں۔ جو بہت سی روایات کے اندر اور آیات کے اندر آئی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اسی آیت مبارکہ میں ہے۔ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں عنایت سے تم کو یاد کروں گا۔ اور دیکھو میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ کفران نعمت مت کرو۔ اس میں ذکر کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ اتنے بڑے مالک' خالق' رب' محسن اور محبوب کے نام کی توفیق مل جانا علامت ہے اس بات کی کہ اللہ پاک راضی ہیں۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سعدی اپنی زبان کو ہزار بار بھی آب گل سے دھوئے تو اس قابل

نہیں ہے کہ اس پر اللہ کا نام آسکے۔ یہ ان کا احسان ہے۔ ایک شخص حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حرم میں حاضر ہوئے۔ فرمایا حضرت سوا لاکھ مرتبہ روزانہ اللہ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن کچھ نفع محسوس نہیں ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ میاں توبہ کرو یہ تھوڑا نفع ہے کہ ذکر کی توفیق ہو رہی ہے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ شخص عارف ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا۔ توفیق ذکر اپنی ذات میں فی نفسہ بہت بڑی چیز ہے' بہت بڑی چیز ہے۔ بہت بڑی چیز ہے۔ ہم گناہ گاروں کو' ناپاکوں کو اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جائے۔ بہت بڑی چیز ہے' بات آپ کے سامنے مختصر ہوگی۔ چونکہ رمضان کے اندر دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ان عادات طیبہ کو باقی رکھنا' قائم رکھنا' ان کو ترقی دینا' یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ رمضان میں بہت ہی عافیت اور سہولت کے ساتھ دونوں باتوں کی توفیق ملی۔ گناہوں سے بچنا ہوا' کثرت ذکر کی توفیق ملی۔ کیوں نہ دوام طاعت اور کثرت ذکر کی عادت طیبہ کو قائم رکھا جائے اس کو بڑھایا جائے تقوائے رمضان کی بڑی برکات ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کا نام کسی اللہ والے سے لے لو۔ سیکھ لو۔ پوچھ لو کہ ہم اللہ کا نام کس طرح لیا کریں۔ جو مسنون اوراد ہیں۔ جو مسنون وظائف ہیں ان کو اپنے معمول میں لے آؤ۔ غرض اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید کے اندر آتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی کامیاب ہوا وہ شخص جو برے عقیدوں سے اور برے اخلاق سے پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا' نماز پڑھتا رہا۔ تین باتوں کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ایک تزکیہ کا حکم دیا۔ دوسرا ذکر کا' تیسرا نماز کی پابندی کا حکم دیا اور ان تینوں باتوں میں ہماری کامیابی ہے۔ اپنی اصلاح کا اہتمام کرلیں۔ اپنی خرابیاں دور کرلیں۔ اور اس سے مراد جو ہے وہ یہ ہے کہ تزکیہ باطن کرالیں۔ اور کثرت سے اللہ کا نام مبارک لیتے رہا کریں اور نمازوں کی پابندی رکھیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ درجے کی فلاح حاصل ہوگی۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ "جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں" دین کی باتیں بیان کرنا' دین کی باتیں سننا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

ذکر الٰہی حقیقی یہ ہے کہ تاحیات آدمی شریعت کے اتباع کا اہتمام رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھے' ہمیشہ اس بات کی یاد اس کے دل میں ہو۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔ یہ بھی ایک ذکر ہے۔ ہم اس وقت توفیق الٰہی سے ذاکرین میں سے ہیں۔ الحمدللہ غافلین میں سے نہیں ہیں۔ دین کی بات کا پیش کرنا ذکر ہے۔ دین کی باتوں کا سننا بھی ذکر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ جو ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ان پر

اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر سکون کی کیفیت نازل ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص نہ کرتا ہو انکی مثال زندوں اور مردوں کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

حدیث کے اندر ذکر کے بارے میں آتا ہے۔ حدیث قوی ہے۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ "میں اس کا جلیس ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے"۔ حدیث کے اندر آتا ہے "تو میرا خیال رکھ میں تیری حفاظت کروں گا تو میرا ذکر کر میں اپنی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا"۔ اور جو ذاکرین ہوتے ہیں۔ ان کے کام بھی آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ جو اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کے کام بن جاتے ہیں۔ ذکر کے آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ پابندی کے ساتھ ذکر کرے۔ جسم کی غذا اللہ پاک نے مٹی سے پیدا کی ہے۔ روح کی غذا عالم بالا سے نازل فرمائی ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا اور اللہ کا ذکر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ کے لئے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ضروری ہے۔

حدیث کے اندر آتا ہے۔ جب جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھالیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجالس ذکر "جہاں پر اللہ کا نام

لیا جاتا ہو" دین کی باتیں ہوتی ہوں۔

آداب ذکر

ذکر کے آداب میں سے کیا ہے؟ حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ عقیدہ درست رکھے' فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ کسی اللہ والے سے اللہ کا نام سیکھے۔ محبت الٰہی کی نیت سے ذکر کیا کرے۔ یہ ذکر کے آداب ہیں۔

اس طرح پورا نفع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الٰہی سے۔ اتباع شریعت کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ وہ برتن زیادہ چمکدار ہوتا ہے پالش اور قلعی کے بعد جس کو پہلے مانجھ لیا جائے۔ جس کے رذائل درست ہو جائیں۔ منجھائی کے بعد رگڑائی کے بعد جب قلعی ہوتی ہے وہ زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔ میلے برتن پر قلعی بھی میلی ہو جاتی ہے۔ کالے کالے دل کے برتن کو کسی قلعی گر کے پاس لے جاؤ۔ کسی اللہ والے کے پاس لے جاؤ۔ مظروف بہت قیمتی ہے۔ اس کے لئے ظرف صاف ستھرا چاہئے۔ پہلے ظرف بنوالو۔ مٹی کے تیل کی بوتل کے اندر عطر نہیں رکھا جاتا ہے۔ "شمامۃ العنبر" کے اعلیٰ درجے کے عطر

اور خوشبو کے لئے شیشی بھی صاف ستھری چاہئے' اپنے دل کی شیشی کو صاف ستھرا کرا' کرنے والے موجود ہیں۔ رذائل سے خلط ہے تو ان سے صاف کرالو۔ شہوات دنیا کو نکال دو۔ یہ دنیا کے جھمیلے اور بکھیڑے اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کو آباد کیا ہوا ہے۔ اس کو دور کرلو۔ جب یہاں دل میں خلوت ہو جائے گی۔ ابھی تو ذکر کی تیاری ہو رہی ہے۔ دیکھنا تو سہی جب اخلاص کے ساتھ ذکر میں لگو گے ان کی یاد آجائے گی۔ ان کا ذکر آجائے گا۔ میاں آجائیں گے۔ اسی کو کہا ہے خواجہ صاحب نے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

اور خلوت بھی کیسی ہے۔ قلب کے اندر خلوت کیا ہے؟ سارے رذائل اور گندگیاں دور ہو گئی ہیں۔ میل کچیل اب دل میں نہیں رہا۔

آمد و شد میں نفس کے ہم ذکر ہو کرتے رہے
اور بھری محفل میں ہم ان سے گفتگو کرتے رہے

حقیقی خلوت

میری بیٹیو! گھر کا کام کاج کرتی رہنا۔ شوہر کے حقوق ادا کرتی رہنا اور یہاں یاد لگی رہے۔ یہ ہے خلوت کسی کوٹھڑی کی ضرورت نہیں۔ دل کی کوٹھڑی کو

خالی کرلو۔ غیر اللہ سے رزائل سے' گندگیوں سے' گناہوں سے' جھگڑے' جھمیلوں سے' دنیا کی محبت اور شہوات سے بس تخلیہ ہوگیا' خلوت ہوگئی' یہی حجرہ کافی ہے' لگ کر تو دیکھو۔ کتنا فائدہ ہے اللہ کی یاد میں' اللہ کے ذکر میں۔ ہر وہ آدمی جو اللہ کی یاد میں لگا خدا کی قسم بامراد ہوا' نامراد کوئی بھی نہیں ہوا۔ آج تک اس راستے کے اندر حدیث شریف میں آتا ہے۔ جو شخص کسی جگہ جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ ٹوٹا ہوگا جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ کھڑے' بیٹھے' چلتے' پھرتے' اٹھتے' بیٹھتے ہر حالت میں اللہ کا نام لیتے رہو۔

زیادہ باتیں کرنے کا نقصان

زیادہ باتیں کرنے سے دل میں سختی آجاتی ہے۔ اور جس دل میں سختی ہو وہ دل اللہ سے دو ہوجاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں "قساوت قلبی" یعنی دل کی سختی' اور جس دل میں اللہ کے ذکر کی برکت سے ملائمت ہو وہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہوگئے ہیں (مراد نفلی اعمال ہیں) فرائض و واجبات تو ہیں ہی مختصر سے۔ اب تو رونا یہ کہ فرائض و واجبات کی پابندی نہیں ہے۔ گناہوں سے بچنا نہیں ہے۔ یہ نفلی اعمال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہوگئے۔ نفلی اعمال اور نفلی فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سب کا یاد رکھنا اور تمام نفل اعمال پر عمل کرنا یہ مشکل ہے۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ بس وہ کام کرلوں سارے کاموں کا فائدہ ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا عمل ہے! جس کے کرنے سے تمام نفلی اعمال کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے تیری زبان تر رہے۔ (تیری زبان پر اللہ کا ذکر جاری رہے) حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے" حرکت کرتی رہتی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر لبوں پر ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ذکر لینے کے لئے وہ اوپر سے اترتے ہیں۔ دیکھ لیجئے! کہ اس کا رن وے کون سا ہے؟ آپ کے ہونٹ ہیں' آپ کے لب ہیں۔ یہاں ملائکہ کا جھمگٹا رہتا ہے۔ حدیث شریف کے اندر آتا ہے "ملائکہ نازل ہوتے رہتے ہیں اور جس وقت تک آدمی ذکر کرتا رہتا ہے اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ گناہ سے بچا رہتا ہے"۔

گناہوں کے خیالات کا علاج

بہت سے لوگ کہتے ہیں جی رات کو گناہوں کے خیالات بہت آتے ہیں۔ گناہوں کے خیالات آتے ہیں۔ اٹھ کر، بیٹھ جا! اللہ کے ذکر میں لگ جا یہ خیالات بھاگ جائیں گے۔ نہیں رہیں گے۔ خلاء محال ہے۔ خالی بوتل میں کوئی چیز نہ ہو اور آپ یوں کہیں کہ بوتل یہ خالی ہے یہ ناممکن ہے اس میں ہوا ضرور ہوگی۔ اور آپ کہیں کہ ہوا نکال دو۔ ہوا نکال دی جائے گی۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی یا شربت کو بھر دیا جائے ہوا نکل جائے گی۔ اہل سائنس بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ خلاء محال ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ خلاء محال ہی۔ جب ذکر میں نہیں لگے گا وساوس کا خیالات کا شکار ہو جائے گا۔ خیالات بتا رہے ہیں جو خیالات آرہے ہیں کہ ذکر کی طرف سے خلاء ہے۔ اس سے آگے مالیخولیا کا مریض بھی ہو جاتا ہے۔ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں نہیں لگتا۔ ایک صاحب آئے کہنے لگے جی میں نے تو بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرا لیا۔ مجھے نیند ہی نہیں آتی میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وضو کر کے آج آپ یہ ارادہ کر لیجئے۔ اپنے نفس سے کہہ دیجئے کہ مجھے بھی سونا ہی نہیں ہے۔ میں ساری رات نفلیں ہی پڑھوں گا۔ بس لمبی لمبی رکعتیں ہوں گی اور جب سلام پھیر لیا کریں تھوڑی دیر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر نیت باندھ لیا

کریں۔ بس یہ عمل کیا تھوڑی دیر کے بعد ہی نیند آگئی۔ دیکھا! وہ شیطانی چکر تھا سارے کا سارا۔ آدمی خیالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایک ہے خیالات کا آنا۔ ایک ہے خیالات کا لانا۔ لانا برا ہے۔ آنا اچھا ہے۔ لیکن آئے ہوئے کو اختیاری مت بناؤ۔ منہ مت لگاؤ۔ جو خیالات غیراختیاری طور پر آتے ہیں اس کا واحد علاج یہ ہے کہ ادھر سے بے التفاتی' بے دھیانی برتتے ہوئے' خیالات کی طرف سے بے خیالی برتتے ہوئے انتہائی طور پر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اللہ کی یاد میں لگ جاؤ۔ جو غیراختیاری خیالات آتے ہیں شیطان کی طرف سے عنوان بدل بدل کر' اس کا علاج ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ میں لگ جاؤ' چین و سکون حاصل ہو جائے گا۔

دل کا اطمینان صرف ذکر میں ہے

یاد رکھو! دل کا اطمینان' چین' سکون دنیا کی کسی مارکیٹ میں نہیں بکتا وہ اللہ کی یاد میں ہے۔ اطمینان قلب کا فقدان ہے۔ آج ہر آدمی یہ کہتا ہے میرے دل میں گھبراہٹ ہے' بے چینی ہے پریشانی ہے' تنہا بیٹھا ہے' بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھا ہے آرام سے بیٹھا ہے' اور کہتا ہے کہ صاحب میں پریشان ہوں۔ بے چینی ہے' پریشانی ہے' کیوں نہیں ہوگی' اللہ کی یاد سے دور ہے۔

ذکر چھوڑنے کی نحوست

حدیث کے اندر آتا ہے "جب آدمی اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے' شیطان دور ہوتا ہے اور جب اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔ سو شیطان اپنی سونڈھ لا کر مومن کے قلب کے اوپر رکھ دیتا ہے۔ اور برے خیالات ڈالتا ہے۔ ایسے برے برے خیالات آتے ہیں۔ آدمی اپنی بیوی کی طرف سے بھی بدگمان ہو جاتا ہے۔ بری تہمتیں اس کے اوپر لگاتا ہے۔ گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ وہ بیچاری قسمیں کھاتی ہے۔ قرآن اٹھاتی ہے۔ یہ نالائق غافل جو ہے (اللہ کے ذکر سے) یقین نہیں کرتا شیطان اس پر سوار ہے۔ دیکھ لیجئے! اس صحابی نے کیا سوال کیا؟ ابھی نفلی اعمال تو بہت سارے ہیں۔ میں تو آپ سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ اتنے سارے نفلی اعمال کہاں تک یاد رکھوں۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو ان سب کے لئے کافی ہو جائے۔ (فرمایا بس یہ سب سے بڑی بات بتلا دی) کہ جا اللہ کا ذکر کرتا رہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ جاری رہے۔

اچھا آپ چالیس دن کے لئے عادت ڈال کے دیکھیں کتنا چین و سکون آتا ہے۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ صحیح نیند آئے گی۔ صحیح آرام ملے گا۔ دنیاوی کام کرنے کی جو صلاحیتیں ہیں وہ بھی بڑھ جائیں گی۔ آپ اللہ کا نام

لے کر تو دیکھیں! نیت محبت الٰہی کے حصول کی ہو اور ان آداب کے ساتھ جو میں بیان کرچکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کثرت ذکر میں لگے۔ کثرت کلام سے بچے اور جب آدمی کثرت ذکر میں نہیں لگے گا' کثرت یاد الٰہی نہیں کرے گا۔ یقینی بات ہے اس کے برعکس وہ کثرت کلام میں گرفتار ہوگا۔ اور کثرت کلام سے اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے "جس کا دل سخت ہوتا ہے وہ دل اللہ سے دور ہوتا ہے"۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "اتنا اللہ کا ذکر کرو... بد دین لوگ ریا کار کہنے لگیں۔ یا پاگل کہنے لگیں۔ ایک عالم آئے تھے۔ اصطلاحی عالم تھے اعتکاف میں تو انہوں نے حدیث کا مطلب برعکس سمجھا۔ کہنے لگے کہ صاحب! اتنا ذکر کرو کہ کرتے کرتے پاگل ہو جاؤ۔ میں نے کہا! مولانا معاف کیجئے... یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اتنا ذکر کرو' اتنا اللہ کی یاد میں لگے رہو کہ دوسرے جو مخالفین بد دین لوگ ہیں وہ یوں کہیں کہ دیکھو ریا کاری کررہا ہے۔ پاگل ہوگیا ہے' مکار ہے' دوسرے کہیں یہ سند دوسروں کی طرف سے ملے یہ نہیں کہ آپ اپنا حلیہ بگاڑلیں۔ فوراً" ان کی سمجھ میں آگیا۔ کہنے لگے ہاں ..... ٹھیک ہے' اور حدیث کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ "جنت والوں کو کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہاں! وہ لمحات دنیا کے جن میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا وہ بہت یاد آیا کریں گے۔ کیوں؟ کہ بھائی! درجات آخرت کا جو دارومدار ہے وہ دنیا میں ذکر اللہ پر ہے۔ جتنا پیارا ذکر کرے گا اور جتنی

کثرت سے اللہ کا ذکر کرے گا' اور جتنی محبت سے اللہ کا نام لے گا۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ اعلیٰ درجے اسکو جنت میں نصیب ہوں گے۔ اب جب درجات میں وہاں کمی ہوگی اسی وجہ سے ہوگی کہ دنیا کے اندر اتباع شریعت میں اور اصلاح نفس میں کمی تھی اور ذکر اللہ میں نہیں لگا تھا۔ اس لئے یہ حسرت ہوگی۔

مسنون اذکار

کئی مسنون ذکر ہیں وہ بھی آپ سن لیجئے تاکہ اس کے بعد دعا کی جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "ایک بی بی تھی ان کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں۔ جن پر وہ سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔ مجدد تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ یہ دلیل ہے تسبیح استعمال کرنے کی۔ ایک صحابی نے ایک دھاگے کے اوپر ہزار گانٹھیں باندھی ہوئی تھیں۔ اس پر ہزار بار تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔

الترغیب والترھیب کے اندر آتا ہے جو سو دفعہ سبحان اللہ صبح کو پڑھ لے اور سو دفعہ سبحان اللہ شام کو پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو حج مقبول کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ سب سے جو بہترین ذکر ہے۔ وہ کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کم از کم دو تسبیح اس کی پڑھ لیا کریں۔ اطمینان کے ساتھ فرصت کے وقت دیکھئے! اس میں صبح یا شام کی قید نہیں ہے۔ بھوک کا تقاضہ نہ ہو' نیند کا غلبہ نہ ہو۔ بس دو باتیں جب نہ ہوں ذکر کر لیا کرو۔ یک نشستی ذکر کا بہت فائدہ ہے یعنی ایک جگہ بیٹھ کر۔ رات کو اپنے بستر پر بیٹھ کر چپ چاپ ذکر کر لیا کرو۔ کسی کو سنانے اور بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ لا الہ الا اللہ ' لا الہ الا اللہ ' جب پانچ سات دفعہ میں سانس ٹوٹے تو اس میں ملا لو' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک تسبیح سبحان اللہ کی' ایک تسبیح الحمد للہ کی' ایک تسبیح اللہ اکبر کی۔ ستر دفعہ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ**' سترہ دفعہ **استغفراللہ واتوب علیہ**' اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم ' صلی اللہ علیہ وسلم' صلی اللہ علیہ وسلم' اگر ہمت سے کام لو تو درود شریف کی تین تسبیح پڑھ لیا کرو۔

درود شریف کا نصاب بتلایا تین تسبیح کا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں آج کل لوگ عدیم الفرصت ہیں۔ اگر تین تسبیح نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی پڑھ لیا کرو۔ اور جمعہ کے دن ہزار بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی برکت ہے۔ روایات کے اندر آتا ہے۔ "مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا"۔ اور صاحب دلائل الخیرات نے دلائل

الخیرات کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو صدق دل سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھے۔ ایک بار درود شریف سچے دل سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار میں بھی برکت دیتے ہیں۔ اور کھانے پینے میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں۔ اور رزق آسان عطا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں کاروبار کے لئے روزگار کی اور تجارت کی ترقی کیلئے ایک درود شریف آتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ صَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

دس دفعہ صبح کو درود شریف جو شخص پڑھ لے۔ دس دفعہ شام کو پڑھ لے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ عزت و آبرو کے ساتھ روزی ملے گی۔ آسان روزی ملے گی۔

اللہ کے ذکر میں لگیئے! **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا○** (اللہ میاں حکم دے رہے ہیں "اے ایمان والو! تم کثرت سے ہماری یاد میں لگو"۔ اور ہماری پاکی بیان کرو۔ **وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا** صبح شام ہماری پاکی بیان کرو)۔

یہ تسبیحات آپ کے سامنے عرض کردی ہیں۔ یہ مسنون تسبیحات ہیں۔ اسکے علاوہ تیسرے کلمہ کی بہت فضیلت ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ**

وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد ایک ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کی برکت سے جاندار مخلوق کو روزی دی جارہی ہے۔ اور جنت کے اندر اس کے پڑھنے کی برکت سے بہت سائے دار درخت لگ جاتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

توفیق الٰہی سے ذکر کے بارے میں عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھئے! جب آپ اللہ کے ذکر میں لگیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سب کام ہوتے چلے جائیں گے۔ کاموں میں آسانی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ عزت، آبرو، عطا فرمائیں گے۔ گناہوں کی ستاری فرمائیں گے۔ ہر شر سے بچائیں گے۔ اور اپنی حفاظت میں لے لیں گے۔ اور ذکر کے جو آداب بیان کئے گئے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھئے۔ جو بھی آپ تسبیح پڑھیں۔ محبت الٰہی کی نیت سے پڑھیں۔ کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے اللہ کی

محبت حاصل ہو جائے۔ اور درمیان میں دعا بھی کرتے جائیں کہ یا اللہ! اپنی محبت نصیب فرما۔ بھئی ذکر کا صحیح فائدہ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے اہتمام سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقاماتِ اربعہ

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اربعہ کی تلاوت کی سعادت اس وقت کی ملاقات میں بندے کو نصیب ہوئی۔ مقامات باطنہ صاحب نسبت بندے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ علماء اخلاق نے اس کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ عمریں ہماری بیتی جا رہی ہیں اور تقریباً" ختم ہوتی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ولی بننا نہایت سہل ہے

دنیا کی فانی چیزوں کا اور فانی مخلوق کا ایک عجیب قاعدہ ہے کہ ہر شخص میں انحطاط' اضمحلال اور ضعف ہے اور تدریجاً" خاتمے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس دور میں اس بات کی بہت ضرورت ہے اور جیسا کہ

جسمانی معالجین نے ضرورت کو محسوس کیا کہ ادویات کے ست اور جوہر اور خلاصے نکالے اور منوں دوائیوں کے مختصر سے کیپسول ہمارے ہاتھ میں آگئے اور ماہرین فلکیات اور ارضیات نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا کہ مہینوں سالوں کے سفراب گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ یہ اس وقت کی ضرورت تھی کہ زمینی سفر بھی آسان ہو اور امراض جسمانی میں جو معالجات کا طریق ہے وہ بھی مختصر ہو اور ایسا کیا گیا بالکل اسی طرح امراض روحانی میں بھی ہمارے اکابرین نے بہت سی چیزوں کے ست نکالے ہیں' جوہر بیان کئے ہیں' خلاصے بیان کئے ہیں' تاکہ ہم مختصر عرصہ حیات رکھنے والے لوگ جلد کامیاب ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ جیسے اسلاف کے زمانے کے مجاہدات و ریاضات کون کر سکتا ہے! نہ اتنی عمریں ہیں نہ ایسی تندرستی ہے اور مشاغل ہمارے ایسے ہیں کہ دن بہ دن ہماری زندگیاں پیچیدہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور تعلق مع اللہ کا حصول بہر صورت فرض ہے تو ماہرین اخلاق' اہل اللہ' کاملین نے بہت لمبی چوڑی باتوں کو مختصر کر دیا اور ان کا بھی ست نکال دیا۔ اور ایسی گر کی باتیں سامنے لائے کہ ساری تفصیلات ان مختصر باتوں کے ذریعے حاصل ہو جاتی ہیں' اور اس طرح آدمی پیچھے نہیں رہتا جیسا کہ مقاماتِ باطنہ' ملکاتِ فاضلہ' اخلاقِ مطلوبہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔

لیکن خاصان خدا نے جن کے اوپر شفقتوں کا غلبہ ہے اور وہ مہربانِ امت ہیں، چن کر ایسی باتیں ہمارے سامنے رکھ دیں کہ چلو تم چالیس باتوں پر عمل نہ کرو چار باتوں پر عمل کرلو فائدہ تمہیں چالیس کا ہو جائے گا۔

تو پہلی حدیث توبہ کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **یاایھاالناس** اے لوگو! اے بنی نوع انسان! **توبواالله** تم اللہ سے رجوع کرو، اللہ کی طرف توبہ کرو، پلٹ کر آجاؤ کہاں نکل گئے تھے تم راستے سے بھٹک گئے تھے اب صحیح راستے پر آجاؤ۔ توبہ کسے کہتے ہیں؟ توبہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز دور چلی جائے اور دوری اختیار کرلے! دوری سے نزدیکی میں آجائے یہ توبہ کی حقیقت ہے۔ آسان سی بات ہے۔

میرے شیخ میرے حضرت اباجی نوراللہ مرقدہ (حضرت مسیح الامت) نے جب مجالس کا سلسلہ شروع کیا اور طبع شریف میں شرم بہت غالب تھی۔ حضرت کے ایک محبوب خلیفہ تھے حاجی عبدالحیٔ صاحب ہاپڑی والے رحمتہ اللہ علیہ اور پاکستان کے بڑے مشائخ میں سے ہوئے، اوکاڑہ میں ان کا انتقال ہوا۔ انتقال سے پہلے انہوں نے شہر میں ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اسی شہر کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔ لوگوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ ہوا۔ سخاوت ان میں اعلیٰ درجے کی تھی۔ اور سخاوت بیّن علامت ہے ولایت کی۔ ارے بھائی! جو سخی نہیں وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے۔ انہوں نے ہمارے حضرت کو بہت مجبور کیا کہ مجلس کا سلسلہ اب شروع ہونا

چاہیے۔ ہماری بہت کم عمری تھی اس وقت کی بات ہے اور میرے حضرت کے ہاں صرف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک وعظ من و عن سنا دینے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مجلس ہفتے کے دیگر ایام میں نہیں تھی۔ حضرت حاجی عبدالحئ صاحب ہابڑی والوں نے حضرت کو بہت مجبور کیا اور مطبخ کے اوپر جہاں پر نیم کا درخت نکلا ہوا ہے اس کے قریب اوپر کی بالائی منزل میں ایک چوبارہ ہے وہاں پر حضرت کی مجلس کا انعقاد ہوا اور وہاں سے افتتاح ہوا۔ نشست کا انتظام خود حضرت حاجی صاحب مرحوم نے کیا۔

عرض کرنے کی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے جو مجلس کی ابتداء فرمائی تو مقام توبہ کا بیان تفصیل سے کیا۔ اور ایک عرصے تک توبہ کا بیان چلتا رہا۔ میں نے اس مجلس کے شرکاء سے یہ بات من و عن سنی اور مجھ تک پہنچی کہ حضرت نے فرمایا جب تک مقام توبہ کی تکمیل نہ ہو تو دوسرے مقامات کیسے حاصل ہوں گے مقام توبہ کی تکمیل بے حد ضروری ہے بات کریں توبہ سے کریں' لہٰذا حضرت نے ایک عرصے تک مقام توبہ کی تفصیل کو بیان کیا توبہ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا۔

پنجاب میں ایک جگہ ہے پٹیالہ' پٹیالہ کے علاقے کے جو پیر صاحب تھے ہمارے سلسلہ کے نہیں تھے۔ کسی بیرونی سلسلے کے گدی نشین بزرگ تھے لیکن ان کو ہمارے حضرت کے ساتھ عقیدت ہو گئی۔ اور عقیدت کی بناء پر

وہ سال میں دو دو بار روقت لگانے کے لئے جلال آباد تشریف لایا کرتے تھے اور مشہور تھا کہ ان کے ہزاروں مریدین ہیں۔ جب انہوں نے مقام توبہ کی تفصیل سنی تو زار و قطار رونے لگے۔ اور ان کے بدن میں ایک جھرجھری اور کپکپی سی آئی۔ اور انہوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت میرے تو مقام توبہ کی ہی تکمیل نہیں ہے میں ایسی پیری مریدی کر کے کیا کروں گا لوگ میرے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ اور میں یہ سلسلہ ختم کئے دیتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا آپ کو بندے کے ساتھ محبت ہے آپ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت کی یہ بہت محتاط گفتگو ہے حضرت کے الفاظ پر ذرا غور فرماتے رہئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ لہذا اب بندے کا مشورہ یہ ہے کہ وقتی طور پر بیعت لینا موقوف کر دیجئے لیکن سلسلہ بند نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ محروم ہو جائیں گے اور مایوس ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت والا کی بات پر عمل کیا اور ایک عرصہ کے بعد حضرت نے فرمایا کہ آپ تسلی رکھئے کہ ذات باری تعالیٰ نے آپ کے مقام توبہ کی تکمیل فرما دی ہے آپ سلسلہ بیعت جاری فرمایئے۔ حضرت کے مجازین میں سے نہیں تھے۔ حضرت کے یہاں پر انداز بہت محتاط ہوتا تھا اور مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ ادب کا انداز مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی لئے حضرت کے یہاں تقویٰ کو احتیاط کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

حضرت اصلاحی گفتگو سے حتی الوسع عام طالب علم کی رعایت فرماتے ہوئے احتراز فرماتے تھے لیکن صیاد وہی ہوتا ہے جو پرندوں کی اور طیور کی زبان جانتا ہو۔ عوام میں رہ کر عوامی گفتگو فرماتے تھے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ کہ حضرت کی احتیاط، حضرت کی عاجزی، نرمی، رفق و ترحم، شفقت کا غلبہ تھا کہ لوگ کھچے چلے آتے تھے۔

مقام توبہ اور طریقت

تو عزیزانِ من! مقاماتِ باطنہ میں جو سب سے اہم چیز ہے اور اولین فریضہ ہے وہ ہے مقام توبہ کی تکمیل۔ اور یاد رکھئے! اسلام میں استغفار عام ہے استغفار کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ لیکن مقام توبہ جو ہے وہ مشروط ہے۔ اسی لئے آئمہ طریق اور علمائے اخلاق نے توبہ کے چار رکن بیان کئے ہیں اور چار شرطیں بیان کی ہیں۔

پہلا رکن توبہ کا اور پہلی شرط توبہ کی یہ ہے کہ انسان اپنی غلط کاریوں پر، خامیوں پر، اختیاری کوتاہیوں پر، نادم ہو، شرمندہ، پشیمان اور شرمسار ہو بلکہ پریشان ہو، بے چینی، کھرچن، بے کلی اس کو لگ جائے کہ ہائے میں نے یہ کیا کیا۔ ذات باری تعالیٰ کی عدول حکمی اور نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کا نام گناہ ہے۔ میرے حضرت نے ایک موقع پر فرمایا کہ مومن کو کسی موقع

پر پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر پریشانی کا موقع ہے تو وہ گناہ کا موقع ہے۔ الغرض توبہ کی حقیقت ہے ندامت۔ شرمساری اور پشیمانی' اور یہ پشیمانی جو ہے یہاں توبہ میں بہتر ہے باقی اور مقامات پر ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت علی ہجویری کا ارشاد گرامی

میں نے حضرت سے جو سب سے پہلا سوال کیا اپنی کمسنی کے اندر وہ پہلا سوال یہ تھا کہ کسی چارٹ پر میں نے دس ملفوظ لکھے ہوئے دیکھے حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے' جن کو پاکستان کے عوام داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ اللہ نے ان سے تبلیغ اسلام کا بہت کام لیا ہے۔ ہجویر سے وہ تشریف لائے۔ اور بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پنجاب کے علاقے میں جب آئے ہیں تو خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے آئے ہیں اور ان کا فیضان عام پھیلا اور ان کے دست مبارک پر لاکھوں افراد اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ان کے دس ارشادات اس چارٹ پر لکھے ہوئے تھے ان میں ایک ارشاد یہ تھا کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ اب میری عمر ہی اس وقت کیا تھی جب میں نے حضرت سے یہ بات پوچھی تو غالباً" میری عمر تیرہ سال کی تھی۔

حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات پوچھا کرو تو میرے ذہن میں چونکہ طالب

علمی کا زمانہ تھا میں نے کہا کہ حضرت ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے! یہ کیا قصہ ہے؟ فوراً" حضرت نے فرمایا کہ بات سمجھ میں آنی چاہئے۔ یعنی سخاوت کرنے کے بعد پشیمان ہونا! مثلاً" میں نے ان کو ایک ہزار رینٹ (ساؤتھ افریقہ کا سکہ) دے دیئے۔ دینے کے بعد سوچتا ہوں کہ اگر آج میرے پاس ہوتے تو نو ہزار میرے پاس پہلے سے موجود ہیں اور یہ ہزار بھی ہوتے تو دس ہزار ہوتے۔ اب یہ اس پر افسوس کر رہا ہے' پشیمان ہو رہا ہے۔ تو فرمایا ایسی پشیمانی نفلی سخاوت کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

پشیمانی' پریشانی کا جو اصل موقع ہے عزیزانِ من! وہ معصیت کا موقع ہے اور گناہ کا موقع ہے۔ اس موقع پر جس قدر بھی پریشان ہو' پشیمان ہو کم ہے' اور یہ جو شرائط توبہ کے بیان کئے گئے اور اس کے ارکان قائم کئے گئے ہیں تو اس میں بھی حکمت ہے۔ کہ واقعی ذات باری تعالیٰ ہماری مغفرت فرما کر ہمیں بخشنا چاہتے ہیں۔ جنت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے توبہ کو مضبوط رکھنا چاہئے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ جو غلطی کی ہے' جو گناہ کیا ہے چاہے کیسا بھی سہی' اس پر بہت پشیمان' نادم' شرمندہ اور پریشان ہونا چاہئے' کہ ہائے! میں کیا کر بیٹھا۔

کسی زمانے میں میرے حضرت' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ کے ملفوظات میں سے خاص خاص ملفوظ پر درس دیا کرتے تھے۔ غالباً" فیوض

یزدانی میں ہے' یہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ممتاز تصنیف ہے۔ اس میں سے ایک ملفوظ پر حضرت نے کافی دن تک درس دیا۔ کہ اپنے گناہوں کو چھوٹا مت سمجھو' اپنے گناہوں کو ادنیٰ اور معمولی مت سمجھنا بہت بڑا سمجھو!

حضرت غوث پاک کا ارشادِ گرامی

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ہر گناہ کو چاہے علماء اسے صغیرہ کہیں کبیرہ ہی سمجھتا ہوں' نا فرمانی تو نا فرمانی ہے' ارے چھپر میں اگر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دو تو چھپر جل جائے گا۔ اور اگر آگ کی ادنیٰ چنگاری اس میں رکھ دو تو سلگتے سلگتے آگ اس سے بھی بھڑک جائے گی اور چھپر پھر بھی جل جائے گا۔ یہ کیا بات ہے کہ کبیرہ کبیرہ گناہ مت کرو اور چھوٹے موٹے ہوتے رہیں یہ تو کوئی بات نہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رکھنا صغائر پر اصرار کرنا کبائر میں داخل ہے اور یہ عجیب بات بیان فرمائی کہ صغیرہ صغیرہ صغیرہ تو ان صغیروں کا مجموعہ ہے کبیرہ اس پر پریشان ہوجانا چاہئے' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ گناہوں کو کبھی معمولی' چھوٹا' ادنیٰ نہ سمجھو! نا فرمانی تو نا فرمانی ہے پھر بڑے کی نا فرمانی بہت بڑی نا فرمانی ہے۔ آگے

فرمایا گناہ کو چھوٹا سمجھنا گویا کہ خدا کو چھوٹا سمجھنا ہے۔ اس پر بہت عرصے تک ہمارے حضرت والا کا بیان مبارک ہوتا رہا۔

اور دوسری شرط یہ ہے اس فعل کو چھوڑ دو۔ چھوڑنے میں دیر مت کرو۔ ناجائز تعلقات ہیں چاہے جان پر بن جائے ہمارے حضرات نے فرمایا لیکن اسی وقت ترک تعلق اور ترک ملاقات ہمیشہ کے لئے کردو۔ اور آئندہ بچنے کا کتابوں میں تو لکھا ہے پختہ ارادہ کرنا چاہئے۔ لیکن میرے حضرت فرماتے ہیں کہ آئندہ بچنے کا مردانہ' پختہ ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔ یا اللہ! تیرا فضل شامل حال نہ ہوا تو میں کیسے بچ سکتا ہوں۔ گناہ سے آئندہ بچنے کا پختہ' مردانہ ارادہ اور فولادی ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔

چوتھی شرط چوتھا رکن مالیات کے بارے میں ہے کہ مالیات کے شعبے کو بھی صاف کرے۔ اس کی غلطیوں کو بھی دور کرے۔ جس کا کچھ دینا ہے اسے دے۔ یا اس سے مہلت لے۔ لیکن روپوش نہ ہوں۔ کہ جوہانسبرگ سے کسی کا مال لیا تو کیپ ٹاؤں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر ڈھونڈتے پھرو۔ اور وہاں اگر مل بھی گئے تو غرا رہے ہیں کہ جاؤ! تمہاری طاقت ہے تو مجھ سے وصول کرلو۔ یاد رکھیئے! اس حرکت کے ساتھ کوئی آدمی صاحب نسبت اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

عزیزانِ من! توبہ کی ضرورت' توبہ کی اہمیت ہر وقت عام ہے۔ اور پھر

توبہ پر بشارتیں بھی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا معاف کردیتے ہیں اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا اس سے گنا ہوا ہی نہیں تھا جیسے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا' اور اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ تو یہ ہے توبہ کی حقیقت کہ دوری ختم ہوئی اور نزدیکی حاصل ہوئی۔ تو مقاماتِ باطنہ جو چالیس کے قریب ہیں خلاصے کے طور پر چار بیان کئے جارہے ہیں اگر چار پر عمل ہوجائے تو امید ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ چالیس کے فوائد اور چالیس کی تکمیل بھی آسان ہوجائے گی۔ چالیس کے قریب مقاماتِ باطنہ علمائے اخلاق اور مشائخ طریق نے بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ چار ہے اور چار میں سے یہ پہلی بات ہے کہ مقام توبہ کی تکمیل کی جائے۔

مقامِ تقویٰ

اور دوسرے نمبر پر ہے **الا ان التقوی ھھنا واشار الی قلبہ** آپ نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ' غور سے یہ بات سن لو' یقین رکھو' اس بات پر **اَلتَّقْوٰی ھٰهُنَا** بھیَ تقویٰ کہاں ہوتا ہے تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا۔ واقعی اللہ کا خوف جو ہوتا ہے اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ یا اللہ جو مطلوب درجے کا تقویٰ ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ اور خوف

مطلوب کیا ہے؟ تقویٰ مطلوب کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ شرکیات و بدعات سے ہم بیزار ہوجائیں۔ نہ شرک جلی ہو اور نہ شرک خفی ہو اور نہ سنت کی مخالفت ہو۔ یہ ہے خوف مطلوب اور تقویٰ مطلوب۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تقویت تقویٰ سے حاصل کرو' ارے تقویت تقویٰ سے وہ حاصل ہوتی ہے جو خمیرہ جات سے حاصل نہیں ہوتی۔ بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ ہمارے حضرت کی بات میں اتنا بھرم ہوتا تھا کہ ہر بات اپنے معیار پر ہو۔ فرماتے ہیں بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ توبہ توبہ کوئی ناجائز چیز نہیں اعلیٰ درجے کی نعمتیں ہیں ایک مرتبہ میں نے کسی کا سوال حضرت تک پہنچایا۔ کہ حضرت انہوں نے سوء حافظہ کی شکایت کی ہے کہ حافظہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے لئے کوئی مشورہ دیجئے کہ کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ بھی کھالو کچھ بھی پی لو۔ حافظہ درست ہوتا ہے تقویٰ سے 'گناہ کے چھوڑنے سے' خدا کے خوف سے۔ جتنا حافظہ اور یادداشت انسان کی بہتر ہوتی ہے وہ تقویٰ کی برکت سے ہوتی ہے۔ اگر وہ طالب علم ہے تو پھر وہ کسی بھی نماز کے بعد چوبیس گھنٹے میں ایک بار اکتالیس دفعہ **رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا** پڑھ لیا کرے۔ یہ ارشاد فرمایا آپ نے۔

تو عزیزانِ من! ایک تقویٰ الحمدللہ ہم سب کو حاصل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کفر سے بچے ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی برکت سے

ہمارے عقائد درست ہیں۔ شرکیات و بدعات سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ تقویٰ جس پر کہ تاج ولایت عنایت کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ان اللہ کے مقبولوں کا دامن پکڑلو۔ اور ان کے ذریعے وہ تقویٰ بھی حاصل کرلو۔ وہ تقویٰ یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچنا اور ناجائز امور سے بچنا۔

دورِ حاضر میں تقویٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ بہت آسان فرما گئے۔ اس زمانے میں متقی بننے کو' حضرت نے فرمایا کہ فتویٰ شرعی پر عمل کرنا اس زمانے میں عین تقویٰ ہے۔ لوگ علماء سے پوچھتے ہیں کہ سنت کے مطابق شادی کیسے کی جائے۔ سنت کے مطابق فلاں کام کیسے کیا جائے؟ اور پھر کرنے میں آتی ہیں دشواریاں' بس آپ مفتیانِ کرام کو استفتاء بھیجئے کہ فلاں کام کرنا ہے اور وہ کام یہ ہے اب یہ جائز ہے یا ناجائز آسان سی بات یہ ہے۔ اگر وہ یہ کہہ دیں جائز ہے تو پہلے سے کرنے کا ارادہ رکھو اور کرلو' اگر وہ یہ کہہ دیں ناجائز ہے مت کرو' اس کے قریب مت جاؤ۔ ہم عام مسلمانوں کا تقویٰ یہی ہے کہ ہم فتویٰ شرعی پر عمل کرلیں اور اس میں آسانی ہے۔ لیکن ایک ہے شادی سنت کے مطابق' اور ایک ہے شادی شریعت کے مطابق' علماء جانتے ہیں اس فرق کو' ہمارے لئے بس یہی ہے کہ جو بات ہمارے مفتیانِ کرام

کہہ دیں کہ بھئی یہ جائز ہے اس کو ہم لے لیں اس پر ہم عمل کرلیں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں۔

ایک صاحب روزگار کے سلسلے میں بہت پریشان تھے بار بار وہ حضرت سے یہی پوچھتے تھے۔ جب کبھی حضرت تشریف لایا کرتے تھے اور اس زمانے میں حضرت کا ہر سال پاکستان تشریف لانے کا معمول تھا۔ تو حضرت یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یہ کام کروں یا نہ کروں؟ یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی۔ اسی ادھیڑبن، چھان بین میں رہے پھر ایک دفعہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ میاں جتنا چھانو گے اتنا کرکرا ہوگا، اب آئندہ اگر تم نے پوچھا تو اچھا نہیں ہوگا، اب پوچھنا کرنے کے بعد، اگر کرنے کے بعد پوچھو گے اور کوئی غلطی ہوگی تو وہ چھوڑوا دیں گے، بتا دیں گے کہ بھئی یہ غلطی ہے۔ ان کی یہ عادت پڑگئی ہر جگہ بات کا پوچھنا جو اظہار تقویٰ تھا حضرت نے فرمایا کہ اس اظہار تقویٰ کے سلسلے کو ختم کیجئے۔ اب تم کرکے پوچھنا۔ ماشاء اللہ انہوں نے ایک کام حضرت کے فرمانے سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت کی برکت سے ہمت بھی عطا فرمائی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بالکل جائز ہے بالکل درست ہے میں برکت کی دعا کرتا ہوں۔ اب بتائیے مسئلہ حل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ اتنے سال پریشان رہے۔ اور یاد رکھئے کوئی آدمی پریشانی اختیار کرتا ہے تو تنہا پریشان کہا ہوتا ہے۔ بیوی بھی پریشان ہے، بچے بھی پریشان ہیں، توبہ! توبہ! تو بھئی توبہ کی

طرف سے تسلی کے بعد انسان تقویٰ میں کمی نہ چھوڑے اللہ کے مقبول آپ کو بتلائیں گے کس درجے کا تقویٰ آپ کو چاہیے۔ اور تقویٰ کا حکم مبارک قرآن مجید جابجا ہے! جابجا ہے! اِتَّقُوا اللّٰہَ دیکھئے کتنی جگہ آیا ہے۔ لیکن صادقین کا درجہ جو ہے وہ متقین سے بڑھ کر ہے۔ **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ** اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو متقی بن جاؤ' کامل فی الدین ہو جاؤ' اور متقین کو پھر کیا حکم دیا **وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** صادقین کا بہت بڑا درجہ ہے' حضرت فرمایا کرتے تھے صدق ایک ایسی چیز ہے جس میں اخلاص بھی موجود ہے تقویٰ بھی موجود ہے' تواضع بھی موجود ہے۔ اس لئے متقین کو حکم دیا کہ تم صادقین کی صحبت اختیار کرو صادقین کی معیت اختیار کرو' بالفاظ دیگر حضرت فرماتے تھے کہ متقی کامل فی الدین کو کہتے ہیں اور صادقین راسخ فی الدین کو کہتے ہیں دیکھئے تو کامل فی الدین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم راسخ فی الدین کے قدموں میں بیٹھا کرو۔ ہمیں متقی بننے کے لئے خاصان خدا' اہل تقویٰ کی معیت جو اہل صدق ہیں ان کی رفاقت اختیار کرنی چاہیے۔

اہل اللہ کی رفاقت کلیدِ کامیابی ہے

یاد رکھئے! اس صحرا کے اندر' اس راستے کے اندر' طریق الی اللہ میں بغیر ان کی رفاقت کے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ بہت لوگ بھٹکے ہیں۔ ان

کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کتنے لوگوں کو اشکال اور دھوکہ لگا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مقامِ توبہ کی تکمیل فرماتے ہیں تو اللہ کے مقبول اس سلسلے میں تسلی فرماتے ہیں۔ جب مقامِ تقویٰ نصیب فرماتے ہیں تو پھر انسان پوری پوری محنت تواضع کے ساتھ کرتا رہے۔ یہ چالیس کا خلاصہ چار باتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس بات کی ضمانت دی گئی کہ جو چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ مقاماتِ باطنہ اربعین اس کے طے ہو جائے گے۔ مقام توبہ کی تکمیل مقام تقویٰ اور اس کے بعد تواضع ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا دیکھئے حضرت رحمٰن کے بندے کون ہیں؟ ان کی شان کیا ہے؟ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو کیسے چلتے ہیں؟ ہون کے ساتھ چلتے ہیں؟ پستی کے ساتھ چلتے ہیں' اپنے کو مٹا کر چلتے ہیں' انکساری کے ساتھ چلتے ہیں' تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اسے کہتے ہیں تواضع لِلّٰہ جو تواضع اللہ کے لئے اختیار کرتا ہے' کسر نفسی' بے نفسی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ وہ تواضع لِلنفس نہ ہو' وہ تواضع لِلناس نہ ہو' وہ تواضع لِلّٰہ ہو' اخلاص کے ساتھ ہو۔ صرف اللہ کے لئے اپنے کو مٹایا جائے' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کوئی پوچھے طریق میں کیا حاصل کیا اور کیا پایا؟ فرمایا: موٹی سی بات ہے۔ جس نے جتنا مٹایا اتنا پایا۔ حضرت فرماتے ہیں اجی پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے' مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے۔ اللہ کے لئے اپنے آپ کو

مٹا لو۔ اور جو آدمی اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے یا اللہ وہ صحیح مٹانا ہمیں بھی نصیب فرما۔ پھر وہ پس پشت کسی کی باتیں نہیں کرتا۔ بڑی عجیب بات میرے حضرت نے فرمائی۔ بڑی بیش قیمت بات ہے۔ بہت عجیب و غریب بات ہے۔ دیکھنا نسبت کی حفاظت کے لئے' مقام ولایت کے تحفظ کے لئے مخلوق کی طرف نہ کشش ہو۔ اور نہ کشیدگی کا اظہار ہو۔ بڑی کام کی بات فرما گئے۔ ہم تو پتہ نہیں کیا اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو اپنے زعم کے اندر اپنے خیالات کے اندر' نا معلوم ہم کتنے کامل مکمل بنے ہوئے ہیں۔ میرے محبوب نے ارشاد فرمایا۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو۔ بھئی کشش اور جاذبیت اللہ کی طرف ہو' مخلوق کی طرف نہ ہو۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو چھوڑو دنیا کے قصوں کو' اور نہ کسی سے کشیدگی کا اظہار ہو۔

آشناء بیٹھا ہو یا نا آشناء
ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

کس قصے میں پڑے ہو اگر تم ڈفلی بجانا جانتے ہو تو تم ڈفلی بجائے جاؤ۔ اگر یہ بانسری بجانا جانتے ہیں تو یہ بانسری بجائے جائیں۔ جس کو جو کام آتا ہے یاد رکھئے دین مبین کے لئے وہ کام کئے جائے۔ کس کس کی رعایت کرو گے! کس کس کا خیال کرو گے! اخلاص کی بہت کمی ہے' فرمایا نفاق عام ہو چکا ہے زمانے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ عاقل وہ ہے جس میں موقع

شناسی ہو اور مردم شناسی ہو۔ جس کو جو آتا ہے وہ کئے جائے۔ اللہ کے لئے تواضع اختیار کیجئے' بے نفسی اختیار کیجئے۔

بے نفسی کی علامت

اور حضرت نے بے نفسی کی پہچان بیان فرمائی۔ کہ جب کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف ہو تو تمہیں ناگوار نہ لگے۔ نہ چیں بجبیں ہو حضرت نے فرمایا یہ نفاق ہے کہ منہ پر کچھ' اور پیچھے کچھ۔ منہ پر تو اتنی تعریف کرتے ہیں لوگ کہ عرش پر بیٹھا دیتے ہیں۔ آج عصر کی مجلس خاص میں بھی یہ بات ہوئی۔ اور بعد میں بدنام کرتے ہیں اور ایک دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔ یعنی دسترخوان باطن' ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے اور ایک مسلک کے شیدائی ہیں۔ ارے بھئی کیسی شیدائیت ہے! یہ کیسی فدائیت ہے! منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ! اگر کسی کی اصلاح کے تم طالب ہو تنہائی میں ادب سے کہہ دو۔ کہ فلانی بات آپ کی شریعت کے خلاف ہے۔ اس کو آپ درست کرلیں۔ اور اگر کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ خود اس کے لئے بھی صلاحیت کی ضرورت ہے۔

ایک ہے نصیحت کرنا' اور ایک ہے عار دلانا' بعض آدمی نصیحت کرتے کرتے پھسل جاتے ہیں اور عار دلاتے ہیں' حدیث پاک میں آیا ہے جس

غلطی اور گناہ سے عار دلاؤ گے اس وقت تک نہیں مرو گے جب تک کہ وہ گناہ نہ کرلو۔ اگر تم نے توبہ نہ کی۔ بڑی عمر میں جا کر، کہیں اسی (۸۰) سال کی عمر میں میرے حضرت نے ایک روز فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھے مقام نصیحت عطا فرمایا ہے، اب میں ناصح کی حیثیت سے کوئی بات کہہ سکتا ہوں۔ یاد رکھئے! ہم میں سے ہر ایک کو درجہ نصیحت کا حاصل نہیں ہے۔ حضرت کی لطیف باتیں ہوتی تھیں، بہت الطف طبعیت کے مالک تھے۔

دین نام ہے خیر خواہی کا

فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ دین نام ہے نصیحت کا۔ فرمایا اس کلمہ کو چاہئے دائیں طرف سے کہہ لو چاہئے بائیں طرف سے کہہ لو دین نام ہے نصیحت کا۔ اور نصیحت نام ہے دین کا۔ دو تین بار بڑے مزے لے کر فرمایا دین نام ہے خیر خواہی کا، خیر خواہی نام ہے دین کا۔ اگر کسی کے ساتھ خیر خواہی ہے تنہائی میں بھی بات کی جا سکتی ہے۔ یاد رکھئے! اگر نصیحت کا درجہ حاصل نہیں ہے تو ہم نصیحت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ایک کام تو کرسکتے ہیں کہ اس کی ہدایت کی دعا کریں۔

مقامِ تبلیغ

یاد رکھئے یہ امت امت سے مستغنی کبھی بھی نہیں ہو سکتی ہے اس امت کو داعی کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔ اس امت کا ایک ایک فرد ایک ایک عالم غیر عالم سب داعی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس دور میں صاحبانِ طریق اس چوتھی بات کو مقاماتِ باطنہ میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ رونا اس بات کا ہے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **وامروابا لمعروف ونہواعن المنکرا** سے کہتے ہیں تبلیغ' اور یہ تبلیغ بھی' مقاماتِ باطنہ میں سے ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ نے عجیب خلاصہ پیش فرمایا' یہ تو چار "ت" ہو گئیں اتائے اربعہ' ایک توبہ کی "ت" ایک تقویٰ کی "ت"' ایک تواضع کی "ت"' ایک تبلیغ کی "ت"' اتائے اربعہ' چار "ت" کے اندر تمام اربعین کا خلاصہ ہے۔ اللہ اکبر! کیا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے بارے میں **وامروابا لمعروف** حکم دیا آپ نے اس بات کا' کہ تم امر بالمعروف کرو نیکی پھیلاؤ' **و نہواعن المنکرا** اور برائی سے روک دو۔ پوری امت اس کی **مکلف** ہے۔ یاد رکھئے۔ ہاں البتہ کچھ طریقے کا فرق ہے' علماء کا انداز اور ہونا چاہئے اور عوام مسلمین کا انداز اور ہونا چاہئے! دیکھئے خطبات حج کے اندر آخری خطبہ ہے میدان منیٰ میں بات تو اس میں طویل ہے' لیکن **بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَة** سامنے رکھ لیجئے۔ لہٰذا تبلیغ سے مفر نہیں' تبلیغ کا کوئی انکار نہیں کر سکتا' اس لئے فرمایا کہ علماء

کے لئے تبلیغ کی صورت وعظ کی ہے اور عوام کے لئے تبلیغ کی صورت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے عمل میں لانا اور اپنے ماتحت لوگوں کے عمل میں لانا۔ اور جو زیرِ اثر قریبی احباب ہیں ان تک پہنچانا۔

تبلیغ کے چار درجات

اور ہمارے حضرت نے اس کی چار قسمیں بیان فرمائیں۔ تبلیغ کی ایک قسم فرض عین ہے' دوسری واجب ہے' تیسری سنت ہے' اور چوتھی مذموم ہے' تبلیغ کی پہلی قسم جو فرض عین ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے سچے دین کو' پیارے دین کو پورے طور پر اپنے وجود میں جاری کرو۔ یہ تبلیغ فرض عین ہے۔ ماتحت لوگوں میں اللہ کے دین کو گھر کی چار دیواری میں بیوی بچوں میں لانا یہ تبلیغ واجب ہے۔ عام امت کو دعوت دینا جو کہ انداز ہمارا ہے' ہم اپنے انداز سے اپنے طرز سے دعوت دیں' علماء اپنے طرز سے دعوت دیں یہ سنت ہے۔ اور جہاں ناقدری ہو دین کی بات کو پس پشت ڈالا جائے ٹھکرایا جائے' عیب نکالا جائے وہاں پر منع ہے کہ تبلیغ کی جائے۔

اور مبلغ کے لئے ضروری ہے وہ اپنے اندر اخلاص کو قائم کرے۔ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرے۔ اور جہاں کہیں جائے بحیثیت مبلغ کے تو نذرانے نہ لے' لوگوں کی جیب میں نظر نہ رکھے۔ اپنے پاس سے خرچ

کرے۔ یاد رکھئے! یہ مقام تبلیغ اس امت کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت امت دعوت ہے اس کا ایک ایک فرد داعی ہونا چاہئے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ مولانا کا انداز کچھ اور ہوگا۔ میرا انداز کچھ اور ہوگا۔ انداز کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نفس تبلیغ پر امت کا اجماع کا ہے۔

افراط و تفریط اور صراط مستقیم

توبہ! توبہ! بعض لوگ بڑھتے ہیں تو اتنا بڑھتے ہیں اتنا بڑھتے ہیں کہ لوگوں کو خلاف تبلیغ کہنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگ ہٹتے ہیں تو نام تک نہیں لیتے کہتے ہیں جی کہ ان کی لائن دوسری ہے ہماری لائن دوسری ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جیسے حضرت تھانوی نے فرمایا خدا ناس کرے جہلاء صوفیا کا جنہوں نے یہ کہا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے شریعت پر جو عمل کیا جاتا ہے وہ طریقت ہے' شریعت علم است و طریقت عمل است' یہ لازم و ملزوم ہیں اگر ایک جسم ہے تو ایک روح ہے دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں جدا نہیں' الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہیں اگر ایک نور علم ہے تو ایک اس پر عمل صالح ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' پوری امت عالم ہے۔ فرق صرف درجات کا ہے تم نے علم کی تکمیل نہیں کی بلکہ نصاب کی تکمیل کی ہے۔ زمانہ طالب علمی تمہارا اب شروع ہوا ہے ناز نہ کرنا۔ اندازہ

فرمایئے کتنا حسن ظن کا غلبہ کہ علماء سے کہہ دیا کہ پوری امت عالم ہے البتہ درجات کا فرق ہے۔ تو عزیزانِ من! ہمارے ہاں مقاماتِ باطنہ میں لازمی مقام ہے مقام تبلیغ' جیسے جہلا صوفیاء کا یہ کہنا غلط ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بالکل جھوٹ ہے اسی طریقے سے یہ کہنا تبلیغ اور ہے اور سلسلہ اور ہے۔ بالکل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ ایک ہی بات ہے۔

ہم سب ایک ہیں

دیکھئے مولانا محمد الیاس صاحب بانی کاندھلوی جماعت تبلیغ کے کتنے بڑے شخص ہوئے ہیں ان کا اخلاص دیکھئے اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا باہمی تعاون دیکھئے مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی' مولانا حبیب احمد کیرانوی اور دیگر علماء کرام کا مسلسل حضرت جی کے ساتھ میوات کے سفروں میں جانا اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلسل وہاں کے اخراجات کے لئے مال فراہم کرنا اور بار بار یہ کہنا کہ حضرت جتنی ضرورت ہو اور لے لیجئے اور منگواتے رہئے لیکن کام کیجئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھئے۔ آخر کون ہیں یہ حضرات؟ ان کا سلسلہ کیا ہے؟ ایک ہی فیملی کے ممبر ہیں یہ سب کے سب۔ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید الطائفہ شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

رحمتہ اللہ علیہ ان سب کے دادا پیر ہیں۔ تفریق کیوں پیدا کی جاتی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے تفریق پیدا کرنا علامت نفاق کی ہے۔ ہم سب ایک ہیں بھئی جماعت و جمعیت ہماری ہے ہمارے بزرگوں کی ہے' ہماری اپنی چیزیں ہیں۔ کام کی مورچہ بندی ہوتی ہے۔ ایک شہر کی پولیس ہوتی ہے ایک دشمن کے مقابلے کے لئے انٹرنیشنل بارڈر کی فوج ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ایک سمندر کی فوج ہوتی ہے' ایک فضائی فوج ہوتی ہے' ایک خشکی کی فوج ہوتی ہے اپنے اپنے مورچے ہیں لیکن ہیں سب ایک' اس بات کو اپنے ذہن میں رکھئے تفریق پیدا نہ ہونے دیجئے اور جہاں تفریق پیدا ہوا اور جس حلقے میں ہو اس تفریق کا علاج تردید ہے۔ تردید کیجئے۔ جیسے ہمارے بزرگوں نے اس کی تردید کی کہ شریعت و طریقت جدا نہیں ایک ہی قصہ ہے اسی طریقے سے سلسلہ تبلیغ جدا نہیں ایک ہی سلسلہ ہے۔ ایک مسجد کے اندر' خانقاہ کے اندر کام کرنے والے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو مسجد کے اندر نہیں آتے حضرت نے فرمایا ان کا کام یہ ہے کہ مسجد میں لانے والے ہیں اللہ کے گھر میں پہنچانے والے ہیں جب گھر میں پہنچا دیا تو گھر میں کچھ لوگ ایسے خاصان خدا موجود ہیں جو اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔ یاد رکھئے! کیسی عجیب بات ہے ایک ہے بیت اللہ تک پہنچانا اور ایک ہے اللہ تک پہنچانا۔ تو ہمارے بزرگوں کی یہ دو جماعتیں ہیں۔ کام میں اتحاد ہے لیکن انداز کا معمولی سا فرق ہے اور وہ بھی مشورے سے' باہر والے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ تم

اندر جاؤ اور اندر والے خدا تک پہنچا رہے ہیں۔ ایک بیت تک لاتے ہیں اور ایک بیت والے تک پہنچا دیتے ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں ہے اگر کوئی تفریق کرے اس کی تردید کرو، کہ تم جھوٹ بولتے ہو، بالکل غلط ہے، تم امت کے اندر نفاق پیدا کرتے ہو، پوری امت داعی ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک امتی داعی ہے اور ہر شخص پر ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ فرض عین کو بھی نبھائے، واجب کو بھی نبھائے، سنت کو بھی نبھائے، اور ممنوع سے بچے، تو اتنی سی بات ہے تو چالیس بمقاماتِ باطنہ کا، مقاماتِ اربعین کا خلاصہ چار باتوں میں توفیق الٰہی، اپنے حضرت کی برکت سے پیش کیا گیا توبہ، تقویٰ، تواضع اور تبلیغ! اور یہ خلاصہ ہے اربعین کا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ بخلوص و صدق جو ان چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ وہ چالیس میں کامیاب ہو جائے گا چالیس کے برکات اس کو حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقامات اربعہ کی تکمیل کسی اللہ کے مقبول کا دامن تھام کر کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ اپنے راستے کی سمجھ بھی عطا فرما۔ دین کی سمجھ عطا فرما۔ صحت سلیم ایسا قرب ہمیں عطا فرما کہ بس ہم بات کو فوراً عمل میں لے آئیں اور عقل مستقیم عطا فرما۔ عقل کے پندار سے ہمیں تو بچا لے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراقبہ یعنی فکر قلبی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے اور اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر

(بخاری و ترمذی)

(ف) حق تعالیٰ کی ذات و صفات یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضاء پر عمل ہونے لگے تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ جو اعمال قلب میں سے ہے اس حدیث میں اس کا امر ہے کیونکہ اہل قبور میں سے اپنے کو شمار کرنا عمل قلب کا ہے اور اثر جو اس پر مرتب ہے وہ تقلیل تعلقات دنیویہ اور مثل میت کے شہوت و غضب و اخلاق ذمیمہ کا مضمحل اور انقیاد و تفویض کا غالب ہو جاتا ہے۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مراقبہ یعنی فکر قلبی

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی ملاقات میں مراقبات کے بارے میں مختصر سی باتیں پیش کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مراقبات کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اور احادیث میں مراقبات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

فکر قلبی

مراقبہ! لفظی معنی کے اعتبار سے یہ ہے کہ گردن جھکا کر سوچنا جبکہ گردن جھکانا شرط نہیں گہری سوچ کا نام مراقبہ ہے اور مراقبہ کی حیثیت کیا ہے فکر قلبی میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا یعنی دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ مجھے جو کام بھی کرنا ہے مرضی محبوب کے مطابق کرنا ہے اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے مرضی

محبوب کے خلاف کوئی کام کسی بھی قسم کا نہیں کرتا۔

اذکار' مراقبات اور اشغال کی حدود

مراقبات نافع بہت زیادہ ہیں اشغال جو کہ شغل کی جمع ہیں اس میں تو یہ شرط ہے کہ شیخ اپنی موجودگی میں اپنی نگرانی میں اپنے پاس رکھ کر شغل کرائے اور اشغال کا ثبوت بھی نصوص سے ہے اور اذکار مختلف مقدار میں مختلف طالبین کو تجویز کر دیئے جاتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ بچے کی خوراک الگ ہے بڑے کی خوراک الگ ہے بیمار کی خوراک الگ ہے صحت مند کی خوراک الگ ہے تو زمانہ طالب علمی میں اذکار بزمانہ اسباق نہیں کرائے جاتے ایام رخصت میں اپنے استاد باطن کے مشورہ سے اذکار میں لگنا چاہیے تعطیلات کو خراب نہیں کرنا چاہیے تعطیلات میں معطل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے آپ کو اور اپنے اوقات کو کار آمد بنانا چاہیے اور اذکار بغیر اجازت کے بھی کئے جا سکتے ہیں اجازت میں دو فائدے ہیں ایک برکت زیادہ ہوگی اور دوسرے خوراک کی وہ مقدار معلوم ہو جائے گی جو اس وقت ہم جذب کر سکیں اور اشغال مشروط ہیں وہ شیخ اپنی نگرانی میں کراتا ہے جیسا کہ عرض کیا گیا اور رہے مراقبات یہ ہر حالت میں ہر شخص کیلئے چاہے زمانہ طالب علمی ہو چاہے زمانہ اسباق سب کیلئے یکساں مفید ہیں

اور سب کیلئے اس کی ضرورت ہے لیکن ہر ایک کیلئے مراقبات میں سے مراقبہ الگ الگ ہے مصروف اور صحت مند آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور مشغول اور کمزور آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا نوجوان کیلئے جدا ہوگا بوڑھے کیلئے جدا ہوگا بیمار کیلئے جدا ہوگا تندرست کیلئے جدا ہوگا جس میں اعتدال سے ہٹ کر شہوت کا مادہ ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور جس کی طبیعت میں سلامتی ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور یہ مختلف مراقبات قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مراقبات نام ہے فکر قلبی کا جو بے حد ضروری ہیں۔

امثال مراقبات

مراقبہ "عذاب الٰہی"

انسان گناہوں سے کب بچتا ہے جب خدا کا خوف ہو اور خدا کا خوف کیسے پیدا ہوتا ہے؟ عذاب الٰہی کے مراقبہ سے یعنی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ جبار ہیں قہار ہیں منتقم ہیں ذوالانتقام ہیں عزیز ہیں جلال ہیں شدید ہیں ان کی گرفت گرفت بہت سخت ہے ان کی بارگاہ میں انبیاء کے پتے بھی پانی ہیں مارے خوف کے اب لرزہ سا پیدا ہوگا طبیعت کے اندر اور کچھ لرزہ ایسا ہوگا کہ وہ ڈرے گا اور

یہاں کس سے ڈرے گا ان باتوں کے مراقبہ سے؟ ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا جب ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا تو مطلوب درجے کا خوف اس لرزہ کے ساتھ ڈرنے کے ساتھ پیدا ہوگیا جب پیدا ہوگیا تو گناہ اس سے چھوٹ گئے معاصی اس سے چھوٹ گئے اور یہ گناہوں کو ترک کرنے لگا پے در پے گناہوں کو ترک کرنے لگا تو معلوم ہوا ایسے آدمی کیلئے ایسے مراقبہ کی ضرورت ہے جس کی شہوت حد اعتدال سے ہٹی ہوئی ہے اور افراط کے درجے میں ہے جب افراط کے اندر کسی کی شہوت ہوتی ہے تو وہ معاصی کے اندر غرق ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے نادم و شرمندہ نہیں ہوتا ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ مراقبہ کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا گرفت کا جباریت کا قہاریت کا ذوالانتقامیت کا مراقبہ کرے۔ اس سے انشاء اللہ اس کی شہوت اعتدال میں آجائے گی اور اس درجے کا خوف اس کو حاصل ہوجائے گا جسے خوف مطلوب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ اس کیلئے دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ رات کو سوتے وقت اگر زیادہ ہی مشغول ہے تو کم از کم پانچ منٹ نکال لے اور تفصیلاً سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں سب کچھ ہے عذاب بھی انہوں نے ہی پیدا کیا ہے اور دوزخ و جہنم بھی انہوں نے ہی بنائی ہے ارے بھئی کس کے لئے بنائی ہے گناہ گاروں کے لئے بنائی ہے اگر میں گناہوں میں مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ میرا ٹھکانا جہنم ہوگا اور پھر اس کی جباریت کو قہاریت

کو قہر فرمانے کو انتقام لینے کو سوچے اور انتقام پر وہ قادر ہیں اور انتقام لیتے ہیں منتقم ان کا نام ہے عزیز ہیں دبدبے والے ہیں رشید ہیں شدید ہیں جلال والے ہیں اس طریقے سے سوچے پانچ منٹ اس پر صرف کرے پھر استغفار اور لاحول کی ایک ایک تسبیح یا اکیس اکیس مرتبہ پڑھ کر کلمہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کر کے سو جائے رات کو یہ پانچ منٹ نکالے پھر دیکھے اس کا کرشمہ اب رہیں پانچوں نمازیں تو دوسرا کام یہ کرے کہ رات کو جو تفصیلا" مراقبہ کیا تھا عذاب الٰہی کا ان کی جباریت قہاریت انتقامیت کا شدیدیت کا رشیدیت کا جلالیت کا تو اب ہر نماز کے بعد ایک ایک منٹ اس رات والے مراقبہ کی تجدید کرتا جائے صرف ایک منٹ گھڑی میں دیکھ لے زیادہ نہیں کہ رات کو میں نے کیا سوچا تھا اور ان کے سامنے میں نے رات کو توبہ کی ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر چالیس یوم اس نے اس پر محنت کرلی تو انقلاب آجائے گا اور حقیقی تبدیلی واقع ہو جائے گی جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے آزمائش شرط ہے۔

مراقبہ "موت"

اسی طریقے سے جس کی زندگی بے راہ روی میں گزر رہی ہے اور مرنے کا نہ خیال ہے نہ دھیان ہے اور طبیعت بے باکی سرکشی کی طرف

مائل ہو رہی ہے ایسے شخص کیلئے ہے مراقبہ موت بہتر یہ ہے کہ اپنی موت کو دس منٹ روزانہ رات کو سوچے اور بالکل ایسے تصور کے ساتھ کہ میں لیٹا ہوا ہوں بیوی بچے اہل خانہ میری اس نازک حالت پر سکرات موت پر رو رہے ہیں اور بے بس ہیں اور مجھے موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے اور انگوٹھے کی جانب سے قبض روح کا سلسلہ انخلاء روح کا سلسلہ جسد ترابی سے شروع ہو گیا انگوٹھے سے ٹخنے تک بات آگئی ٹخنے سے گھٹنے تک بات آگئی گھٹنے سے رانو تک آگئی رانو سے کولہے تک بات آگئی اب ٹانگ میری کھڑی کرتے ہیں لیکن گر جاتی ہے کھڑی نہیں ہوتی تلوے کے اندر کوئی نہ کوئی چیز چلا کر دیکھتے ہیں کہ گدگداہٹ ہو لیکن اب گدگدی بھی ختم ہو گئی اور بات اب ناف تک آگئی اب معدے تک آگئی اب اوپر تک آگئی فرشتہ آگیا آنکھیں میری پتھرا گئیں کنپٹی بیٹھ گئی رنگ زرد ہو گیا اور ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا یٰسین پڑھی جا رہی ہے کلمہ کی تلقین کی جا رہی ہے بے بسی کا عالم ہے حیات دنیوی کے اندر ایک لمحہ کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا ایسی کسمپرسی کا عالم ہے اور میری اس حالت کو دیکھ کر سب زار و قطار رو رہے ہیں اور میں بھی بے بس ہوں یہاں تک کہ میری روح پرواز کر گئی اور تجہیز و تکفین کے بعد قبر میں نکیرین آگئے نکیرین کیا آگئے زلزلہ آگیا توبہ! توبہ! توبہ بڑا خطرناک منظر ہوتا ہے اور میں ان کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہوا اور میرے نیچے آگ کا بستر بچھا دیا گیا اور جہنم کی کھڑکی کھول دی گئی توبہ توبہ توبہ سانپ بچھو

اژدھے بڑے بڑے ڈسنے کیلئے میرے اوپر مسلط کردیئے گئے صور پھونک دیا گیا میدان قیامت قائم ہوگیا اور جلتے ہوئے توے سے زیادہ مثل تانبے کے زمین انتہائی گرم ہے اور تمازت آفتاب کی سر کو کھولائے دیتی ہے نیچے سے پسینے کا عذاب ہے اوپر سے زبان لٹکنے کا عذاب ہے حدیث میں آتا ہے دو عذاب ہوں گے میدان قیامت کے اندر نیچے سے پسینے کا عذاب ہوگا کسی کا پسینہ ٹخنے تک اگر ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ میں جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کے اندر کھڑا ہوا ہوں اور کسی پل اس کو چین نہیں ہوگا کسی کا پسینہ پنڈلی تک ہوگا' گھٹنے تک ہوگا' زانو تک ہوگا کولہے تک ہوگا کسی کا یہاں تک ہوگا (سینے تک) اور کسی کا یہاں تک ہوگا (اس کے اوپر تک) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ بات بیان فرماتے تھے تو اتنے متفکر ہوجاتے تھے کہ آپ کا فکر آخرت صحابہ کے اوپر بھی ظاہر ہوجاتا تھا اتنے پریشان ہوجاتے تھے اور دوسرا زبان کا عذاب یہ ہوگا کہ زبان لٹکنا شروع ہوجائے گی لٹکتے لٹکتے کسی کی سینے تک آئے گی کسی کی ناف تک آئے گی کسی کے زانو تک آئے گی کسی کی گھٹنے تک آئے گی کسی کی ٹخنے تک آئے گی کسی کی پیروں تک آئے گی کسی کی پیروں سے بھی بڑھ جائے گی اور پیروں میں روندنا شروع ہوجائے گی سنبھالنا مشکل ہوجائے گا اتنا تنگ اور پریشان ہوجائے گا الٰہی توبہ الٰہی توبہ اور اگر یہ دنیا میں متکبر تھا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ متکبر کے اجسام کو مثل چونٹیوں کے بنادیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے

قدموں میں روندنا شروع ہوجائیں گے اور بے انتہا ذلت و خواری ہوگی متکبرین کو جنھوں نے دنیا کے اندر تکبر برتا ہوگا۔ ایک طرف پسینے کا عذاب ایک طرف زبان کے لٹکنے کا عذاب اور دوسرے تکبر کی بنا پر مثل چونٹیوں کے ان کا جسم کردیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے قدموں میں رندتے پھریں گے۔ ہائے اللہ میرا کیا بنے گا ہائے اللہ کس منہ کے ساتھ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں گا بس ایمان کی تجدید کرکے استغفار کرکے سوجائے یہ مراقبہ موت ہے وہ دنیا کی زندگی جو سرکشی اور بے باکی کی طرف جارہی تھی انشاءاللہ اس کو لگام لگ جائے گی طبیعت اعتدال میں آجائے گی۔

مراقبہ "الرحمٰن الرحیم"

اگر کوئی ضعیف ہے سفید ریش ہے اعضاء جواب دے چکے تو ایسا شخص کیا کرے، اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا، اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کا اللہ تعالیٰ کی غفوریت کا مراقبہ کرے ضعیف آدمی بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا مراقبہ کرے میرا اللہ بے حد مہربان ہے بڑا کرم کرنے والا ہے بڑا رحم کرنے والا ہے بخشنے والا ہے جی، اپنے بندوں کو وہ نہیں بخشیں گے تو کون بخشے گا۔ اس سے انشاء اللہ بوڑھے آدمی کے اعضاء کے اندر ایک توانائی آئے گی اعمال کی طرف سے غافل نہیں ہوگا اعمال کی ہمت اس کی برقرار رہے گی تو بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت، رحیمیت کریمیت، غفوریت کا

مراقبہ کرے۔

مراقبہ"ستارالعیوب"

اور گناہ گار آدمی جس نے اللہ کی نافرمانی کی معاصی کئے اور لوگوں کو پتہ نہیں چلا وہ اللہ تعالیٰ کی ستاریت کو مزید سوچا کرے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آج میرے معاصی کا میرے گناہوں کا پتہ نہ میرے ماں باپ کو ہے نہ میرے بیوی بچوں کو ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جس مولا نے یہاں ستاریت فرمائی ہے پردہ پوشی فرمائی ہے میدان محشر میں بھی اپنی ستاریت میں مجھے لپیٹ لے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے لاڈلے حبیب کے سامنے مجھے ذلیل وخوار نہیں ہونے دے گا۔ ایسے آدمی کو اللہ کی ستاریت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔

مراقبہ"رزاق حقیقی"

اور اگر روزی کے مسائل ہیں معاشی مسائل ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے جس نے

پیدا کیا ہے آب و دانے کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر اس کو زندہ رکھنا منظور ہے آب و دانے کے ساتھ زندہ رکھیں گے جب کسی شخص کی ہوا نہیں رہتی، پانی نہیں رہتا کھانے کا رزق نہیں رہتا، روزی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا سے اٹھا لیتے ہیں مجھے جب زندہ رکھا ہے تو یقیناً "میرا رب رزاق ہے مجھے رزق عطا فرمائے گا" گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، معاشی حالات سے دوچار ہے، مشکلات ہیں، اس کے اندر تو اس کو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ ان کی ذات عالی پر بھروسہ اور اعتماد پیدا ہوگا۔

مراقبہ "شافی مطلق"

اگر بیمار ہے لا علاج امراض کے اندر گھرا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ کرے۔ میرا اللہ شافی مطلق ہے شافی حقیقی ہے سیدنا ایوب علیہ الصلواۃ و السلام کو بغیر دوا کے شفا دی اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ عاجز اور محتاج ہو کے حضرت ایوب پکار اٹھے یا اللہ یہ کیا چیز میرے پیچھے پڑ گئی ہے آپ رحم فرما دیجئے سب سے زیادہ آپ رحم فرمانے والے ہیں اپنی محتاجی اور عاجزی بارگاہ عزت و جلال میں پیش کی بغیر دوا کے اللہ نے شفا دے دی ورنہ بعض مفسرین کے نزدیک وہ ایسے بیمار ہوئے تھے

کہ ان کے گھاؤ اور زخموں کے اندر ڈیڑھ ڈیڑھ گز لمبے کیڑے تھے اور قرآن مجید میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کیڑوں کی محبت عطا فرمادی تھی اگر کوئی کیڑا باہر نکل جاتا تھا تو اٹھاکر اپنے زخم میں رکھ لیا کرتے تھے۔ عزیزان من کبھی بیمار جسم کو گھبرانا نہیں چاہیے اگر اطباء' معالجین اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں وہ اللہ کے شافی ہونے کا مراقبہ کیا کرے رات کو دس منٹ روزانہ اور گیارہ دفعہ یہ کہا کرے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے' الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے انشاء اللہ بغیر دوا کے اس کی توانائی بڑھ جائے گی ہمت بڑھ جائے گی پست ہمتی اس کی دور ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ بغیر دوا کے شفاء دیدیں۔ شفاء کا انحصار ادویات کے اندر نہیں ہے اس بات کو یاد رکھئے معالجین کے پاس شفاء نہیں ہے ادویات میں شفاء نہیں ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے شفاء کبھی ادویات سے نہیں ہوا کرتی کبھی اطباء سے نہیں ہوا کرتی شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے اوپر سے یہ یاد رکھئے شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے کتابوں میں آتا ہے جب طبیب نسخہ لکھتا ہے تو وہ نسخہ بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتا ہے اور وہ دوائیں عرض کرتی ہیں بارالہ اے ہمارے مولا جیسا آپ کا حکم ہوگا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گی اور اس کے مطابق ہمارا اثر ہوگا جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہمارے اندر اثر پیدا ہوگا یاد رکھئے دوا موثر نہیں ہے موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے اس میں کوئی

تاثیر نہیں، آگ میں جلانے کی تاثیر نہیں وہ تو انکے حکم سے جلاتی ہے **قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ** کیا کہا انہوں نے اے آگ تو ہمارے ابراہیم کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا ارے بھئی اتنی ٹھنڈی ہوجائے کہ جم جائے قلفی ہوجائے وہ بھی تو اذیت کی بات ہے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا اتنی ٹھنڈی ہوجا کہ ہمارے ابراہیم کیلئے تو خوشگوار ہوجا اللہ تعالیٰ نے نار نمرود کو حضرت ابراہیم کیلئے گلزار بنادیا۔ گلزام ابراہیم کے نام سے پرانے زمانے کی ایک کتاب ہمارے بچپن میں ملا کرتی تھی اور حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ کا وعظ بھی ہے ملت ابراہیم تو عزیزان من گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ آپ کیجئے۔

مراقبہ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ"

اگر آپ کا کام مخلوق کے حلقے میں رکا ہوا ہے آپ مراقبہ کیجئے اللہ کے وکیل ہونے، اللہ کے کفیل ہونے کا انشاء اللہ اس سوچ و مراقبہ کی برکت سے گرہ کھل جائے گی، تالا کھل جائے گا، مراقبات سے تالے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی قوتِ خیالیہ، قوتِ متفکرہ، قوتِ ارادیہ کے اندر بڑی طاقت رکھی ہے لیکن یہ طاقت مراقبات سے آتی ہے اس راز کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہ طاقت بڑی دولت ہے جو آج میرے حضرت کی برکت

سے بیان ہورہی ہے۔ مخلوقاتی ماحول میں آپ کا کام رکا ہوا ہے نماز کے بعد بیٹھ جایئے اور سوچنے لگئے میرا مولا وکیل ہے، کارساز ہے، میرا مولا کفیل ہے، میرے لئے کافی ہے، انشاء اللہ جب آپ ان کے وکیل ہونے کا اور کفیل ہونے کا مراقبہ کریں گے تالا کھل جائے گا جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے۔

مراقبہ "علیم وخبیر"

اسی طریقے سے میرے عزیزو ! بہت سے مراقبات ہیں بہت سے مراقبات ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق کیوں فرمائی **اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللطیف الخبیر** جی !کیا وہ نہیں جانتا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ارے وہ بڑا باخبر ہے باریک بیں ہے سینوں کے حالوں کو بھی جانتا ہے **یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ** وہ اتنا جانتا ہے کہ تمہاری نظروں کا استعمال کیسا ہے کس خیانت کے ساتھ ہے اور اندر تم کیا لئے ہوئے ہو دل میں تم نے کیا کیا خیالات اختیاری طور پر پکائے ہوئے ہیں۔ میرے عزیزو آج بہت بڑی دولت کا بیان ہوا ہے یہ بڑی دولت آپ کو ہدیتاً" پیش کی گئی ہے مراقبات دراصل فکر قلبی کا نام ہے اور مراقبات کی تعلیم قرآن مجید میں بھی جابجا ہے اور احادیث میں بھی جابجا ہے **اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ**

وَمَثْوٰکُمْ وہ جانتے ہیں تم کس طرح چل پھر رہے ہو اپنے گھر میں کس طرح تم رہتے ہو۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے مجمع سے زیادہ تنہائی کے اندر باادب ہونا چاہیے میرے حضرت کا یہ مذاق تھا کہ تنہائی میں زیادہ باادب ہونا چاہیے کیونکہ ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور ایک بات یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بڑوں کا سبھی ادب کرلیتے ہیں کوئی چھوٹوں کا ادب کرکے دکھلائے انشاء اللہ اخلاق مہذب ہوجائیں گے جو چھوٹوں کے ساتھ صحیح طریقے سے پیش آئے گا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص۔ یہ بھی میرے حضرت نے فرمایا کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ جس کا برتاؤ اکرام کا ہوگا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص ہدایت سے نہیں ڈگمگائے گا۔بڑی اونچی بات فرماگئے۔ آخری نصائح میں یہ بات فرمائی تھی کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ رہ کر اپنی نگرانی کرنا ایسا انسان کبھی ڈگمگایا نہیں کرتا،بڑوں کا ادب کرلینا یہ سب کیلئے آسان ہے،لیکن چھوٹوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا جو واقعتاً" آپ کے چھوٹے ہوں اور آپ کے قابو میں ہوں وہاں اپنے آپ کو مہذب بنائے رکھنا اور ان کا اکرام کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے اسی طریقے سے صنفِ نازک،جنسِ لطیف،آپ کی بیوی آپ کی ماتحت ہے آپ کا پورا قابو ہے اس کے اوپر لیکن اس کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا اس کو شرعی دوست تسلیم کرنا اور اس کے مزاج کی رعایت کرنا اور اس کی غلطیوں سے اکثر وبیشتر درگزر کرنا دیکھئے پھر کتنا تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ میرے حضرت

نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی مطعون کرے طعنہ دے کہ میاں فلانا جو ہے وہ بیوی کا غلام ہوگیا ہے لیکن خانہ داری کے اندر گھر اس کا اچھا چل رہا ہے اولاد کی تربیت ہورہی ہے تو اس طعنے کو بھی برداشت کرجاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو تمہارے حال کو جانتے ہیں کہ تم کس طرح درگزر کرکے اللہ کے تعلق کو حاصل کررہے ہو۔

خلاصہ وعظ

بے حد ضروری ہیں یہ مراقبات اور یہ میں نے عرض کردیا کہ زمانہ اسباق کے اندر اذکار نہیں کرائے جاتے ہاں ایام رخصت کے اندر ان کو اذکار میں لگنا چاہیے اور ہمیں بھی اپنے کسی استاد باطن سے اپنے لئے اذکار تجویز کرانے چاہییں اور اشغال مشروط ہیں شیخ وہ اپنی نگرانی میں کراتا ہے کسی کیلئے چاہتا ہے کسی کیلئے نہیں چاہتا یہ صواب دیدی مسئلہ ہے بصیرت کا مسئلہ ہے، لیکن مراقبات سب کیلئے ہیں، عورتوں کیلئے بھی، مردوں کیلئے بھی، جس طرح مردوں کے لئے اسی طرح عورتوں کیلئے، جس طرح مشغول حضرات کیلئے اسی طرح فارغ حضرات کیلئے، جس طرح فارغ حضرات کیلئے اسی طرح مشغول حضرت کیلئے، لہٰذا مراقبات کی تعلیم قرآن و حدیث کے اندر جابجا موجود ہے مراقبہ گہری سوچ کا نام ہے، فکر قلبی کا نام ہے، دل کو بیدار کرنے کا

نام ہے۔ میں نے مختلف مراقبات پیش کئے تمثیلات کے ساتھ پیش کیے تفصیلات کے ساتھ پیش کئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی بفکر توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالکین کے لئے قیمتی نصیحتیں

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ﷺ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنے حضرت کی چیدہ چیدہ نصیحتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں عجیب بات فرمائی اور خود بھی عجیب وغریب تھے

شان عبدیت

ارشاد فرمایا کہ عبادت کر کے غرور کرنے والے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے۔ عجیب بات فرمائی ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں غلامی کو۔ اب

بتایئے کہ غلام غلامی بجالائے اور غرور کرے کیا منہ ہے اسکا۔ وہ اس قابل ہے کہ غلام رہ کر اور غلامی میں ہو کر غرور کرے۔ توبہ توبہ بہت بری بات ہے۔ اپنی حیثیت کو تو سوچ کہ میں کیا ہوں۔ میں فلاں ہوں اور غلامی میرا کام ہے۔ اب غلامی کی حالت میں غلام رہ کر غرور کرنا بے جوڑ بات ہے۔ اس کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں اپنی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم غلام ہیں اور ہمہ وقتی غلامی میں مصروف رہنا ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی نعمتیں خوب برتو لیکن غلام بن کر۔

اور بڑا شرف ہے کہ ہمارا تعلق غلام ہونے کا ہے اور یہ تعلق رابطے کا تعلق ہے ضابطے کا نہیں ہے چاکری کا تعلق ہے نوکری کا نہیں۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بس یہ کہ میں اتنی دیر کام کروں گا یہ کام کروں گا اور تنخواہ پاؤں گا۔ کام کیا اور چلا گیا اور اگر دیر ہو گئی تو وہ اوور ٹائم شمار ہوتا ہے۔ لیکن غلام کی شان کچھ اور ہے۔ ابھی بچوں کا پیشاب پاخانہ اٹھا رہا ہے۔ اور اگر کوئی آقا کو اہم بات پیش آگئی تو مقرب ہے۔ آقا نے اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ مشورہ دے رہا ہے۔ ارے غلام بننے میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق رابطے کا ہوتا ہے۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے لیکن جو مزہ اور لطف رابطے میں ہوتا ہے۔ وہ ضابطے میں کہاں ہے۔ اب بتایئے غلام غلامی کے اندر مشغول ہے۔ اور پھر غرور۔ بے جوڑ بات ہے۔ اباجی فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر وہ گناہ گار ہے

جس نے گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلیا اور غرور کہا جاتا ہے دھوکہ کھانے کو غلام ہو کر دھوکہ کھا رہا ہے توبہ توبہ۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگنے کی علامت

اور عجیب بات فرمائی کہ اللہ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ یعنی اس کا دل چپکا ہوا نہ ہو۔ زہد مطلوب ہے اور مومن کو زاہد ہونا چاہئے اور زہد کی آسان تعریف یہی ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ اباجی ہمیں زاہد بنا رہے ہیں زہد مطلوب دلوا رہے ہیں اور زاہد تر بنا رہے ہیں زاہد خشک نہیں خشکی سے کام نہیں چلتا خشکی میں سختی ہوتی ہے اور تری میں نرمی ہوتی ہے بعض آدمی انجانے پن کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے ورع اور اپنے زہد پر اپنے بیوی بچوں کو کستے ہیں۔ اپنے گھر والوں کو کستے ہیں۔ یہ بات غلط ہے آپ کا ورع اور زہد آپ کے ساتھ ہے اور ان کا ورع اور زہد ان کے ساتھ۔ اور حاصل ان کو بھی ہے لیکن اپنی کیفیات پر دوسرے کو کسنا نہیں چاہئے۔ یہ غلط بات ہے ہمارے حضرت اس کے خلاف تھے۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں حالانکہ ابھی توکل کی اسے ہوا بھی نہیں لگی۔ رضا بالقدر پورا پورا ہونا چاہئے یہ فرض ہے۔ لب کشائی بالکل نہ ہو۔ قدر اور تقدیر کے مسئلہ پر لب کشائی کی بالکل

گنجائش نہیں ہے یہ مسئلہ سمجھنے کا نہیں ہے ماننے کا ہے۔ ایک مرتبہ آپ دولت کدہ سے باہر مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ وسلم میں تشریف لائے۔ کچھ آدمی باتیں کررہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہورہی ہے آپس میں کیا باتیں کررہے ہو۔ اباجی نے فرمایا کہ یہاں سے مسائل سلوک پیدا ہوگئے یہاں سے نکل رہے ہیں اور نکالے جارہے ہیں مربی کو حق ہے کہ اپنے متعلقین سے پوچھے کہ کیا کررہے ہو۔ کیا بات ہورہی ہے۔ صحابہ نے صاف صاف عرض کردیا کہ تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو ہورہی ہے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ طالبین سالکین کو اپنے مربی سے بات چھپانی نہیں چاہئے بلکہ پوری پوری بات بتانی چاہئے دیکھا اباجی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں اسے استدلال نہیں کہتے۔ اور استنباط اسے کہتے ہیں کہ سمندر کی تہہ میں غوطہ لگاکر پہنچنا اور وہاں سے غوطہ لگاکر لعل و گوہر نکال کر اوپر لانا۔ آگے شیخ کو حق ہے کہ سالکین کو گفتگو سے منع کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مربی تھے۔ آپ نے فرمایا خبردار جو اس مسئلہ میں کلام کیا اس مسئلہ کا ادب خاموش رہنا ہے۔ اس مسئلہ میں کلام نہ کرنا کوئی تذکرہ تبصرہ نہ کرنا۔ مسئلہ سلوک کا واضح ہوگیا کہ مربی کو حق ہے کہ طالبین کی خیر خواہی کی خاطر کسی بھی مسئلہ میں ان کو خاموش رہنے کی تعلیم دے۔ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ حضرت والا نے سنایا تھا۔ کہ موت کا تکیہ لگاکر سویا کرو اسی تکیے پر جمعہ کے علاوہ حضرت کی دو مہینے تک مجلس ہوتی رہی

جمعہ کے روز اپنے پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا وعظ من وعن بعینہٖ بلا تشریح کے سنایا کرتے تھے' اور مجلس عام اور بڑی مجلس جمعے کی ہوتی تھی۔ اور پورا ہفتہ حضرت حوالہ دیتے رہتے تھے۔ کہ جمعے کو وعظ میں نہیں سنایا تھا حضرت والا تھانوی کی بات پر کان دھرنے چاہئیں عمل کرنا چاہئے' حضرت والا نے یہ فرمایا تھا۔ حضرت مسیح الامت رحمتہ اللہ علیہ کو سارا وعظ مستحضر رہتا تھا۔ تو جمعہ کے علاوہ دو مہینے تک حضرت غوث پاک کے اس ارشاد پر مجلس ہوتی رہی۔ اباجی نے اس کا خلاصہ بیان فرمایا کہ موت کو تکیے کے نیچے رکھ کر سویا کرو اگر اٹھا کرو تو زندگی کی امید مت رکھا کرو۔ شیطان نے بھی خوب پٹی پڑھائی ہے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جی موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ واہ واہ ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں یہ تو طے شدہ چیز ہے۔ اور کہتے یوں ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں جب چاہے آجائے۔ جب چاہے کیسے آجائے گی کیا وہ اپنی مرضی سے آجائے گی۔ ہر ایک کو شکم مادر کے اندر یہ پیغام دیا گیا کہ تیرا نام یہ ہے اور تیرا کام یہ ہے اور تو اس وقت دنیا سے واپس ہوگا۔ یہ تین پیغام ملتے ہیں تب باہر تشریف لانا ہوتا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

یہ تو زندہ رہنے والوں کی نادانی ہے کہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس ہم یوں ہی دفناتے رہیں گے ایسے ہی عیادت کرتے رہیں گے۔ ایسے ہی تعزیت کرتے رہیں گے میرے عزیز! عنقریب تیرا نمبر لگا ہوا ہے۔ ادھر شکم مادر میں پیغام

دیا گیا وہ تو بھولا نہیں ہے بلکہ تجھے بھلا دیا ہے' یہ بھلانا بھی ان کا احسان سمجھ ورنہ زندگی اجیرن گزرتی اگر کسی سے یوں کہہ دیا جائے اور صحیح تاریخ بتلادی جائے کہ دس سال کے بعد فلاں تاریخ کو تیری موت واقع ہوجائے گی تو کیا وہ دس سال راحت میں گذریں گے یا زحمت میں گذریں گے' توبہ توبہ! زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ بس دن ہی گنتا رہے گا۔ کہ اب اتنے دن ہوگئے' اب اتنے باقی رہ گئے اور ایک آدمی مومن ہے ایمان کی حلاوت میں اور اطاعت میں زندگی بسر کررہا ہے۔ اور چند منٹ کے بعد دنیا سے جانے والا ہے لیکن بے فکر ہے مگن ہے اور مست ہے۔ تو بعض چیزوں سے ناواقفیت بھی دراصل احسان خداوندی ہے کہ اس بات سے ناواقف رکھا جائے گا۔ یاد رکھئے! زندہ رہنے پر تعجب ہے کہ یہ زندہ کیسے ہے مرجانا چاہئے تھا۔ آپ ماہرین امراض بدن سے پوچھئے وہ آپ کو بتلائیں گے کہ تعجب ہے کہ یہ انسان زندہ کس طرح ہے؟ حالانکہ کیسے کیسے جراثیم ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایک انچ جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر خناق کے جراثیم نہ ہوں۔ اور خناق کے جراثیم میں کوئی جرثومہ بدن میں داخل ہوجائے تو نرخرے کو توڑ کر رکھ دیتا ہے اسی وقت دم نکال دیتا ہے۔ اب بتلایئے ایسے جراثیم کے ساتھ زندہ رہنا تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ یوں کہتے ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

استحضارِ موت کا حکم

موت کا استحضار ماموربہ ہے اور یہ اعمال صالحہ میں سے ہے حدیث شریف میں صاف آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ غیر شہدا بھی ایسے ہوں گے جن کو شہدا کے درجے نصیب ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں جو موت کو یاد رکھتے ہوں گے اور ایک روایت میں صاف آتا ہے کہ جو دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ استحضار موت ماموربہ عمل ہے جس سے دلوں کا زنگ معاصی کے دھبے جو دل پر پڑجاتے ہیں جو دل کو کالا کردیتے ہیں وہ اس سے زائل ہوجاتے ہیں دل کا صیقل ہوجاتا ہے رگڑا لگتا ہے زنگ دور ہوجاتا ہے۔ پالش آجاتی ہے صیقل پالش کو کہتے ہیں۔ اور موت کو بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا تمہارے بھلانے سے نہیں آئے گی؟ ضرور آئے گی۔ ساری دنیا جراثیم سے بھری ہوئی ہے ایک تل دھرنے کو جگہ ایسی نہیں ہے جو جرثومات سے پاک ہو۔ اور ان جراثیم کے اندر رہتے ہوئے ذات باری تعالٰی نے آپ کو حیات ناسوتی دی ہوئی ہے۔ کیسے زندہ رکھا ہوا ہے! یہ ان کا کرم ہے۔

دنیا میں آنا اللہ کا احسان ہے

اور انہوں نے ہمیں دنیا میں بھیج کر اور بندہ بنا کر خدا کی قسم احسان فرمایا ہے ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ عالم ارواح کے اندر ہم مثل چیونٹیوں کے تھے ہم ترقی نہیں کرسکتے تھے اس دارالغرور میں بھیج کر احسان فرمایا ہے اور ترقی کی راہیں کھول دیں۔ پتہ چل جائے گا کہ کوئی کیا ترقی لے کر گیا ہے۔ جو کم ترقی والے ہوں گے۔ ان کو ذات باری تعالیٰ کا دیدار جمعے جمعے کے روز ہوا کرے گا اور ترقی یافتہ اہل جنت کو ہر روز دیدار ہوا کرے گا اور جنتوں میں بھی ایسی جنت ان کو دی جائے گی جہاں پر ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست باآسانی اور بے تکلف نصیب ہوتی رہے گی۔ یہاں پر یہ ریاضت و مجاہدے کی قدر نہیں کرتے اسے کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ وہاں قدر ہوگی اور ذکر میں لگتے نہیں اس کی وہاں قدر ہوگی؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اہل جنت کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی کوئی تکلیف نہیں ہوگی البتہ اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں جو اوقات بغیر ذکر کے گزرے ہیں وہ اچھا نہیں کیا اور یہ دوسری بات ہے کہ اس حسرت وافسوس پر دنیا کی سی تکلیف اور تعجب نہ ہوگا۔ ایسے اوقات پر افسوس ہوگا کہ برا کیا وہ اوقات بھی ذکر اللہ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ تاکہ بات آج کسی اور جگہ پہنچی ہوئی ہوتی۔

گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھے

بہت سے ارشادات کا خلاصہ ابا جی نے فرمایا کہ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو گناہ کو بڑا سمجھو۔ یہ دیکھو کہ یہ کس کی نافرمانی ہے خالق اکبر مالک کی نافرمانی ہے توبہ توبہ! اور فرمایا جس نے گناہ کو چھوٹا سمجھا اس نے خدا کو چھوٹا سمجھا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! ایسا معمولی سا سمجھا ہوا ہے۔ معاصی سرزد ہو رہے ہیں گناہوں کا صدور ہو رہا ہے مگر کسی بات کا فکر ہی نہیں ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پریشانی کا صرف ایک موقع ہے وہ یہ کہ جب گناہوں کا صدور ہو تو اس وقت جتنا بھی پریشان ہو کم ہے' اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے تو یہ موقع ہے پریشانی کا۔ ظاہری گناہوں سے بھی بچنا چاہئے باطنی گناہوں سے بھی بچنا چاہئے 'عقائد کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' معاشرے کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے اور اخلاقیات کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے۔ ہر قسم کے گناہوں سے 'چھوٹے گناہوں سے بھی اور بڑے گناہوں سے بھی۔

گناہ کو اچھی نظر سے دیکھنا برا ہے

بعض لوگ گناہ کرتے تو نہیں ہیں مگر جو لوگ کرتے ہیں ان کو دیکھنا ان

کو پسند ہے وہ بھی اس میں شریک ہیں۔ ایک چال یہ بھی چلی ہوئی ہے۔ ہم تو چونکہ فقیر ہیں۔ سائل ہیں' کوچے کوچے کے اندر' گلی گلی کے اندر صدا لگاتے پھرتے ہیں تو کچھ باتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ تو ایک یہ بھی ہے کہ خود معصیت کرتے تو نہیں ہیں مگر مبتلائے معصیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی گناہوں سے مانوس ہوئے۔ حالانکہ بالکل نفرت مطلوب ہے۔

ایک دفعہ اباجی کے ساتھ لاہور میں کار میں سوار ہو کر ایک جگہ جانا ہوا تھا۔ لاہور میں میدان کے اندر کچھ لڑکے نیکر پہنے ہوئے کھیل رہے تھے۔ اباجی نے فرمایا' **واذا مروا باللغو مروا کراما** ابھی قاری ایوب صاحب تلاوت کر رہے تھے تو یہ بات مجھے یاد آگئی' آپ نے بہت محبت سے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے۔ اس طرف دیکھنے کی' جب ہم مشغول نہیں ہیں ہمیں پسند نہیں ہے تو پھر دلچسپ نگاہوں سے نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا کیسا! کار میں پانچ آدمی تھے اباجی نے نصیحت فرمائی: **وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا**۔ آپ نے فرمایا: یہ بری بات ہے۔ گناہوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ معاصی سے نفرت ہونی چاہئے مگر گناہ گار سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ تو چونکہ وہ کھیلنے والے نیم عریاں ہیں ہم ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ اور دل میں دعا کر لیجئے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔ معاصی جہاں پر سرزد ہوں وہاں سے بھاگنا چاہئے۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگنا چاہئے۔

نفس کی ہر وقت نگاہ داشت کیجئے

اور ایک نصیحت یہ فرمائی کہ نفس کی ہر وقت نگرانی رکھے' ہم نے دیکھا ہے کہ کچے مکانوں کے اندر بل ہوتے ہیں اور ان بلوں اور سوراخوں کے اندر سانپ رہتے ہیں اور وہاں رہنا بھی ہوتا ہے کھانا پکانا بھی ہوتا ہے۔ بچے بھی ہوتے ہیں' اب کیا کریں پختہ عمارت نہیں ہے۔ چوہوں نے جو سرنگیں بنائی ہیں وہ دراصل سانپوں کے گھر بنا رہے ہیں یہ قاعدہ ہے اللہ تعالیٰ کھدائی کا کام چوہوں سے لیتے ہیں اور رہائش کا کام سانپوں سے کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک سانپ نے چوہے کو سالم نگلا' لیکن پورا نگلا نہیں گیا' اس کے گلے میں آکر پھنس گیا بہت تڑپا چوہا باہر نہیں نکل سکا تو چوہا تو اندر مرگیا اور یہ سانپ باہر تڑپ تڑپ کر مرگیا..... نفس کی نگرانی کی بات ہو رہی ہے۔ گھر میں چوہوں نے بلیں بنا دیں سرنگیں بنا دیں اس میں سانپ آکر رہنے لگے گھر والو کو علم ہے کہ کبھی کبھی ان کی دم نظر آتی ہے کبھی کبھی ان کا منہ نظر آتا ہے۔ تو کوئی پتھر لگا دیتا ہے۔ کوئی اس کے اوپر کچھ اور چیز لگا دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی رہتے ہیں' مگر اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز لگا دیتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ زہریلے سانپ ہیں مکان چھوڑ کر دکان چھوڑ کر جاتے نہیں' نگرانی رکھتے ہیں دن میں بھی رات میں بھی' رات کو موم بتی چراغ وغیرہ جلا کر تھوڑی سی روشنی کر کے بھی رکھتے ہیں' تاکہ کیڑے باہر نہ

آجائیں کیونکہ باہر روشنی میں آتے ہوئے ڈرتے ہیں' اندھیرے میں جلدی نکل آتے ہیں' ان سے بچنے کے لئے بالکل چوکس رہتے ہیں کہ کہیں وہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے' ارے! وہ مار بِل جو بل میں سانپ ہے وہ کیا نقصان پہنچائے گا جو مار آستین آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ ہر وقت یہ نفس امارہ آپ کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔ بمعہ اپنے پھن کے اور اپنے زہر کے' ڈسنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ اس سے زیادہ نگرانی اس کی کرو' ان بلوں سے زیادہ اس مار آستین کی نگرانی کرو' یہ آستین کا سانپ ہر وقت تیار رہے۔ اور تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور تمہاری گھات میں ہے۔ ڈسنے کے لئے اور زہر ڈالنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ کہیں کا نہیں چھوڑتا' ذرا سی کوئی اچھی بات ہو گئی چار آدمیوں نے مصافحہ کرلیا دعا و سلام کرلیا اپنے کمال کا خود ہی معتقد ہو جاتا ہے۔ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ**۔ یہ تو اللہ کی توفیق اور عطا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور ان کی توفیق شامل حال نہ ہو اور ان کی عطا نہ ہو تو یہ کس چیز کا کمال ہے۔ یہ تو ہمارے اندر نرا زوال ہی زوال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کے اندر زوال آجائے اور یہ نعمت سلب ہو جائے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نعمت کے زوال کا خطرہ لگا رہنا یہ عجب کے خاتمے کا سبب ہے۔ عجب بہت بری بیماری ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حسد

اور عجب بہت دیر سے جاتا ہے' عوام تو عوام خواص میں بھی پایا جاتا ہے۔ حنین کے اندر دیکھ لیجئے آزمائش آگئی اور قرآن مجید نے بتلا دیا کہ عجب کی وجہ سے آئی ہے۔

نفس کی نگرانی بہت ہی ضروری ہے اور ہر وقت ضروری ہے۔ ایسا دشمن جس کا یقینی طور پر علم ہو کہ گھات میں لگا ہوا ہے۔ تو ہمیں بھی اس سے بچنے کے لئے' دفاع کے لئے ہر وقت چوکس رہنا چاہئے۔ اس کے مقابلے کے لئے مجاہدے کی مشق کو ضرور برقرار رکھنا چاہئے' یہ نہیں کہ ایک دفعہ نفس کی مخالفت کرلی' مجاہدہ کرلیا' معاصی سے بچ گئے اور مشق کو قائم نہ رکھا تو بہت برا مارے گا چاروں شانے چت کردے گا' کہیں کا نہیں چھوڑے گا' لہریں اٹھتی رہتی ہیں کہ یہ خوبی یہ کمال' یہ پندار ہے اور عجب ہے۔ ہوشیار رہو' اس سے اپنے آپ کو بچالو' صحابہ کرام نے اس سے نقصان اٹھایا ہے اگر تم اس میں مبتلا ہو گئے تو طغیانی آجائے گی اور تم برباد ہو جاؤ گے۔

گناہوں سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے

اور فرمایا کہ گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عبادت نہ کرو' حضرت ضرورت کا درجہ بتلا رہے ہیں یہ منشاء ہے۔ یہ منشاء نہیں ہے کہ عبادت نہ کرے۔ گناہ سے بچے اور ویسے

کامیابی بھی گناہوں سے بچنے کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت وتوفیق دے کہ ہر قسم کے معاصی سے بچتے رہیں' اور ہم اپنے آپ کو بچائے رکھیں' ہر ناپسندیدہ چیز گناہ ہے' کیا تفصیل میں جایا جائے' نور ایمان اور نور تقویٰ خود ہی بتلا دیتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتنا نور تقوی کا اور نور ایمان کا سب کو عطا کیا ہے کھٹک پیدا ہو جاتی ہے' بندے کا ضمیر اور قلب جھنجھوڑتا ہے۔ کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ تو گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔

تھوڑی حلال روزی زیادہ حرام روزی سے بہتر ہے

اور فرمایا کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے' ہر طرح بہتر ہے' لقمہ حلال کی بات ہی کیا ہے۔ الحمد للہ خیالات بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں' رات کا اٹھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ نیکی کی طرف طبیعت چلنے لگتی ہے۔ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ آداب دعا میں سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا لقمہ حلال کا عادی ہو' رزق حلال کا نور عجیب وغریب ہے۔ مفتیان کرام جس چیز کو حلال قرار دیں بس کافی ہے۔ اور شک نہ کرے' تو اباجی فرمایا کرتے تھے کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے ہر طرح بہتر ہے۔

قناعت میں عزت ہے

فرمایا 'عزت قناعت میں ہے۔ ہمیشہ قانع رہے جو مل جائے بس یہی سمجھئے کہ بہت ہے۔ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں جلال آباد سے بعض حضرات اساتذہ کسی زمانے میں چلے گئے تھے۔ سب سے کم تنخواہ جلال آباد میں تھی بڑے بڑے حضرات کی ایسی ہی تنخواہ تھی وقت ایسا ہی تھا کیونکہ جیسی آمد ویسا خرچ' اسی کے تحت حضرت نظام چلاتے تھے۔ ایک دو حضرات چلے گئے مرے سامنے کی بات ہے بہت پرانی بات ہے۔ ان حضرات کا پہنچنا ہی ہوا تھا' معافی مانگ کر پھر واپس آگئے۔ رمضان' عید' بقرعید کے موقع پر ان کے بچوں کو' گھر والوں کو جو دینے کا معمول تھا اباجی نے وہ برقرار رکھا اور فرمایا کہ میرے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے۔ اور مدرسے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے لیکن ایک روز فرمادیا تھا کہ پچھتائیں گے اور پچھتا کر واپس آجائیں گے' یہی ہوا بڑی تنخواہ کو چھوڑ کر پھر اسی چھوٹی تنخواہ پر آگئے' اور معافی مانگی' پھر میری ان سے بات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا محسوس ہوا آپ پھر واپس آگئے۔ کہنے لگے کہ کیا پوچھتے ہو' اباجی کے بغیر تو وقت کاٹنا ہی مشکل ہوگیا' ارے! تنخواہ کی زیادتی کو چھوڑو' ایسی صحبت اور ایسی شفقت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ ایک

بات ایک عالم نے بتلائی کہ جب تک ہم یہاں تھے کبھی مقروض نہیں ہوئے جب وہاں بڑی تنخواہ پر پہنچے تو مقروض ہو گئے۔

ابا جی نے فرمایا کہ عزت قناعت میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قناعت نصیب فرمائے کہ جو بھی چیز ہم کو ملے بس ہم اسی کو کافی سمجھیں' اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھیں' اور راضی رہیں اس کو قناعت کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں قانع بنائے' متوکل پہلے بن جاتے ہیں قانع بنتے نہیں ارے! جب تک قناعت نہیں ہوگی توکل کیسا' قناعت ہے نہیں اور دعوی توکل کا ہے' توکل کا نہیں تاکل کا ہے۔

مضبوط صبر

اور فرمایا مضبوط' قوی اور طاقت ور صبر یہ ہے کہ اپنے حصے پر راضی رہے۔ اور فرمایا کہ مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے یہ بات مردانہ ہے کہ علم دین سیکھے جس کے ساتھ عمل کامل ہو اور اخلاص ہو اور اخلاص کی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اس کو ٹٹولتا رہے۔ صاف کرتا رہے کہ یا اللہ تیری رضا کے لئے ہے۔ بار بار اس کی تجدید کرتا رہے' تو علم دین سیکھنا اس پر عمل کرنا اخلاص کے ساتھ مردانگی ہے اور مردانگی کی بات پہلوانوں میں ہوتی ہے' اولیاء میں ہوتی ہے' صوفیاء نے مرد اولیاء کو کہا ہے۔ پہلوانوں

کو نہیں کہا' اور فرمایا کہ پہلوان وہ ہے جب طبیعت میں غضب ہو اور غصہ ہو اس کو پی جائے' یہ پہلوان ہے۔

بعض آدمی تو چاہتے ہی نہیں ہیں کہ غیظ و غضب کی طبیعت سے ان کو شفا حاصل ہو جائے بلکہ فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارا غصہ نہیں دیکھا' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** دیکھئے انہوں نے کہاں چاہا کہ شفا ہو جائے' ہر وقت ناک پہ غصہ رکھا ہے' گھر میں بگاڑ آرہا ہے دکانداری تباہ ہو رہی ہے کاروبار متاثر ہو رہا ہے' ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کی آدھی اصلاح دکان پر ہوتی ہے' اور آدھی خانقاہ میں' تو پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ صورت آسانی کی ہے۔ اب آدھا کام دکان پر ہو جائے تو صورت آسانی کی ہے یا نہیں؟ باقی آدھا کام خانقاہ میں ہو جائے' ایسے ویسے آدمی کہہ جاتے ہیں کہ مولانا بنتے ہیں بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں' کوالٹی میں فرق کر رکھا ہے' جھوٹ کے دام بڑھا رکھے ہیں اس وقت ضبط کرنا چاہئے غصہ پی جانا چاہئے' اگر الجھو گے تو دو گاہک اور خراب ہوں گے' یہ تو کہہ کر چلا جائے گا' یہ سب باتیں ابا جی فرما رہے ہیں' کیا عجیب باتیں ہیں!

حضرت نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے ضبط اور غصہ کی ایک مثال بھی دی کہ پنساری کی دکان پر جو ایلوا ہوتا ہے۔ شہد کسی چیز سے خراب نہیں ہوتا' مگر ایلوے کو شہد میں ڈال دو' شہد خراب ہو جائے گا۔ شہد میں بڑی تاثیر ہے' مغلیہ بادشاہوں کے زمانوں میں آم شہد کے گھڑوں

میں ڈال کر رکھے جاتے تھے۔ شہد کے گھڑوں میں ڈبو دیتے تھے اور آم بھی پکے نہ کہ کچے' سال دو سال کے بعد نکالتے آم تر و تازہ نکلتا تھا' اللہ تعالیٰ نے شہد کو یہ تاثیر بخشی ہے۔ لیکن اگر شہد میں ایلوا ڈال دیا جائے تو شہد بگڑ جاتا ہے فرمایا بالکل اسی طرح جس طرح شہد ایلوے سے خراب ہو جاتا ہے' غصہ سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ خون جلتا ہے۔ صحت نہیں پنپتی۔ جب چہرے پر دیکھو خشکی معلوم ہوتی ہے۔ بے رونق بے زینت رہتا ہے۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو بڑی غصیلی طبیعت کا ہے' اس سے بچنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ بھی کوئی انسان ہے جس میں محبت کا گھر نہ ہو' مومن کی شان تو یہ ہے کہ محبت کا گھر اس کے اندر ہو' دوسرے مومنوں کو اس کی طرف سے الفت ہو لگاؤ ہو۔ پیار کی کیفیت ہو نہ کہ بھاگنے کی کیفیت ہو' دوسرے لوگ بھی تیرے غیظ و غضب سے الرجی ہو رہے' بہت بری بات ہے۔ اور مرد' اللہ والے ہوتے ہیں اور مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے اور اس پر کامل اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔

نیک کام سے نیک صحبت بہتر ہے

ایک نصیحت حضرت کی اور سن لو' تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃ ۔ دس نصیحتیں' ہو جائیں گی۔ نیک کام سے بہتر نیک صحبت برے کام سے بدتر

بری صحبت' فرمایا کرتے تھے کہ نیک کام سے بہتر نیک صحبت اس لئے ہے کہ نیک کام میں بڑی سے بڑی توفیق شامل حال ہو سکتی ہے۔ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے۔ اور بری صحبت میں بڑی سے بڑی برائی سرزد ہو سکتی ہے' گھر اس کا برباد ہو سکتا ہے کافر ہو سکتا ہے۔

خطبات التوحید میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات لائے ہیں' آج سے چالیس سال پہلے میرے پاس یہ کتاب تھی اور اس وقت وہ اسی سال پہلے کی چھپی ہوئی تھی' اس وقت میں نے مطالعہ کیا تھا' اباجی کے ساتھ ابتدائی تعلق تھا' اس میں لکھا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ صبح کو مومن شام کو کافر' شام کو مومن تو صبح کو کافر ہوگا' آگے سبب بتلایا کہ یہ صحبت بد کا نتیجہ ہوگا' غلط قسم کے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے دین کا مذاق اڑایا جا رہا ہے' اور یہ ان کی تائید کر کے بے ایمان ہو رہا ہے' بیوی کو نکاح سے نکال رہا ہے حج کو باطل کر رہا ہے' تو نیک کام سے بہتر نیک صحبت اور برے کام سے بدتر بری صحبت اس سے بچنا چاہئے بھاگنا چاہئے' بری رفاقت سے گندی رفاقت سے بھاگنا چاہئے' ایمان کے لالے پڑ جائیں گے۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

یہ طرز نصیحت تھا ہمارے حضرت کا' خون پسینہ ایک کر دیا ایسی شفقت فرمائی' کیا عرض کیا جائے' دیکھئے! کیسی کیسی نادر باتیں فرمائی ہیں' چھانٹ چھانٹ کر ایسی باتیں لائے ہیں تاکہ یہ کچھ بن جائیں ان کا بھلا ہو جائے'

دارین کی بھلائی حاصل کرلیں' ان کی اصلاح ہوجائے' اللہ کا تعلق حاصل کرلیں ان کی اصلاح ہوجائے' اللہ کی محبت حاصل کریں' مردانگی اور ولایت کی شان انکے اندر پیدا ہوجائے' دین آجائے' صحیح عمل آجائے' مقامِ اخلاص حاصل ہوجائے' ایسی دردمندی اور شفقت تھی' اللہ ہم سب کو اباجی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے' اور اللہ ہمیں فہمِ سلیم اور عقلِ مستقیم عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارالعلوم نیوکاسل میں طلباء سے خطاب

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ﷺ

الحدیث : اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس بابرکت دارالعلوم کی مسجد میں دو سال کے بعد دوسری حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد اللہ وطن ہی سے قلب میں تقاضا تھا کہ میں دالعلوم نیو کاسل ضرور جاؤں گا۔ اور میرا اس میں اپنا فائدہ ہے ہر انسان اپنی منفعت کا غرضی ہوتا ہے۔ الحمد اللہ تقاضا تھا کہ جب بھی افریقہ کا سفر ہوگا تو میں دارالعلوم ضرور جاؤں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے بلا استحقاق دوبارہ یہ سعادت عطاء فرمائی کہ میں آج اپنے عزیز طلباء کی زیارت کررہا ہوں اور ان کے مابین حاضر

ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علوم نافعہ سے نوازے اور آپ کے علوم کے فیضان کو ہم تک پہنچائے اور امت مسلمہ آپ سے فیض یاب ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب دعا

میں نے آپ کے سامنے ایک مسنون دعا کی تلاوت کی ہے اور یہ یقیناً آپ کے حسب حال ہے کیونکہ کوئی مسئلہ امداد الٰہی کے بغیر حل نہیں ہوتا۔ اور اللہ سے اس میں مدد مانگنی چاہئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب طریق سے اس دعا کے اندر اللہ سے مدد مانگنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ اور واضح اشارہ کردیا کہ اگر اللہ کی امداد تمہارے شامل حال ہوگی تو ان ان حالتوں سے ہوگی اے اللہ! میری مدد فرمائیے اور کیسے فرمائیے! سبحان اللہ! خود ہی کہلوا رہے ہیں کہ یوں کہتے جائیے کہ میرے علم کے ساتھ میری مدد فرمائیے۔ اور مجھے زینت اور رونق عطا فرمائیے حلم کے ذریعے۔ اور حلم اس متانت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تواضع ہو' سنجیدگی ہو اور بردباری ہو۔ علیم کو حلیم بھی ہونا چاہئے۔ اور مجھے بزرگی نصیب فرمائیے اپنا تعلق نصیب فرمائیے پرہیزگاری کے ساتھ۔ یعنی میں گناہوں سے بچا رہوں جب علم کے ذریعے میری مدد ہو' حلم کے ذریعے میری زینت ہو اور بزرگی تقویٰ کے ذریعے ہو۔ تو اس سے انوار کی کیفیت پیدا ہوگی اس میں کہیں

تا زنہ آجائے خود پسندی نہ آجائے یا اللہ جو جمال مجھے علم، حلم اور تقویٰ کے ذریعے حاصل ہوگا۔ اے الہ العلمین یہ جمال مجھے عافیت کے ساتھ عطاء فرمایئے کہ میں کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤں بلکہ وہ جمال عافیت کے ساتھ چاہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

اللہ تعالیٰ ہماری علم کے ذریعے مدد فرمائیں اور حلم کے ذریعے مزین فرمائیں۔ بزرگی، اکرام اور اپنی نسبت عطاء فرمائیں تقویٰ کے ذریعے اور عافیت کے ساتھ ہمیں جمال عطاء فرمائیں۔

علم کا حلم سے جوڑ

میرے حضرت نے ایک مرتبہ عجیب بات فرمائی کہ جانتے ہو کہ جڑواں کسے کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا حضرت! جب دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوں تو اسے ہمارے ہاں جڑواں کہا جاتا ہے۔ فرمایا! بالکل اسی طرح علم اور حلم جڑواں ہیں علم اس نور کا نام ہے جس سے ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اور حضرت اس پر کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے کہ علم اور حلم یہ دونوں جڑواں ہیں اور صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بے حد ضروری ہے۔ ہلکا پن

نہ ہو، چھچھورا پن نہ ہو اور عمل میں کوتاہی نہ ہو یہ ساری باتیں ان کے اندر ہونی چاہئیں۔ تب ہی تو لوگ ان سے استفادہ کریں گے۔

اور ایک مرتبہ فرمایا کہ علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے ار۔ بھائی! جب تم امام بن رہے ہو تو پھر عمل میں کمزوری کیسی، عمل میں کمزور، نہیں ہونی چاہئے۔

علماء کا مقام

اور عالم کی فضیلت بہت زیادہ ہے عالم کی فضیلت تو نفس علم کی بناء پر ہے لیکن اگر وہ صالح ہو اور باعمل ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اور حضرت کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں فرماتے تھے کہ عالم کی شان میں کوئی شخص اشکال یا نکیر پیش کرے۔ اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ توبہ کا طریقہ وہ تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کیا بعید ہے کہ انہوں نے توبہ خالصہ کے بعد اللہ سے خاص تعلق قائم کرلیا ہو۔ اور تم نکیر کرکے اپنے آپ کو خراب کرلو اور سوء خاتمہ کی طرف چلے جاؤ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کا اکرام بہت زیادہ ہونا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخِ طریق فقیہ ہونا چاہئے صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہو۔ ورنہ اس کے سلسلے میں گمراہی پھیلے گی خالص صوفی نہ ہو بلکہ فقیہ بھی ہو۔ دین کی باریک سمجھ رکھنے والا ہو۔ اور

اتنا علم اس کے پاس ہو کہ وہ خود بھی بخوبی چل سکے اور دوسروں کو بھی چلا سکے ورنہ ایسے سلاسل کے اندر خطرہ ضلالت کا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے میدان میں آپ کی امت کو حکم ہوگا کہ جنت کی طرف چلو۔ خیر! آپ کی امت جنت کی طرف رواں دواں ہوگی تو اس امت کے علماء نہیں جائیں گے ذات باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس امت کے علماء ٹھہر جائیں عام لوگوں کے ساتھ نہ جائیں۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء ٹھہر جائیں۔ میں اہل قیامت پر ان کے مقام اور منصب کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہوں یہ فرما کر ان کو روک لیا جائے گا۔ اور ان کو شفاعت کا حق دیا جائے گا کہ تم جس کو چاہو گناہ گار ساتھیوں کو بخشوا کر لے جاؤ۔ بھرے میدان محشر کے اندر اس امت کے علماء کا مقام اور منصب دکھلایا جائے گا اس امت کے علماء کا بہت بڑا درجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وارث ہیں اور ظاہر ہے کہ یہاں پر جو اساتذہ ہیں وہ بھی وارثان نبی ہیں ان کا بہت ادب کرنا چاہئے۔

حضرت مسیح الامتہ کی طلباء کو نصیحتیں

میرے حضرت دینی مدارس کے طلبہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز با جماعت کا اہتمام اور تلاوت کی پابندی ہو تلاوت میں کمزوری نہیں آنی چاہئے زمانہ اسباق میں اور زمانہ کتب میں بہت سے حضرات منزل کے پابند نہیں رہتے قرآن مجید ان کا کچا ہو جاتا ہے اس طرف سے غفلت نہ برتیں۔ آج وہ جتنا بھی تلاوت کا اہتمام کریں گے اتنا ہی علمِ نافع ان کو حاصل ہو گا اور یہ بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ والی زندگی اختیار کرو۔ اساتذہ کا ادب کریں' کتب کا ادب کریں' درسگاہ کا ادب کریں' مدرسہ میں داخل ہوں' دخیل نہ ہوں۔ داخل ہونے کا تو سب کو حق ہے مگر دخیل ہونے کا کسی کو حق نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے مہتمم کے ساتھ اساتذہ کی جانب سے خوب حسن ظن رکھا جائے اور ان کو اپنا محسن تسلیم کیا جائے اور نہ بدگمانی مہتمم کی طرف سے ہو اور نہ ہی انتظامیہ کی جانب سے ہو۔ یہ بہت ہی بری بات ہے آپ کو کیا معلوم کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اس کے بعد کچھ انتظامات کرتے ہیں۔

اختلاط سے اجتناب

اور ایک نصیحت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ اختلاط سے احتیاط ہو اور اس پر خود حضرت مسیح الامت کا عمل رہ چکا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ قیام میں حضرت مسیح الامت اور حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی صاحب دامت برکاتہم ایک ہی حجرے میں رہتے تھے آپ حضرات کو حیرت ہوگی کہ کوئی خاص تعلق ان حضرات کے مابین نہیں ہوا۔ کوئی دوستی ان میں قائم نہیں ہوئی بس اپنے اپنے کام میں دونوں مشغول رہتے تھے فراغت کے بعد تعلقات قائم ہوئے اور پھر ایسی محبت ہوگئی کہ پھر ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ حضرت مسیح الامت کا جب ۱۳نومبر۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا تو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سفر پر تھے جب انہوں نے وفات کی خبر سنی تو لرز گئے کانپ اٹھے شدت کا بخار طاری ہوگیا۔ اتنے متاثر ہوئے کہ دیگر مشاغل ان کو چھوڑنے پڑے ایسا تعلق تھا اور حضرت بھی ان کا بہت اکرام فرماتے تھے بہت لحاظ فرماتے تھے اور بہت ہی محبت فرماتے تھے دیکھئے! یہ بھی تو حضرات تھے۔

اختلاط کی حقیقت

کسی طالب علم نے یہ اشکال پیش کیا کہ اختلاط کسے کہتے ہیں ہم جو ایک

استاد کے ہاں سبق پڑھتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے تکرار کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے۔ اس سے مراد کونسا اختلاط ہے۔ حضرت مسیح الامتہ نے فرمایا یہ تو اجتماع برائے اسباق ہے اجتماع برائے مطالعہ اور اجتماع برائے تکرار ہے یہ اختلاط نہیں ہے ایک ہی استاذ کے پاس پڑھ رہے ہیں اسباق میں شریک ہیں اور پاس پاس بیٹھتے ہیں۔ وہی بیٹھنے والے جب باہر نکلتے ہیں تو کوئی چٹکی لیتا ہے کوئی کہنی مار کر کہتا ہے یار بہت دن ہوئے ملاقات نہیں ہوئی کہاں تھے یہ ہے اختلاط۔ اور کہتا ہے کہ آؤ ہوٹل چلیں چائے پئیں تفریح کے لئے چلیں' یہ بھی اختلاط ہے اس اختلاط سے روکا جاتا ہے۔ خرابی کی ابتداء اس اختلاط سے ہوتی ہے جس سے ہمارے اکابر نے منع فرمایا ہے حضرت والا کے یہاں یہ دو نصیحتیں خاص طور پر تھیں۔

اور میں ناشتے سے پہلے حضرت مہتمم صاحب سے عرض کر رہا تھا کہ حضرت بڑے بڑے علماء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ غصہ پاس نہ آئے اور تمام طلباء کو یہ عام نصیحت تھی کہ اختلاط سے پرہیز کرو۔ علم حقیقی جبھی آئے گا جب اختلاط سے بچا جائے گا جب تم اتنی محنت کر رہے ہو گھر سے تم باہر ہو والدین کی نہ معلوم کتنی آرزوؤں پر پانی پھرا ہوا ہے ورنہ آج کے دور کے ماں باپ بس یہی چاہتے ہیں کہ بچہ ذرا سا بڑا ہو اور کھانے کمانے کے قابل ہو اور ہمیں کہیں سے کما کر لا کر دے۔ دیکھا جائے جو والدین مدارس دینیہ

میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں یہ ان کا بڑا ایثار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ ان کو دونوں جہاں میں عطاء فرمائے آج کے دور میں یہ بہت بڑی قربانی ہے باہر نکل کر دیکھیں تو ماحول بالکل متضاد ہے۔ اس دور میں بچے کو بیس پچیس برس کی عمر تک فارغ رکھنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا یہ بہت بڑی بات ہے بڑے ایثار کی بات ہے۔ تو ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ طلباء کے لئے خاص طور پر یہی نصیحت فرماتے تھے کہ اختلاط سے پرہیز کرو اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو غیر ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل نہ ہو بالخصوص امارد کے ساتھ بالکل نہ ہو۔

ایک حکایت

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک طالب علم آیا اور آکر عرض کیا۔ بڑے ابا! اگر اجازت ہو تو ہم عصر کے بعد تفریح کے لئے صحراء کی طرف اور جنگل کی طرف چلے جائیں؟ حضرت تھانوی کو بڑے ابا کہا کرتے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ ساتھ کون جائے گا؟ اس نے اپنے ہم جماعت کا نام بتلا دیا۔ وہ لڑکا اس کا ہم عمر تھا اور وہ دونوں عاقل اور بالغ تھے حضرت نے اجازت دے دی اور وہ چلے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جو منصبِ اصلاح پر بیٹھتا ہے غیب سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اچانک کسی نے آکر اطلاع دی کہ وہ دو طالب علم جو صحرا کی طرف گئے ہیں مدرسہ کا ایک نا سمجھ' نا بالغ چھوٹا طالب علم ساتھ تھا۔ حضرت نے فوراً تینوں کو طلب فرمایا۔ تینوں حاضر ہو گئے حضرت نے اس اجازت لینے والے سے پوچھا کہ جب میں نے تم سے معلوم کیا تھا کہ تمہارے ساتھ کون جائے گا تو تم نے اپنے ہم جماعت کا نام لیا تھا۔ اس بچے کا نام تو نہیں لیا تھا۔ اب اس نے بات بنائی۔ بڑے ابا ہم دونوں کا ہی ارادہ تھا بغیر کہے یہ ہمارے ساتھ ہولیا ہم کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا: اچھا! تم دونوں اس طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے حضرت نے بچے سے پوچھا کہ تم ان کے سامنے صحیح صحیح بات بتلاؤ۔ کہ پہلے سے پروگرام تھا یا یہ دونوں جا رہے تھے اور تم ساتھ ہولیے؟ اس نے کہا بڑے ابا! پہلے سے پروگرام تھا انہوں نے مجھ سے کہا ہوا تھا کہ تجھے بھی سیر کے لئے لے جائیں گے یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں ان کے منہ پر کہتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ نہیں ہولیا بلکہ یہ مجھے بلا کر لے گئے ہیں۔ اس پر حضرت نے ان سے کہا کہ کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی! صحیح کہہ رہا ہے حضرت بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا چھوٹے بچے کو تو رہنے دیا ان دونوں کی خطا ثابت ہو چکی تھی ان کا خارجہ فرما دیا۔

مہتمم سے حسن ظن

دیکھئے! اہتمام کے اندر مادہ "ہم" کا ہے۔ یہ بے چارے غم میں گھلے جاتے ہیں ہمیں کیا معلوم پڑھانے والوں کو اور طالب علموں کو، کہ کہاں کہاں کے غم ان کے سر پڑے ہوئے ہیں اور پھر ہم ان سے بد گمانی برتیں توبہ! توبہ! معاذ اللہ! حسن ظن رکھنا چاہئے اور یاد رکھیے بدگمانی کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔ اور ظن حسن کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ چاہے جتنا آپ کسی سے حسن ظن رکھیں اس پر آپ کو ثواب حاصل ہوگا اور اللہ کی رضاء اور اس پر قرب حاصل ہوگا۔

طلبِ علم کی نیت

عزیزان من! ایک نصیحت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں اپنی نیت درست کرلو۔ اب نیت کیا ہونی چاہئے۔ دو باتیں فرمایا کرتے تھے نیت یہ ہونی چاہئے کہ عمل کروں گا۔ اور پڑھاؤں گا۔ ابتداء ہی سے ذہن تدریس کا ہونا چاہئے آج ہمارے پاکستان میں ہزاروں نوجوان لڑکے فارغ ہو رہے ہیں اور ایسے مدارس جن میں دورہ ہوتا ہے بے شمار ہیں۔ کوئی زراعت کی طرف چلا جاتا ہے کوئی صنعت کی طرف نکل جاتا ہے کوئی

تدریس کی طرف جاتا ہے لیکن تدریس کی طرف لگنے کا شوق نہیں، اتنے فارغ ہونے والوں میں مشکل سے صحیح معنی میں دس پانچ تدریس کی طرف جاتے ہیں حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ فارغ ہونے کے بعد ابھی کمزور اور خوار حالت ہوتی ہے اپنے اساتذہ کے قریب رہ کر زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں کا مطالعہ ہو۔ اور جہاں جہاں نقائص اور خامیاں رہ گئی ہوں ان کو پورا کرو اور تدریس میں لگو بہت کچھ علم کی روشنی حاصل ہوگی۔ ختم بخاری کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری طالب علمی ختم نہیں ہوئی آپ حضرات کی صحیح طالب علمی کا دور اب شروع ہو رہا ہے۔

طالب علم کی تعطیلات

اور کافی نصیحت فرماتے تھے کہ تعطیلات میں یہ وقت اپنے بزرگوں کے مشورہ سے کسی اللہ والے کی خانقاہ میں لگاؤ۔ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم کے لئے جس قدر مدرسہ ضروری ہے تقریباً ویسی ہی ضرورت تربیت کے لئے خانقاہ کی ہے اس دارالتزکیہ میں جاؤ کیوں آپ اپنی تعطیلات کے وقت کو خراب کرتے ہو۔ کسی اللہ والے کے پاس جا کر اللہ اللہ کرنا سیکھو۔ اللہ کا نام لینا سیکھو۔ رذائل کی اصلاح کراؤ۔ عام طور پر ہمارے اندر حسد پایا جاتا ہے اور عجب پایا جاتا ہے کوئی ہمارا ساتھی اچھا تکراری ہے اچھی

کتابیں نکال رہا ہے سہ ماہی' ششماہی' سالانہ میں اچھے نمبر لے آیا ہم اس کے ساتھ حسد کرنے لگتے ہیں۔ حسد تو حابط اعمال ہے۔ بہت بری بات ہے اس پر جلتے ہیں اور خالی جلنا نہیں بلکہ اس نعمت کا زوال چاہتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ترقی انہیں کیوں ہوئی اس کی ترقی ختم ہو جائے یہی تو حسد ہے۔ توبہ! توبہ! بعض زیرک اور ذہین طالب علم اپنے کمالات کو اساتذہ کا فیض نہیں سمجھتے بلکہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں کہ میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میں فلاں فلاں کتاب میں یوں چلتا ہوں' یوں سمجھ لیتا ہوں آئندہ آنے والا سبق ایک روز پہلے ہی سمجھ لیتا ہوں۔ یہ عجب ہے' گھمنڈ ہے اور خودپسندی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بناء پر نعمت میں زوال آجائے یا نعمت سلب ہو جائے یا جو نعمت بڑھ رہی تھی وہ گھٹ جائے۔ توبہ! توبہ!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَ تَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَ جَمِیْعِ سَخَطِکَ ○

دیکھیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح دعا تعلیم فرمائی کہ اس طرح پناہ مانگ لیجیے۔ کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور جو پناہ مانگتا ہے وہ زوال نعمت سے ان کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی دی ہوئی نعمت میں زوال ڈال دیں۔ اور مجھ سے وہ نعمت چھن

جائے۔ جو ذات عطا فرمانے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے۔ ڈرنا چاہئے اور میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں یہ چین و سکون اور عافیت واپس نہ ہو جائے۔ اور کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ اور جَمِیْعِ سَخَطِکَ یا اللہ میں آپ کی جیسی بھی ناراضگی ہے، جیسی بھی خفگی ہے اس کے جیسے بھی عنوانات ہیں، جتنی بھی قسمیں ہیں، میں سب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اپنی حفاظت میں لے لیجئے۔ تو عزیزان من! حسد سے بھی اپنے آپ کو بچائیے اور عجب سے بھی اپنے آپ کو بچائیے۔

دیکھئے حنین کے اندر بس اتنی سی بات ذہن میں آگئی تھی کہ آج تعداد بھی ہماری زیادہ ہے اور اسلحہ بھی پورا ہے۔ بس دو دو ہاتھ کرکے جلدی سے فارغ ہو کر واپس مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اپنے اوپر نظر چلی گئی۔ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ دیکھ لیجئے وقتی طور پر کتنی پریشانی پیش آئی۔

حضرت مسیح الامتہ کی تحقیق لطیف

حضرت مسیح الامہ کی تحقیق لطیف، میرے حضرت اس کو ھزیمت اور شکست تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے کہ نہ شکست احد میں ہوئی اور وقتی شکست بھی نہیں ہوئی اور نہ حنین میں ہوئی اور نہ طائف میں ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ شکست اسے کہتے ہیں کہ فوج

چاہئے تتر بتر ہو جائے مگر سپہ سالار بھی اپنی جگہ چھوڑ دے۔ تو سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے اندر حملہ ہونے کے بعد دس دن قیام فرمایا پورا عشرہ لگایا شکست کہاں ہوئی۔ یہ سوچنا غلط ہے اس کو وقتی شکست بھی نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حنین کے اندر آپ جمے رہے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ اور پھر آپ نے حضرت عباس سے یہ آواز لگوائی چونکہ آپ رفیع الصوت تھے' بلند آواز والے تھے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو یاد کرو۔ تم اللہ کے رسول کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سب کے سب جمع ہو گئے لیکن آپ نے ایک انچ سرکنا گوارا نہیں کیا۔ اور اسی طرح جنگ احد کے اندر ایک انچ نہیں سرکے۔ حضرت مسیح الامت اس بات کے قائل تھے کہ نہ وقتی شکست احد میں ہوئی نہ حنین میں ہوئی اور نہ ہی طائف میں ہوئی' شکست اسے کہتے ہیں کہ سپہ سالار اپنی جگہ چھوڑ دے اور آپ نے جگہ کو نہیں چھوڑا بلکہ طائف میں بھی دس دن تک قیام فرمایا جبکہ پنڈلیاں لہولہان ہو چکی تھیں اور نعلین کے اندر خون جم چکا تھا اس کے باوجود دس دن تک قیام فرمایا۔

تو عزیزان من! حسد اور عجب سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے یہ خطرناک رذیلے ہیں کتنے خطرناک ہیں! اس کو علماء اور مشائخ جانتے ہیں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عوام تو عوام خواص میں سے بھی یہ دو رذیلے بہت دیر سے نکلتے ہیں اور شیخ کو بڑی نگرانی کرنا پڑتی ہے بڑی

ترکیبیں اختیار کرنا پڑتی ہیں تاکہ ان دو رذیلوں کی جڑ نکل جائے۔

طالب علم مجاہد بھی ہے اور مہاجر بھی

اور طلبِ علم میں مشغولی جہاد میں مشغولی ہے۔ آپ اللہ کے راستے میں ہیں ملائکہ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طلبِ علم کے اندر مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کے اندر مشغول ہے۔ یہ طلباء مجاہدین ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک اعتبار سے یہ مہاجرین بھی ہیں اللہ کے لئے نفس کُشی کر رہے ہیں نفس کا مقابلہ کر رہے ہیں خواہشات کو پامال کر کے اللہ کا دین سیکھ رہے ہیں۔ اور گھر کے عیش و آرام کو چھوڑ کر نقل مکانی کر کے مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر قیام پذیر ہیں۔ یاد رکھیئے! آپ دارالاقامہ میں اصحاب صفہ کی سنت زندہ کر رہے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر رہنا یہ اصحاب صفہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ یہاں رہتے ہوئے علمِ نافع کے حصول میں خوب محنت کے ساتھ باعمل رہیں۔ لیکن تدریس کا 'پڑھانے کا ارادہ رکھیں۔

تصوف کی حقیقت اور ضرورت

باقی تصوف کی طرف سے کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہوّا نہیں ہے بلکہ بہترین مزے دار حلوہ ہے۔ یہی جسمانی صفائی کو ہم میں سے کون پسند نہیں کرتا۔ جس طرح جسمانی صفائی کو ہم پسند کرتے ہیں روحانی صفائی کو بھی پسند کرلیں' سیدھی سی بات ہے کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سہارنپور تشریف لائے۔ اور آکر حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت بتلایئے کہ تصوف کس چیز کا نام ہے۔ حضرت شیخ نے فوراً فرمایا کہ تصوف نام ہے تصحیح نیت کا۔ حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ تصوف "**انما الاعمال بالنیات**" سے شروع ہوتی ہے اور "**ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" پر پورا ہوتا ہے آسان سی بات ہے اور کوئی بات قرآن وسنت سے باہر نہیں ہے۔ آپ مشائخ دیوبند کے حالات کو دیکھئے اور بزرگوں کے سوانح حیات ضرور دیکھئے۔ تذکرۃ الرشید' تذکرۃ الخلیل' سوانح قاسمی' اشرف السوانح میں طلبہ کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ چھٹی کے وقت میں اپنے بزرگوں کی سوانح ضرور پڑھیں کہ ہمارے اکابرین کے کیا کیا حالات ہیں؟ حضرت شیخ کی آپ بیتی کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انشاء اللہ آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے حضرات نے علم و عمل کے میدان میں کیا کیا کام

انجام دیئے؟ کیسا کیسا کام کیا ہے؟ آپ کو حیرت ہوگی اور اس سے انشاء اللہ آپ کو استقامت حاصل ہوگی۔

طالب علم کیلئے مسیح الامتہ کا قیمتی مشورہ

زمانہ اسباق میں میرے حضرت دو چیزوں کے مطالعے کا مشورہ دیا کرتے تھے اس سے کتابیں سہل ہوجاتی ہیں اور علم میں ترقی ہوتی ہے۔ بہشتی زیور اور مواعظ اشرفیہ۔ فرمایا کہ جتنے بھی نکات ہیں وہ سب کے سب مواعظ میں آتے رہتے ہیں اور تعطیلات میں وقت کسی اللہ والے کی خانقاہ میں "دارالتزکیہ میں لگایا جائے اور وہاں پر بزرگوں کی سوانح کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کا نام سیکھا جائے۔ طلبہ برادری کے سامنے یہ مختصر سے میرے معروضات ہیں جو ایک مسافر کی طرف سے ہدیہ ہے امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور مسافر کی دعا رد نہیں کی جاتی میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اللہ تعالیٰ نفس امّارہ کی اماریت سے بچائے شیطان کے بہکانے سے بچائے اور علوم نافعہ آپ کو عطاء فرمائے آپ کو مزید صالح بنائے آپ کے علم میں اور اعمال صالح میں ترقی ہو۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ○

سلسلہ نمبر ۹

اِفاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۹

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

شارع فیصل کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

ملنے کے پتہ

۱۔ مکتبہ فیض اشرف جلال آباد ضلع مظفر نگر، یوپی انڈیا
۲۔ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر۲ کراچی
۳۔ جناب قاری رفعت الحق صاحب مہتمم جامعہ قرآنیہ
سی ۱۰۱ بلاک ۱۱ فیڈرل بی ایریا کراچی
۴۔ عارف جنرل اسٹور ۳/۱ کمرشل ایریا بلوچ کالونی کراچی
۵۔ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور
۶۔ حاجی تاج الدین کرانہ مرچنٹ ۱۶۹ علامہ اقبال روڈ دھرم پورہ لاہور
۷۔ مفتی محمد طیب صاحب جامعہ اسلامیہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
۸۔ ڈاکٹر محمد صابر صاحب عارفی ہومیو کلینک باغ حیات سکھر
۹۔ مولانا منظور احمد الحسینی ۵۵ ایسٹ روڈ کنگسٹن سرے لندن
۱۰۔ عبدالحفیظ بلبلیا خانقاہ مسیحیہ لنیسیا جنوبی افریقہ
۱۱۔ خانقاہ مسیحیہ ۳۹۸-A بلاک H نارتھ کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

بتوفیق تعالی بعد الحمد وصلوۃ اپنے مرشد پاک کی برکت سے یہ ناکارہ افادات فاروقی سلسلہ نمبر ۹ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے حق تعالی شانہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بڑے درجے کی نعمت اشاعت دین کی خدمت ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو کسی اللہ والے کا دامن نصیب ہوا ہے اور کسی بھی شکل میں اپنے شیخ کی منشاء ومرضی کے مطابق دین کی اشاعت وتبلیغ میں مشغول ہیں' میرے حضرت شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مواعظ کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر نمبر کی اشاعت کے ساتھ ہی اگلے نمبر کے لئے خطوط آنا شروع ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں تحریری مواد بے شمار ذریعوں سے لوگوں تک پہنچایا جا رہا ہے مگر جو چیز لوگوں کو زیادہ متاثر کرتی ہے وہ ہے بنیادی ضرورت مختصر و سہل طریق سے' اس معاملے میں میرے حضرت کے مواعظ جن لوگوں نے سنے ہیں یا پڑھے ہیں اور جن کا اصلاحی تعلق حضرت سے ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالی کا فضل میرے حضرت کا اخلاص' ان تعلیمات سے دین پر عمل کرنا کتنا آسان ہو جاتا ہے حق تعالی میرے حضرت کے فیض کو اور بڑھائیں اور پوری امت کو نصیب فرمائیں ہم سب کو اخلاص سے شریعت کی تابعداری نصیب فرمائیں' آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے مرشد

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

۹ ازوالحجہ ۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

توفیق الٰہی اور اپنے مرشد پاک کی برکت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے متعلق مختصر سی باتیں پیش کی جائیں گی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی اور آپ نے کبھی بھی مجھے اف نہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

انس بن مالک کی والدہ بہت سمجھدار تھیں حدیث میں ان کی والدہ کی تعریف آئی ہے کئی باتیں ان کی قابل قدر ہیں۔ ایک بڑی سمجھداری ان کی یہ تھی کہ جب انس بن مالک آٹھ سال کے تھے تو اپنے بچے کی اصلاح کی فکر ہوئی اور آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے لیکن انس کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اور عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انس کو اپنی خدمت میں قبول فرمالیجئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بہت پسند فرمائی اور حضرت انس بن مالک کو اپنی خدمت و صحبت میں

رکھ لیا۔ اور جب تک آپ اس دنیا میں تشریف فرما رہے حضرت انس بن مالک آپ کی خدمت میں رہے۔ اور بہت ہی بچپنے کی عمر تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انس بن مالک کی عمر اٹھارہ سال کی تھی دس سال مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے ایک لمحہ بھی کسی کو نصیب ہو جائے تو بہت بڑی بات ہے اور دس سال کے اس عرصے میں ان کی کم عمری کی بناء پر ان سے غلطیاں بھی بہت ہوئیں۔ لیکن اس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل، حلم و کرم تھا کہ کبھی آپ نے انس بن مالک کو نہ ڈانٹا نہ ڈپٹا، بہت سی باتیں آپ کے مزاج کے خلاف پیش آئیں لیکن آپ نے نہ کبھی مارا اور نہ ڈانٹا ڈپٹا۔ اور نہ ہی برا بھلا کہا۔ دیکھئے! ایسا خادم جو بالکلیہ آپ کی خدمت میں ہے۔ اور آپ کا پورا قابو بھی تھا آپ کچھ کہہ بھی سکتے تھے۔ لیکن کس قدر آپ کی خوش خلقی اور خوش اخلاقی کی بات ہے کہ آپ نے کچھ بھی نہیں فرمایا جب کہ آپ کی والدہ اسی لئے چھوڑ کر گئی تھیں کہ آپ کی نگرانی میں رہے۔ آپ اس سے اپنی خدمت لیں۔

اور انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے بڑھ کر خوش اخلاق آپ کو پایا۔ آپ نے مجھے ایک مرتبہ اپنے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جاتا اور میرے دل میں یہ بات تھی کہ جہاں بھیجا ہے میں وہاں چلا جاؤں گا۔ لیکن زبان سے یوں کہہ رہے تھے کہ میں نہیں جاتا اور

یہ حضرت انس کی طبیعت میں بچپنے کا اثر تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے چل دیا۔ بازار میں چند بچے کھیل رہے تھے میں ان کا کھیل دیکھنے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ کچھ دیر ہوگئی تو آپ کو خیال ہوا کہ انس بن مالک نہیں آئے کیا بات ہے۔ آپ دوسرے راستے سے تشریف لے گئے دیکھا تو انس چند بچوں کا کھیل دیکھ رہے تھے۔ آپ نے پیچھے سے آکر حضرت انس کی گردن پر ہاتھ رکھا اور آنکھوں پر نہیں رکھا کیونکہ آنکھوں پر ہاتھ رکھنے سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اور گردن پر بھی سختی سے نہیں نرمی سے رکھا۔ اور اتنی نرمی تھی کہ ہاتھ رکھنے کے بعد حضرت انس نے پیچھے مڑکر دیکھا تو آپ تشریف فرما ہیں اور مزید حیرت اس پر ہوئی کہ آپ بجائے ڈانٹنے ڈپٹنے کے ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے انس! میں نے جہاں کے لئے بھیجا تھا تم تو وہاں جارہے تھے۔ یہ بھی نہ کہا کہ یہاں کیوں کھڑے ہو تم نے اچھا نہیں کیا۔ برا کیا' بلکہ اسی بات کا اعادہ کیا کہ میں نے تم کو جہاں بھیجا تھا تم تو وہاں جارہے تھے۔ اللہ اکبر! کیا حلم ہے آپ کا! اس پر حضرت انس نے اب سنجیدگی سے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں وہیں جارہا ہوں۔

بے شک اسلام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے پھیلا ہے اور آپ کا اخلاق دراصل وہ آپ کی تواضع تھی آپ کی عاجزی اور نرمی تھی۔ اس کو آپ کے اخلاق کہا گیا ہے۔ کتنا بڑا اثر ہوا حضرت انس

کی طبیعت پر اس بات کا کہ زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے رہے' آپ کی خوبیاں بیان کرتے رہے' ان باتوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ سنایا کرتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت حسنہ کے متعلق زیادہ تر جو روایات ہیں وہ حضرت انس کی ہیں۔ آپ کی معاشرت کے بارے میں اور آپ کے رہن سہن کے بارے میں وہی شوق سے گفتگو کر سکتا ہے جو آپ کے پاس رہا ہو۔ اور جس نے قریب سے آپ کا رہن سہن دیکھا ہو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ کے جسم مبارک پر نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا۔ آپ کو ایک بدوی ملا اس نے آپ کو چادرے سے پکڑ لیا۔ اور زور سے کھینچا اور اتنا کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینے کے قریب پہنچ گئے۔ اور کہنے لگا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بھی اس مال کے دینے کا حکم دیجئے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے۔ آپ نے بجائے اس کے کہ بے التفاتی فرماتے یا رخ زیبا ادھر سے پھیر لیتے' ہنسے اور اسکی طرف التفات فرمایا۔ اور حکم جاری فرما دیا کہ اتنا اتنا مال اس کو دے دیا جائے۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو سائل نے مانگنے کا انداز تمیز اور تہذیب کے خلاف استعمال کیا۔ یہ انداز نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اس پر آپ نے نکیر اور اعتراض بھی نہیں فرمایا۔ اور سائل کی اتنی رعایت فرمائی کہ اس

کی بے تمیزی کو بھی معاف فرمایا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا حکم جاری فرما دیا کہ اس کو اتنا مال دے دیا جائے۔ بڑے ضبط و کرم کی بات ہے معمولی بات نہیں ہے بہت بڑی بات ہے۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالٰی کسی کو کوئی منصب کوئی عہدہ عطا فرمائیں اور کسی کو بڑا بنائیں تو اس کا ظرف بھی بڑا ہونا چاہئے۔ ورنہ ایسا آدمی ایسے منصب پر جچتا نہیں کہ منصب تو بڑا ہو اور ظرف چھوٹا ہو' بڑے کا ظرف بھی بڑا ہونا چاہئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اللہ پاک نے دین کا بڑا کام لیا' آپؐ کا وصال ہوا تو یہ اٹھارہ سال کے تھے' ایک سو دو سال مزید زندہ رہے۔ اور مسلسل دین کا کام کرتے رہے۔ اور ایک سو بیس سال عمر پائی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ خادم کی عمر ہمیشہ زیادہ ہوا کرتی ہے۔ بہت عمر پائی اور ان کی صحت بھی اچھی رہی۔ دور دراز کے علاقوں میں گئے اور آپ کا پیغام پھیلایا۔ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا۔ ابتداء ہی سے قیامت تک کے لئے اس امت کا مزاج خدمت و صحبت تشکیل پا گیا ہے۔ خدمت سے خدا ملتا ہے اور صحبت سے نور آتا ہے ظلمت چلی جاتی ہے۔ آپ کے احباب آپ کے ساتھ رہنے والے آپ کے پاس بیٹھنے والے ان سب کے لئے "صحابی" سب سے بڑا لقب تجویز ہوا یعنی صحبت یافتہ۔

دیکھئے! غار ثور کا واقعہ ہے جب دشمن تلاش کرتے کرتے وہاں تک پہنچ

گئے تھے تو آپ نے فرمایا جس کو قرآن مجید نے بیان کیا "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" سبحان اللہ! اس کے اندر حضرت ابو بکر کا ذکر آگیا۔ اور کیسی عجیب بات فرمائی۔ اباجی ایک بات فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت "اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" سے معلوم ہوا کہ شیخ کو شفیق ہونا چاہئے' یہ عین شفقت اور کرم کی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فرمایا' یعنی تم اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سبحان اللہ! "مَعَنَا" لائے ہیں اور کیسی عجیب بات فرما دی کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تو ہیں ہی تمہارے ساتھ بھی ہیں۔ حضرت مسیح الامت نے اسی سے یہ بات نکالی کہ شیخ کو شفیق ہونا چاہئے ان کی طبیعت میں شفقت و کرم غالب ہونا چاہئے۔ عین اس حالت میں جب کہ اتنے بڑے شخص کے پیر اکھڑ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! دشمن آگیا ہے اس پر فرما رہے ہیں لَا تَحْزَنْ کوئی غم اور فکر مت کرو اور اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اتنی طویل صحبت کی برکت سے حضرت انس بن مالک کو اللہ نے ایک سو بیس سال عمر عطا فرمائی۔ بہت بڑی بات ہے۔ آج سے ستائیس سال پہلے مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے خادم کو دیکھا ان کی عمر ایک سو پچیس سال تھی۔ سوا سو سال عمر اور تکلیف ان کو ایسی تھی کہ مجمع میں سنانا بھی مناسب نہیں' جذام ہوگیا تھا اور جذامی کا داخلہ

مسجد کے اندر شرع میں ممنوع ہے۔ جمعہ کے دن خدمت کرنے والوں کی ان کے پاس قطار لگی رہتی تھی کوئی کہتا کہ میں نہلاؤں گا' کوئی کہتا کہ میں طہارت دلاؤں گا' کوئی کہتا میں کپڑے بدلواؤں گا کوئی کہتا میں ویل چیئر میں حرم لے جاؤں گا۔ حرم کی صفیں سڑک پر آجایا کرتی تھیں تو وہاں ویل چیئر کسی بھی صف پر لگ جاتی تھی۔ وہاں فرض پڑھوا کر واپس لے آتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو شیخ کی خدمت کی برکت سے اتنی طویل عمر عطا فرمائی تھی اور پھر قیامت تک کے لئے بقیع شریف کی سکونت عطا فرمائی یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایسے ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اللہ پاک نے بہت عمر عطا فرمائی تھی تحقیق یہی ہے کہ ان کی عمر دو سو پچاس برس تھی۔ لیکن بعض روایات کچھ اور بھی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ جب ان کی زندگی کا ابتدائی دور تھا اس وقت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری دور تھا اور عیسی ابن مریم کے وقت میں حضرت سلمان فارسی ہوئے۔ حضرت عیسی علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ساڑھے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور یہ تو اتفاقی بات ہے کہ حضرت سلمان ایمان لانے کے بعد ڈیڑھ سو سال زندہ رہے' بعض روایات میں ہے کہ ساڑھے تین سو برس عمر پائی۔ لیکن ہمارے اکابر کی تحقیق یہی کہ جب ایمان لائے اس سے پہلے آپ کی تلاش میں تھے آپ کے پاس پہنچے تو عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ ایمان لا کر سو

سال مزید زندہ رہے۔ ڈھائی سو سال عمر پائی۔ اور یہ عرصہ بہت محبت اور پیار کا نصیب ہوا۔ حضرت سلمان بھی آپ کے خدام میں شامل تھے۔

عراق میں ایک جگہ پر بہت بڑی مسجد ہے مسجد کے ایک طرف ان کا مزار ہے مسجد کے ہر دروازے پر یہ حدیث لکھی ہوئی ہے۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ یہ سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے میرے گھر کا آدمی ہے میرا اپنا آدمی ہے۔ میں اس کے چاروں طرف گیا ہر دروازے پر یہ حدیث لکھی ہوئی تھی۔ دیکھئے! خدام کے ساتھ آپ کا کتنا پیار ہے۔ ورنہ دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے ہاں خدام کو جھڑکا جاتا ہے' ڈانٹا جاتا ہے اور ان کے ساتھ نفرت کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ اپنے خادم کو فرما رہے ہیں سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ اللہ اکبر! کیا آپ کے اخلاق ہیں!

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے بکریاں مانگیں' اور آپ کی بکریاں دو پہاڑوں کے درمیان چر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا : اچھا سب کی سب اس کو دے دو۔ اور وہ لے کر چلا گیا۔ ان بکریوں کو لے جا کر اپنے قبیلے میں قسم کھا کر کہا : اے لوگو! تم ایمان لے آؤ وہ ایسا شخص ہے کہ سب کا سب دے دیتا ہے۔ خالی ہاتھ رہ جانے کا بھی ان کو اندیشہ نہیں ہوتا۔ کتنا اس کی طبیعت پر اثر ہوا کہ اپنے قبیلے کے ذہن کو اس نے جا کر ہموار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ایسے لوگ آپ کے اخلاق سے اور آپ کی تواضع سے متاثر ہو کر گئے تو وہاں سے سات سو افراد کے قافلے

لے کر آئے اور آکر آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ یمن سے سات سو افراد کا قافلہ آیا اور آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ آپ کے جس اخلاق سے لوگ متاثر ہوتے تھے وہ دراصل آپ کی تواضع تھی۔ آپ کے اندر بہت نرمی عاجزی اور بے نفسی تھی۔ جس کی وجہ سے لوگ روز بروز اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

ایک اور صحابی فرماتے ہیں کہ آپ حنین سے واپس آرہے تھے تو بدوی آپ کو لپٹ گئے بدوی بیچارے دیہاتی تو ہوتے ہی ہیں۔ بدو ایک قبیلہ ہے ایک تو وہ دیہاتی دوسرا بہت جنگجو قبیلہ تھا۔ آپ سے کچھ سوال کررہے تھے۔ سوال کرتے کرتے اور اصرار کرتے کرتے آپ کو لے جاکر ببول کے درخت سے ملا دیا۔ اور ایسا انداز اختیار کیا کہ آپ کی چادر بھی چھین لی۔ آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ دیکھو! میری چادر تو دے دو' کیسے مزے سے فرما رہے ہیں۔ اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو سب میں تم میں تقسیم کردیتا۔ نہ تم مجھ کو کنجوس پاتے نہ جھوٹا اور نہ ہی تھوڑا دینے والا۔

یہ عجیب شان تھی کہ آپ کے ہاں جب کوئی سائل آتا تھا اگر کچھ ہوا دے دیا اور نہ ہوا تو دوسرے وقت کا وعدہ کرلیا اور ایسا بھی ہوا کہ آپ نے سائل سے فرمایا کہ تم قرض لے لو میں ادا کردوں گا۔ کس قدر ایثار رہے

اللہ تعالیٰ آپ کی محبت نصیب فرمائے (آمین)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی یوں نہیں فرمایا کہ نہیں دیتا' اگر ہوا تو دے دیا ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ کرلیا۔ معذرت چاہ لی' آپ کا دست سخا اور دست کرم بہت کشادہ اور بہت ہی کھلا ہوا تھا۔

حدیث شریف میں ہے فجر کی نماز کے بعد مدینہ والوں کے غلام اپنے برتنوں میں ٹھنڈا پانی لے کر آتے تھے۔ اور موسم بھی سردی کا ہوتا تھا۔ اور برکت کے لئے وہ آپ کا دست مبارک اس میں ڈلواتے تھے۔ لیکن آپ انکار نہیں فرماتے تھے کبھی بھی یوں نہیں فرمایا! اتنی سخت سردی ہے میں اتنے ٹھنڈے پانی میں اپنا ہاتھ کیسے ڈالوں یا ابھی نہیں ڈالتا پھر ڈال دوں گا' کبھی بھی انکار نہیں فرمایا اور ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ اور ان کا دل رکھتے تھے۔

کبھی بھی کوئی بات تنبیہہ کی یا نصیحت کی ہوتی اور کچھ کہنے کی ہوتی تو زیادہ سے زیادہ یہ فرما دیا کرتے تھے : فلانے شخص کو نہ معلوم کیا ہوگیا ہے خدا کرے اس کی پیشانی کو خاک لگ جائے۔ بس یہ بہت بڑی بات تھی۔ اب ظاہر ہے کہ اگر پیشانی کو خاک لگ بھی جائے تو کیا تکلیف ہوئی کچھ بھی نہیں۔ اور لگتی بھی سجدہ میں ہے تو گویا آپ نے اس کے نمازی ہونے کی دعا دی۔ اور نماز میں بری باتوں سے روکنے کی خاصیت ہے تو آپ نے اس کی اصلاح کی دعا کی کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

یہ لفظ صلوۃ ہے اس کے لفظی معنی ہیں ٹیڑھی لکڑی کو آگ پر سینک کر سیدھا کرنا۔ نماز کی پابندی نفس پر بڑی شاق گزرتی ہے لیکن نفس امارہ کا بہترین علاج ہے کیونکہ جس قدر آدمی زیادہ نماز پڑھے گا اسی قدر اس کا نفس مہذب ہوتا چلا جائے تہذیب یافتہ ہوتا جائے گا اور سنورتا جائے گا۔ اصلاح پذیر اور اصلاح یافتہ ہوجائے گا۔ اس نماز کے اندر خاصیت ہے کہ کجی اور ٹیڑھ پن کو دور کردیتی ہے۔

ہمارے حضرت سے کسی نے عرض کیا کہ بہت ہی اطمینان سے کوئی اگر مغرب کی دو رکعت سنت پڑھے خشوع اور خضوع کے ساتھ دل لگا کر اور استحضار کے ساتھ یہ زیادہ بہتر ہے یا سپاٹے (جلدی) کی دو رکعت سنت بھی پڑھے اور چھ رکعت اوابین بھی پڑھ لے۔ کون سی صورت بہتر ہے۔ ہمارے حضرت نے فرمایا : دیکھو بھائی! سورتیں پڑھے چھوٹی چھوٹی اور نماز آٹھ رکعت پڑھے دو سنت اور چھ رکعت اوابین' پڑھے نفس زیادہ رکعات سے سیدھا ہوتا ہے۔ یہ خشوع کی جو کیفیت آپ بیان کررہے ہیں اس کا اہتمام آپ زیادہ سے زیادہ دو چار دن کریں گے۔ اور بعد میں پھر وہی دو رکعت سپاٹے کی پڑھ کر چلتے بنیں گے۔ لہٰذا نفس کو ڈھیل نہیں دینا چاہئے اس پر زیادہ سے زیادہ نماز کی رکعات کا بھار رکھنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت تھانوی اپنے شیخ کو بہت لمبے چوڑے رکوع اور قیام کے ساتھ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بس یہی دیکھا کہ چھوٹی سورتیں پڑھا کرتے

تھے اور رکعات زیادہ ہوتی تھیں۔ اور اس میں مصلحت یہی ہے کہ انسان کا نفس قابو میں آئے گا نماز سے گھبراتا ہے۔ نماز اس پر شاق گزرتی ہے۔ لیکن جو خاشعین ہیں جن کے اندر عاجزی ہے ان کے لئے نماز بھاری نہیں ہے۔

خشوع کا تعلق دل سے ہے اور خضوع کا تعلق انسان کے اعضاء سے ہے۔ یعنی اعضاء کا استعمال سنت کے مطابق ہو۔ قیام میں کیسے کھڑا ہوں رکوع کیسے کروں' ہاتھ کہاں کہاں ہوں' نظریں کہاں ہوں' یہ سب باتیں خضوع میں داخل ہیں۔ اور خشوع فعل قلب ہے یعنی دل کے اندر عاجزی ہو تواضع ہو یہ خیال ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں۔ میرے سامنے کون ہے' میاں کیا کر رہا ہوں' اب میں قیام میں دست بستہ ہوں۔ اب میں رکوع میں ہوں۔ اب میں سجدے میں ہوں یہ سب خشوع میں داخل ہیں۔ جب خشوع اور عاجزی کی کیفیت بندے کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور نرمی پستی دل میں آجاتی ہے تو پھر نماز کے ساتھ خاص مناسبت ہو جاتی ہے۔

پھر ایسی مناسبت ہو جاتی ہے کہ ہمارے حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ مہاجر مدنی نے نابالغی کے زمانے کی بھی نمازیں پڑھیں حالانکہ نابالغی کے زمانہ کی نمازیں پڑھنے کا کوئی حکم نہیں' زیادہ سے زیادہ اس کا درجہ نفل کا ہے۔ تہجد' اشراق' اوابین' صلاۃ اللیل اور صلاۃ التسبیح کے ساتھ ساتھ نابالغی کے زمانے کی نمازیں پڑھیں۔ نمازیں زیادہ پڑھنے کا

شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی اہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ۝

تفسیر آیت مبارکہ

توفیق الٰہی سے سورۂ توبہ کی آیت مبارکہ کی تلاوت کی گئی پہلے اس آیت کا مطلب سمجھ لیجئے' فرماتے ہیں : **فان تابوا** اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کرلیں یعنی مسلمان ہوجائیں **واقاموا الصلوۃ** اور نماز قائم کریں یعنی اس اسلام کو ظاہر بھی کردیں' **واتوا الزکوۃ** اور زکوۃ دینے لگیں' **فاخوانکم فی الدین** وہ تمہارے دینی بھائی ہوجائیں گے اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہوجائے گا۔

نماز کی اہمیت و فضیلت

یہ آیت مبارکہ ایسی ملت کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام کو نقصان اور مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے تھے لیکن توبہ کرلینے پر اور نماز قائم کرنے پر اور زکوۃ ادا کرنے پر ایسی قوم کو دینی بھائی قرار دیا گیا اور اس میں یہ بشارت دی گئی کہ ان کا پچھلا کیا کرایا سب معاف ہوجائے گا' اس آیت میں جو اہم بات ہے وہ نماز ہے اس کو اسلام کی پہچان قرار دیا گیا' نماز کو علامت اسلام بتلایا گیا یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے ہوئے نہ سنا ہو' مگر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو تو سب علماء کے نزدیک واجب ہیکہ اس کو مسلمان سمجھیں اور ایک آیت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے **وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا** (اور آپ اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کے سختی سے پابند رہئے) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو کیسے معاف ہوسکتی ہے' اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی پابندی کرانا ضروری ہے' خود بھی نماز کا پابند ہو اور اپنے متعلقین اور اہل خانہ کو بھی نماز کی پابندی کرائے یہ تو مستقل فریضہ ہے اقامت صلوۃ یعنی نماز کا قائم کرنا اور عام مسلمانوں کو اس کی دعوت

دینا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر فرمایا کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو شفاف پانی کی اور اس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کے بدن کا میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا! جی کچھ بھی میل کچیل باقی نہیں رہے گا' آپ نے فرمایا : یہی حالت ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو صاف کردیتا ہے یہ نماز کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

البتہ اتنی بات ہے کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ نمازی اگر کبیرہ گناہوں سے بچے اور کبائر سے بچتے ہوئے نماز کا پابند رہے تو اس کے علاوہ جو بھول چوک ہو جاتی ہے دو نمازوں کے درمیان' وہ نماز کی پابندی سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں' یہ بہت بڑی دولت ہے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ بندے کے اور کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے جب ترک نماز کیا' نماز چھوڑ دی تو وہ کسر مٹ گئی اور کفر آگیا چاہے بندے کے اندر نہ آئے لیکن بندے کے قریب تو آگیا' کفر سے دوری تو نہ رہی تو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ ترک نماز بندے کو کفر کے قریب کردیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت کرے تو نماز قیامت کے روز اس

کے لئے روشنی اور دستاویز اور نجات ہوگی اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے تو وہ اس کے لئے نہ روشنی ہوگی نہ دستاویز نہ نجات اور وہ شخص قیامت کے دن قارون فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا یعنی جہنم میں اگرچہ ان کے ساتھ' توبہ توبہ' ہمیشہ کے لئے نہ رہے مگر کچھ عرصے کے لئے ہونا بھی بڑی خطرناک بات ہے' نماز بہت بڑا عمل ہے اگر صحیح معنی میں نماز پڑھنا ہمیں آجائے تو باطن کی بھی ساری منزلیں طے ہو جاتی ہیں' آج ہم اپنی نماز کے بارے میں جو ضروری مسائل ہیں وہ نہیں سیکھتے' بھئی فضائل سے تو اعمال کی قیمت کا پتہ چلتا ہے اور ایک صحیح ذوق اور شوق کی کیفیت پیدا ہوتی ہے لیکن ان اعمال کی قیمت وہ فقہی مسائل سے ادا ہوتی ہے' تین سو کے قریب ایسے ضروری مسائل ہیں جن پر نمازی کی اکثر نظر رہنی چاہئے اگر زبانی یاد نہ ہوں تو مطالعہ میں تو رہیں کہیں نماز میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔

اکابر کا اہتمام نماز

آخر میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیو بندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ الحمدللہ اب آکر ایسا ہوا ہے کہ نماز صحیح طور پر پڑھ لیتا ہوں' یہ بڑوں کی باتیں ہیں اور ایک مرتبہ امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب

گنگوہیؒ نے حضرت حاجی صاحب کے فیضان کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ :
میرے حضرت کی ایک خاص برکت یہ ہے کہ میں صحیح طور پر نماز پڑھ لیتا ہوں' بھئی اکابر نے بڑی محنت کی ہے' بہت محنت کی ہے۔

سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی نماز سنانے کے لئے دیوبند حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے جب کہ حضرت کا زمانہ طالب علمی تھا اور نماز سنانے کے بعد ان کو تسلی ہوئی' نماز کی درستی اور اصلاح کے لئے اس کے الفاظ کی درستی بھی ضروری ہے اور اس سے بڑھ کر اس کے مسائل کا جاننا بھی ضروری ہے' ہم نے حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نماز کا ایسا ذوق عطا فرمایا تھا انہوں نے نابالغی کے زمانے کی ساری نمازیں پڑھیں' حالانکہ یہ بات واجب اور ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص پڑھے تو یہ نفل ہے' اور بالغ ہونے کے بعد جو نمازیں چھوٹی ہیں ان کی قضاء تو ہے ہی لازم اور بعض دیندار اللہ والی نیک خواتین کو دیکھا کہ تمام نفل نمازیں فرض نمازوں کے ساتھ ان کی جاری ہیں لیکن ساتھ میں ایک تشنگی کا اظہار دیکھئے کہ کہتی ہیں اور نماز ہو تو وہ بھی بتا دو وہ بھی پڑھ لیں' لیکن آج عام طور پر فرض نمازوں کی کوتاہی ہمارے سامنے ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے' اس پورے ملک میں آپ دیکھیں کتنے مسلمان ہیں اور اس میں سے اندازہ کیجئے کہ کتنے فیصد نماز کے پابند ہیں' ایک فیصد کا بھی

حساب نہیں بنتا اس میں نمازیوں کی بھی کوتاہی ہے کہ وہ بھائی جو نماز نہیں پڑھتے ان کو حدود میں رہ کر نمازی بنانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے' اور ان کو نماز کی دعوت دینی چاہئے' ترک نماز کے نقصانات اور وعیدیں ان کے سامنے بیان کرنی چاہئیں۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ فضائل نماز بھی عجیب و غریب ہے' فضائل نماز میں حضرت شیخ کا یہ رسالہ فضائل نماز اور مسائل میں آئینہ نماز اور بہشتی زیور اور عماد الدین ایسی مستند کتابیں مطالعے میں رہنی چاہئیں۔

نماز علامت ایمان ہے

جگہ جگہ حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو ایک عہد کی چیز ہے وہ نماز ہے' بس جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا وہ برتاؤ کے حق میں کافر ہو گیا یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے کیونکہ کوئی پہچان اسلام کی اس میں نہیں پائی جاتی کیا پہچان ہے؟ لباس ہمارا دیکھ لیجئے شکل و صورت دیکھ لیجئے ایک مسجد کی حاضری اور نمازیوں کو دیکھ لیجئے مسجد سے خارج کے حالات میں ہمیں دیکھ لیجئے اب تو ایسا لباس ہو گیا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم کے لباس کے

معیار پر کوئی پہچان نہیں رہی، اس وضع اور لباس کے اندر اصل پہچان تو پابندی صلوٰۃ کی ہے، حاضری مسجد کی ہے، ہندوستان میں چلے جایئے آپ کو اکثر لوگ پہچان میں نہیں آئیں گے سلام کرتے ہوئے جی گھبراتا ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں ہم کسی غیر مسلم کو تو سلام نہیں کر بیٹھے، اس قدر ہندو اور مسلم کا لباس مشترک ہو گیا ہے، وہ بھی بے ریش ہے یہ بھی بے ریش ہے، وہ بھی ننگے سر ہے یہ بھی ننگے سر ہے، وہ بھی شرٹ اور پتلون کے اندر ہے یہ بھی شرٹ اور پتلون کے اندر ہے مسجد میں جا کر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر حاضری دینے والا کون شخص ہے وہ مسلمان ہے جی چاہتا ہے کہ اس کو سلام کرو لباس کے معیار پر ایسی یکسانیت اختیار کرلی ہے کہ مسجد کے باہر اب یہ پہچان دشوار ہوتی جا رہی ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون غیر مسلم، رشتے ناطے کی بات دوسری ہے محلے داری میں ہم سب جانتے ہیں کہ کون کس کا بیٹا ہے کون کس کا پوتا ہے یا نواسہ ہے مگر اچانک کسی ایسی بستی میں چلے جائیں جہاں آپ کا تعارف نہ ہو اور آپ لوگوں کو خاندانی اعتبار سے نہ پہچانتے ہوں تو آپ مشکل میں پھنس جائیں گے لباس کی یکسانیت کو دیکھ کر کہ بھائی ان میں کون مسلمان ہے اور کون غیر مسلم ہے سوائے اس کے کہ مسجد میں پہنچ کر آپ کو معلوم ہو گا کہ ہاں بھئی یہاں حاضری دینے والے یہ بھائی مسلمان ہیں، ہمارے دینی بھائی اور اسلامی بھائی ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ ترک نماز بھی، نماز کا

چھوڑنا بھی ایک علامت ہے کفر کی گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز کی وجہ سے کافر نہ سمجھیں گے مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے' توبہ! توبہ! بہت بری بات ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو' تاکید کے معنی یہ ہیں کہ ڈانٹ کر پڑھواؤ ابھی مارو مت' جب کہ وہ سات برس کے ہوجائیں' اور فرمایا ان کو مارو نماز کے لئے جب کہ وہ دس برس کے ہوجائیں' اور روایات سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ دو کام سات برس کی عمر میں ہیں اور دو کام دس برس کی عمر میں ہیں' سات برس کی عمر میں نماز کے لئے کہو اور نماز سکھاؤ' یا اس سے پہلے سکھا دو' اور دس برس کی عمر میں سختی کی ساتھ نماز کا پابند بناؤ اور حدیث میں آیا کہ ان کے بستروں کو جدا کردو' والدین کے ذمہ جو اولاد کے حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کو نماز کا پابند بنایا جائے' شوہر کے ذمہ یہ بھی ہے کہ وہ بیوی کو نماز کا پابند بنائے مالک اور سیٹھ کے ذمہ یہ بھی ہے کہ اپنے ماتحت ملازمین کو نماز کی پابندی کرائے۔

حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ قبیلہ خزاعہ کے دو آدمی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے پھر ان میں سے ایک شہید ہوگیا اور دوسرے نے ایک سال کے بعد موت طبعی سے وفات پائی' ایک صحابی ہیں طلحۃ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالی عنہ وہ فرماتے ہیں کہ

میں نے بعد میں مرنے والے کو خواب میں دیکھا جو شہید کے ایک سال بعد فوت ہوا تھا کہ شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا' طلحۃ بن عبیداللہ کو بہت تعجب ہوا کہ ایک سال کے بعد طبعی وفات ہوئی ہے اور شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا؟ نماز فجر کے بعد انہوں نے اپنا خواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیان کیا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : اس مرنے والے نے اس شہید کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے! سال بھر تک اس نے ہزاروں رکعتیں نہیں پڑھیں! اگر صرف فرض اور واجب اور سنت موکدہ کو شمار کیا جائے تو ایک سال میں دس ہزار رکعت کے قریب بن جاتی ہیں' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان نمازوں کی برکت سے ایک سال کے بعد فوت ہونے والا مسلمان شہید سے بڑھ گیا' یہ ہے پابندی نماز کی برکت کہ نماز کی برکت سے ایک سال کے بعد فوت ہونے والا صحابی اس شہید سے پہلے جنت میں گیا اور ایک روایت میں یہ الفاظ اور آئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نمازی اور شہید کے درجات میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلے سے بھی زیادہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز کی کثرت کو بھی بیان فرمایا' تو نماز ایسی چیز ٹھہری جس کی بدولت شہید سے بھی اونچا رتبہ مل جاتا ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ : جنت کی کنجی نماز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس چیز کا بندے سے قیامت میں پہلے حساب ہوگا وہ نماز ہوگی' اگر نماز اس کی پوری ہوئی اور ٹھیک ہوئی تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اتریں گے جتنی آپ نماز میں کوتاہی برتیں گے' دیگر اعمال میں بھی اتنی ہی کمی آتی چلی جائے گی اور جس قدر نماز کا اہتمام ہوگا تو دیگر اعمال میں بھی اسی قدر آپ سے غفلت نہیں ہوگی۔

قضاء نمازوں کا اہتمام کیجئے

بہت سے نمازی بڑی عمر میں جا کر نماز کی پابندی کر لیتے ہیں' لیکن اگر تھوڑی سی توجہ فرمائیں' کیونکہ ان کے نفع کی بات ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ تازی کے بجائے باسی کو بھی قبول فرما رہے ہیں' بالغ ہونے کے بعد جو فرض نمازیں چھوٹی ہیں ان کی قضاء بھی پڑھ لے اور یہ ایسی کوئی بڑی بات نہیں اگر آپ کی عمر بیس سال کی ہے تو پندرہ سال نابالغی کے اس میں سے گھٹا دیجئے اب آپ اور کتنی چھوٹ چاہتے ہیں اتنی چھوٹ تو آپ کے ماں باپ بھی نہیں دیتے جتنی چھوٹ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے کہ پندرہ سال تک آپ کو احکام کا مکلف نہیں بنایا' پندرہ سال ہونے پر یعنی بالغ ہونے پر فریضہ نماز کو لازم کیا گیا ہے بالغ ہونے کے بعد میں جو نمازیں

چھوٹی ہیں انکی قضاء کرلیجئے تو ۲۰ میں سے ۱۵ نکال دیجئے تو پانچ بچے اور پانچ سال میں جتنی نمازیں آپ نے ادا کی ہیں ان کو بھی مجرا کردیجئے مثلاً تین سال کی آپ نے نمازیں پڑھی ہیں باقی رہ گئیں دو سال کی' بہت ہی آسان سی بات ہے کہ ہر ادا نماز کے ساتھ ایک قضاء نماز پڑھتے جایئے اور سنتوں اور نفلوں کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے' فجر میں قضاء کے دو فرض پڑھ لیجئے' ظہر میں قضاء کے چار فرض پڑھ لیجئے' عصر میں قضا کے چار فرض پڑھ لیجئے' مغرب میں قضاء کے تین فرض پڑھ لیجئے عشاء میں قضاء کے چار فرض اور تین وتر پڑھ لیجئے یہ بیس رکعت یومیہ ہے چاہے ہر ادا نماز کے ساتھ ایک قضاء نماز پڑھ لیجئے یا پانچوں وقت کی کسی ایک وقت میں پڑھ لیجئے آسان سی بات ہے اور نیت یہ ہے کہ یا اللہ! جو میرے اوپر فجر کی نمازیں قضاء ہیں اس میں سے پہلی پڑھتا ہوں جو مغرب کی قضاء نمازیں ہیں اس میں سے پہلی پڑھتا ہوں جو نمازیں عشاء کی قضاء ہیں اس میں سے پہلی پڑھتا ہوں اور قضاء وتروں میں سے پہلے وتر پڑھتا ہوں یہی نیت آپ ہر نماز کے ساتھ کرتے چلے جائیں تو آپ کا معاملہ آخرت کا صاف ہوجائے گا اور اکابر نے فرمایا کہ اگر اس حالت میں موت آگئی اور ادا نمازوں کے ساتھ قضاء نمازوں کا حساب آپ نے شروع کر رکھا تھا' اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ باقی نمازیں معاف فرمادیں گے کیونکہ آپ کا ارادہ کل نمازیں پڑھنے کا تھا۔

بھائی ایسی گرفت نہ کراؤ کہ کسی شکنجے کے اندر جکڑ جاؤ آخرت کے جوتوں سے بچنے کا کچھ خیال کرو' قضاء نمازوں کا بوجھ ہے' اشراق پڑھ رہے ہیں چاشت پڑھ رہے ہیں اوابین پڑھ رہے ہیں نماز تسبیح پڑھ رہے ہیں' یہ مطلب نہیں ہے کہ ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مطالبہ نہیں ہوگا مطالبہ آپ سے یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد جو آپ کے اوپر بوجھ ہے اس کو ادا کیجئے' ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ نفل نمازوں میں وہ آدمی جس پر قضاء نمازوں کا بوجھ ہے تہجد کے علاوہ باقی تمام نفل نمازیں چھوڑ دے اوران اوقات میں قضاء نمازوں کا اہتمام رکھے' اگر دو سال کی قضاء نمازیں ہیں اور ایک دن کی قضاء نمازیں یومیہ آپ پڑھیں گے تو دو سال میں پوری ہوجائیں گی' دو دن کی پڑھیں گے تو ایک سال میں اور چار دن کی پڑھیں گے تو چھ مہینے میں پوری ہوجائیں گی بھئی اس قرض کو ادا کیجئے اور یہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے بہت آسان سی بات ہے آپ پختہ ارادہ کرکے ہر ادا کے ساتھ ایک قضاء نماز کا اہتمام شروع کردیجئے انشاءاللہ آپ کے ارادے پر ان کا فضل ہوجائے گا۔

اکثر روزے لوگوں کے پورے ہوتے ہیں اگر کوئی روزہ چھوٹا ہے تو قضاء اس کی کرلیجئے اور روزے کون سے سال بھر کے ہوتے ہیں' سال میں ایک مہینے کے ہوتے ہیں' اگر کوئی روزہ رمضان کا' ماہ رمضان میں قصداً توڑا ہے تو اس کا کفارہ دے دیجئے یہ دو باتیں ہوگئیں آخرت کے مواخذے

اور عذاب سے بچنے کیلئے۔

مالی حقوق کی ادائیگی کی اہمیت

اور بھئی تیسری بات یہ کہ اگر کسی کا مالی حق ہے ادا کر دیجئے یا معاف کرا لیجئے ورنہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تین پیسے کے بدلے سات سو مقبول نمازیں دے دی جائیں گی' ہے ہم میں کوئی اس کا دعویدار کہ میرے پاس جو بھی نماز ہے وہ مقبول ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسند ہو چکی ہے بھئی جیسا بھی ذخیرہ ہے اللہ پاک قبول فرمائے لیکن مالی حقوق کا مسئلہ صاف ہونا چاہئے' کیونکہ حج کرنے سے قرض معاف نہیں ہوتا' شہید ہونے سے قرض معاف نہیں ہوتا اور تین پیسے کے بدلے سات سو مقبول نمازیں' الٰہی توبہ! الٰہی توبہ کون دے گا بھئی' کیوں نہ مالی حقوق ادا کر دیئے جائیں۔ مردانہ شان یہی ہے کہ ادا کر دے اگر کچھ کمزوری ہے' معافی مانگ لے یہ معافی مانگنا آخرت کی رسوائی سے بہتر ہے ادا نمازوں کا اہتمام کیجئے' بالغ ہونے کے بعد جو نمازیں چھوٹی ہیں ان کی قضاء کا اہتمام کیجئے اور اگر ماہ رمضان کے فرض روزے چھوڑے ہیں تو ان کی قضاء رکھ لیجئے بہت آسان عمل ہے' مالی حقوق ادا کر دیجئے' یا معاف کرا لیجئے' اور زیادہ تر گرفت تین باتوں پر ہی ہوتی ہے' نماز کی وجہ سے یا روزوں کی وجہ سے یا مالی حقوق کی وجہ سے ان تینوں کا

حساب صاف کر لیجئے' انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جب دنیا سے رخصتی ہوگی تو ایمان والی ہوگی اور جب تک دنیا میں رہیں گے تو وہ زندگی اسلامی زندگی ہوگی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچتا ہوگا بفضلہ تعالیٰ۔

اور بھئی نماز مردوں کیلئے تو یہی ہے جب تک کوئی عذر نہ ہو تو قریب کی مسجد میں ان کو حاضر ہونا چاہئے اور جماعت کی پابندی کرنی چاہئے نماز باجماعت اصل تو یہ ہے اقامت صلوٰۃ ہاں عذر ہو تو دوسری بات ہے کیونکہ معذور کے احکام جدا ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ نمازیں قضاء کرتے ہیں مستقلاً نماز کے قضاء کرنے کی عادت بہت ہی بری ہے' آدمی کے رزق میں تنگی ہوجاتی ہے' روزی سے محروم ہوجاتا ہے' صبح نماز فجر کے لئے اٹھنا یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے جو آدمی عشاء کی نماز باجماعت پڑھ لے تو رات کی کامل عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرے تو پوری رات کی عبادت کا ثواب اللہ پاک اس کو عطا فرماتے ہیں' دیکھئے رات ایک ہے لیکن ثواب عشاء اور فجر باجماعت ادا کرنے پر ڈیڑھ رات کا دیا جارہا ہے ڈیڑھ رات کی عبادت کا دیا جارہا ہے اور مسلمان کی ترقی اور مسلمان کا عروج' کمال نماز کے ساتھ وابسطہ کیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے' الصلوۃ معراج المومنین نماز اہل ایمان کی

معراج ہے' اہل ایمان کے لئے زیادہ سے زیادہ ترقی اور عروج و کمال اگر رکھا گیا ہے تو نماز کی پابندی میں رکھا گیا ہے' اللہ تعالیٰ کل مسلمانوں کو انتہائی اہتمام کے ساتھ پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شُکرِ حقیقی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ

عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ (الحدیث)

توفیق الٰہی اپنے حضرت کی برکت سے آج کی ملاقات میں ایک مسنون دعا کی توفیق ملی۔ قرآن مجید میں یوں بتلایا ہے کہ شکر گزار بندے کم ہیں۔ شاکرین کم ہیں اور یہ دو چیزیں عجیب ہیں کہ ان دونوں سے مومن کا ایمان کامل اور مکمل ہوجاتا ہے' ایک صبر اور دوسرے شکر۔

تکمیل ایمان کے دو گُر

ایک حدیث میں صبر کو بھی نصف ایمان فرمایا اور شکر کو بھی نصف ایمان فرمایا گیا ہے۔ میرے حضرت فرماتے تھے کہ صبر ایسا خلق ہے کہ اس

کی ضرورت ہر نیکی میں ہے اور بلکہ ہر مقام میں ہے۔ کوئی کام اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ صبر کی ضرورت شکر میں بھی ہے۔ یہ اپنی جگہ بے حد ضروری ہے اور غیر متوقع طور پر نہیں بلکہ متوقع طور پر ہے انسان کو زندگی میں کبھی کبھار بلکہ روزانہ اور روزانہ بھی کئی بار ناگوار واسطوں سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ اور ناگواریاں پیش آنا تکوینی طور پر عجیب نعمت ہے۔ اگر بندے کے مزاج کے مطابق ہر چیز ہو جائے (من مانی جیسے اس کا جی چاہے ویسا ہوا کرے) تو رعونت اس کے اندر پیدا ہو جائے گی تکبر اس کے اندر آجائے گا۔ اور اس کا نفس بے قابو ہو جائے گا' پھول جائے گا' بچوں کی طرف سے ناگواری پیش آئی ہوئی ہے دل کھٹا ہو گیا۔ بیوی کی طرف سے ناگواری پیش آئی دل کھٹا ہو گیا بھائیوں کی طرف سے ناگواری پیش آئی دل کھٹا ہو گیا' والدین کی طرف سے بھی بعض دفعہ ناگواری پیش آجاتی ہے گو ان کا رتبہ سب سے زیادہ ہے لیکن دل کھٹا ہو گیا۔ ماتحت لوگوں کی طرف سے ناگواری پیش آئی دل کھٹا ہو گیا۔ شاگردوں کی طرف سے ناگواری پیش آئی دل کھٹا ہو گیا۔ مریدین کی طرف سے ناگواری پیش آئی دل کھٹا ہو گیا۔ سبحان اللہ! شکستگی آگئی ہے آثار عبدیت کے شروع ہو گئے۔ یہاں سے بھی کھٹا وہاں سے بھی کھٹا۔

ابا جی حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے سب جگہ سے کھٹا ہو جائے بس ان سے میٹھا رہے' ان سے میٹھا رہے' ہر بات اگر آپکی من چاہی ہوا کرے تو پھر

نفس آپکا پھول جائیگا اپنے کو کچھ سمجھنے لگے گا اور یہ بات بڑی خطرناک ہوگی۔ نفس اپنے کو کچھ سمجھنے لگے یہ بات بڑی مہلک ہوگی تباہ و برباد کردینے والی ہوگی توبہ توبہ! ایسے لمحات سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے کہ ہم نفس کی گرفت میں آجائیں توبہ توبہ! نفس کی باتوں میں آجائیں توبہ توبہ!

شکر کا درجہ صبر سے زیادہ ہے

حضرت فرمایا کرتے تھے مومن کے لئے وہ دن ماتم کا دن ہے جس میں وہ اپنے کو کچھ سمجھتا ہے وہ دن ماتم کا دن ہے۔ صبر کی ضرورت سب جگہ ہے حتیٰ کہ شکر میں بھی لیکن فیصلہ یہ ہے کہ "شاکرین کا درجہ صابرین سے زیادہ ہے" اس کو قرآن مجید نے یہ فرمایا کہ شکر کرنے والے بندے کم ہیں۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ **منہاج العابدین** کے اندر اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں کہ شاکرین کا درجہ صابرین سے زیادہ ہے۔

اباجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شکر فرض ہے یہ حضرت کے الفاظ ہیں "فرض ہے" اور شکر پر ذات باری تعالیٰ نے نعمت میں ترقی کا اور نعمت میں افزونی کا وعدہ فرمایا ہے۔ شکر خود پسندی اور عجب کا تریاق ہے خود پسندی اور عجب کو کاٹنے والا ہے' یہی وجہ ہے کہ عجب کا سب سے موثر علاج' سب سے بہترین علاج شکر محض قرار دیا گیا ہے شکر محض۔

شکر بہت بڑی چیز ہے کبھی کبھی حضرت فرمایا کرتے تھے مومن کو ہر وقت شُکرِ شکر چاہئے شُکر کی شکر چاہئے سبحان اللہ! کیسی عجیب بات ہے شُکر کے بہت فائدے ہیں۔ شاکرین کا بڑا درجہ ہے۔

عملی شکر

میرے حضرت فرماتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ ہمیں آپ شاکرین میں سے کر دیجئے، نعمت کے قدر دانوں میں سے کر دیجئے۔ شاکر نعمت کے قدر دان کو کہتے ہیں۔ خالی زبان سے نعمت کی تعریفیں کرتا ہے، نہیں بلکہ اس نعمت کا استعمال نعمت عطا فرمانے والی ذات عالی کی منشاء کے مطابق کرے۔

شاکر کو ذات باری تعالیٰ شکر کی برکت سے معرفت بھی بہت عطا فرماتے ہیں۔ اب شکر کس کس طریقے سے ہو ایک تو زبان سے، دوسرے عمل سے، ایک شکر قول سے ہو ایک شکر عمل سے ہو اور ایک شکر حال سے ہو۔ اس کا حال یہ بھی ثابت کرے کہ یہ شاکرین میں سے ہے۔ ایک ایک نعمت کا قدر دان ہو۔ نعمت ملبوسات کا بھی قدر دان ہو، نعمت نشست کا بھی قدر دان ہو، نعمت رہائش کا بھی قدر دان ہو، نعمت اولاد کا بھی قدر دان ہو، نعمت والدین کا بھی قدر دان ہو، نعمت زوجہ (بیوی) کا بھی قدر دان ہو، یہ

بھی نعمت ہے اس کا بھی قدر دان ہو۔ ہر نعمت کا قدر دان ہو اور قدر دانی کے اندر کھپا ہوا ہو تو معلوم ہوا کہ شکر قولی کی بھی ضرورت ہے، شکر عملی کی بھی ضرورت ہے اور شکر شکرِ حالی ہونا چاہیئے۔ حال سے بھی ثابت ہو کہ شاکرین میں سے ہے۔

وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا

یا اللہ! شاکرین میں سے کردیجئے۔ شاکرین میں سے کردیجئے اور نعمت کے قابل بنا دیجئے۔ اپنی نعمت پر ہمیں شکر گزار بنا دیجئے، شکر کرنے والا بنا دیجئے، اور نعمت کے قابل نہیں ہیں ہم، اس کے قابل بنا دیجئے۔ وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا اور نعمت کو پورا فرما دیجئے نعمت کو پورا فرما دیجئے، یہ ہمارے الفاظ کہ نعمت کو پورا فرما دیجئے، دراصل اتمام نعمت کا سوال ہے کمال نعمت کا سوال ہے اور کمال کی نہایت نہیں۔ میری نعمت کو بڑھاتے ہی چلے جائیں۔ نعمت ہمیشہ بڑھتی ہی رہے نعمت کے بڑھنے کو قرار نہ آئے۔

اور بھیَ شکر کی ایک صورت اور بھی ہے شکر کی ایک صورت یہ ہے کہ نعمت کے سلب ہونے کا خطرہ لگا رہے۔ نعمت کے سلب ہونے کا خطرہ لگا رہے یہ بھی شکر کی ایک قسم ہے، اسی کے بارے میں مجھے عرض کرنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی بھی دعائیں استعاذہ کی سکھلائی ہیں، یعنی پناہ مانگنے کی، دراصل یہ دعائیں حفاظت کی دعائیں ہیں۔ جب بندہ ذات باری تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے تو ان کی حفاظت میں آجاتا ہے اور ان

کی حفاظت کے بغیر کوئی حفاظت نہیں ہے۔

یہ آپ دل و دماغ میں بٹھا لیجئے' ان کی حفاظت کے بغیر کوئی حفاظت نہیں۔ بعض اسباب ہیں ظاہر حفاظت کے' ان کو اختیار کرنا چاہیے۔ اور وہ بھی سنت سمجھ کر کہ ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے لیکن ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ حفاظت کے اسباب اختیار کرنا یہ عبدیت کی بات ہے لیکن ان پر اعتماد نہ کرے۔ اعتماد انہیں کی حفاظت پر کرے۔ تو سلب نعمت کا جو خطرہ ہے یہ بھی شکر ہے۔ اور اس سے انسان اعجاب نفس سے "اپنے نفس کی خود پسندی سے" بچا رہتا ہے۔ کہیں نعمت چھن نہ جائے' سلب نہ ہو جائے' اس میں کمی واقع نہ ہو جائے' کسی مشکل میں نہ پڑ جائے' تو یہ فیصلہ ہے علمائے اخلاق اور آئمہ طریق کا۔

صاف لکھا ہے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ زوال نعمت کا خطرہ لگا رہنا عین شکر ہے' زوال نعمت' سلب نعمت' قلت نعمت کا خطرہ جو ہے یہ عین شکر ہے۔ اور ایسا شکر ہے کہ انسان ناز میں نہیں آتا' نیاز مند رہتا ہے' اپنے آپ کو مٹائے رہتا ہے۔ خاکساریت' انکساریت' افتقاریت' فقیریت اس کا حال بن جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال نعمت سے پناہ مانگنے کی تعلیم ہمیں عطا فرمائی ہے' اگر خطرہ لگا ہوا ہے زوال نعمت کا جب پناہ مانگ لوگے تو ان کی حفاظت میں آجاؤ گے اور یہ پناہ مانگنا یہ اعمال مامور بہا سے ہے۔

ان اعمال میں سے جن کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے' بھئی کیا ہوگا؟ حالات کیسے چل رہے ہیں؟ کیا ہوگا؟ جو اللہ چاہیں گے وہ ہوگا' کیا کرنا چاہئے؟ پناہ مانگنی چاہئے' کیا ہوگا؟ جو اللہ چاہیں گے وہ ہوگا' کیا کرنا چاہئے؟ پناہ مانگنی چاہئے۔

ایک دفعہ ہمارے ملک کے حالات بہت خراب ہوگئے' میں اباجی کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ کیا آپ ہمیں نقل مکانی کا مشورہ دیں گے' سبحان اللہ' "قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" قلندر جو بات بیان کرتا ہے وہ دیکھ کر بیان کرتا ہے سن کر بیان نہیں کرتا۔ فرمایا کہ ابھی ابھی طاعون کے بارے میں حدیث میں پڑھا ہے کہ جہاں پر طاعون پھیل جائے تو طاعون زدہ علاقے سے نقل مکانی نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ طاعون زدہ علاقے میں بیرونی آدمی کو بھی آکر نہیں رہنا چاہئے۔ لہٰذا اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستان کے بگڑتے ہوئے حالات میں آپ حضرات کو اپنی جگہ پر رہنا چاہئے اور نقل مکانی نہیں کرنا چاہئے۔ دوسری جگہ نہیں جانا چاہئے' کیسا عجیب فیصلہ فرمایا اور حضرت حدیث شریف کے بہت بڑے محدث تھے' اپنے کو چھپائے ہوئے تھے مفسر بھی تھے' بہت بڑے فقیہہ اور مفتی بھی تھے۔ عشرہ قرأت کے قاری بھی تھے۔ سہارن پور کے قریب ایک مدرسہ ہے وہاں فن قرأت کا نصاب پورا کیا تھا۔ ہر چیز چھپائے ہوئے تھے سبحان اللہ! کیسی عجیب بات فرمائی کہ ملکی مقامی بگڑے ہوئے

حالات میں نقل مکانی کی اجازت نہیں۔ تو فرمایا کہ سوائے پریشانی کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ طاعون سے بڑھ کر تو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

میرے دادا مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ کسی زمانے میں ہندوستان میں یہ طاعون کی بیماری ایسی پھیلی تھی کہ جنازہ لے کر جارہے ہیں ابھی قبرستان نہیں پہنچے پیچھے سے خبر آئی تھی کہ جلدی کرنا ایک اور فوت ہوچکا ہے۔ دوڑے دوڑے دوسرے کو لینے کے لئے آئے ابھی دوسرے کا غسل بھی پورا نہیں ہوا کہ تیسرا فوت ہوگیا۔ ایک ایک گھرانے سے' ایک ایک گلی سے ایک ایک محلے سے دادا فرمایا کرتے تھے آٹھ آٹھ جنازے ایک دن میں اٹھے ہیں اور اس قدر طاعون پھیلا کہ حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ذکر رسول کی کثرت فرمادی۔ اس زمانے میں جو وعظ فرماتے تھے کتاب پڑھ کر سناتے تھے۔ ایسے مضامین سیرت کے بیان کرتے تھے کہ جس کے سننے سے اور پڑھنے سے درود شریف کی کثرت ہو۔ اور آپ نے فرمایا کہ جابجا بخاری شریف کے ختم کئے جائیں۔ اور درود شریف کی کثرت کی جائے کہ اللہ نے حضرت کے دل میں ایک بات ڈالی کہ سیرت کے موضوع پر آپ کتاب تصنیف کیجئے۔ تو **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** آپ نے تصنیف فرمائی اور اس کی عجیب برکت دیکھی کہ حضرت لکھتے رہتے تھے اور وہ تصنیف جاری تھی کہ طاعون کی اموات کی خبریں بند ہوگئیں۔ بیچ میں ایک دن ناغہ ہوگیا یا دو دن کا ناغہ ہوا دونوں طرف سے اموات طاعون

کی خبریں آنے لگیں پھر حضرت نے تہیہ کیا کہ اس وقت تک اس تصنیف کو جاری رکھوں گا جب تک کہ بالکلیہ ہندوستان سے طاعون ختم نہ ہو جائے۔ جب بالکل ہندوستان سے طاعون ختم ہوگیا تب آپ نے اپنی اس مبارک تصنیف کی تکمیل فرمائی۔ "**نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب**" تو طاعون سے بڑھ کر کونسی پریشانی ہوگی۔

تو حضرت والا نے فرمایا طاعون زدہ علاقہ جو ہوتا ہے انتہائی خطرناک علاقہ ہوتا ہے اور وہاں سے نقل مکانی کی اجازت نہیں دی۔ یہ بات جو ہمارے لئے راہنمائی اور جس سے ہمیں رہنمائی حاصل ہوئی آپ کے لئے بھی راہنما ہے آپ کے لئے بھی باعث قرار واطمینان ہے' باعث تسلی ہے اگر یہ طاعون زدہ علاقہ ہے تو پریشان ہونے کی بات نہیں ہے اس میں نقل مکانی کی اجازت نہیں۔ ہر مسلمان اپنی جگہ جما رہے ڈٹا رہے استقامت کے ساتھ اور استقامت پر ذات باری تعالٰی کی مدد کا وعدہ ہے۔

تو عزیزان من! زوالِ نعمت' سلبِ نعمت' قلتِ نعمت' دقتِ نعمت' یہ خطرات اگر لگے رہے تو بہت اچھی بات ہے جی! یہ تو عین شکر ہے انسان عجب سے بچا رہے گا۔ خود پسندی سے بچا رہے گا میاں وہ بندہ بننے کے لئے آیا ہے بندہ غلام کو کہتے ہیں۔ بندہ بننے کے لئے آیا ہے یا خدا بننے کے لئے آیا ہے؟ بندہ بننے کے لئے آیا ہے اور بندے کے اندر بندہ پن ہونا چاہئے' بندے کے اندر بندہ پن ہونا چاہئے' یہ غلام ہے اور غلام سے غلامیت ظاہر

ہونی چاہئے' اترانا پن کیسا؟ بندے میں بندہ پن ہویا کہ اترانا پن توبہ توبہ!

ہمارے پاکستان میں کہا کرتے ہیں جب آدمی نیا نیا مالدار ہوتا ہے' نیا دولتی ہے' دیکھو کتنا اترا رہا ہے' نیا دولتی ہے دیکھو کتنا اترا رہا ہے اترانا کیسا؟ بندے کی اپنی خاصیت ہے بندہ پن' غلام کی خاصیت ہے غلامیت' بندے سے بندہ پن ظاہر ہونا چاہئے' اس کا خطرہ لگا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نعمت چھن جائے' ضائع ہو جائے' نعمت پر زوال آجائے' نعمت کم ہو جائے' نعمت تو بڑھنی چاہئے ناں! نعمت میں تو افزونی ہونی چاہئے' ترقی ہونی چاہئے' قربان جایئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ہمیں کیسی پاکیزہ تعلیم دے گئے کہ بارگاہ خداوندی میں تم اللہ کے ہو اور اللہ تمہارا ہے۔ جب اَللّٰھُمَّ کہا تو تعلق مع اللہ کی دولت حاصل ہو گئی۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے جب رَبَّنَا کہا تربیت کی درخواست پیش کر دی' منظور کرالی' اَللّٰھُمَّ کہا اللہ میاں نے گود میں لے لیا۔ یہ محبت کی باتیں ہیں۔ وہ اِن چیزوں سے مبرّا ہیں لیکن محبت کی زبان کچھ اور ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اتنی تکلیف کی' لمبا سفر' لمبا خرچ' کیوں کرم نوازی فرمائی بندے نے عرض کیا : آپ کی محبت کے ہاتھوں نے مجبور کر دیا' یہ مقولہ ہے اردو کا "محبت کے ہاتھوں نے مجبور کر دیا" مسکرائے کہ یہ زبان بھی خوب زبان ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا کہ محبت کے بھی ہاتھ ہوتے ہیں۔

اللّٰھم کہا آپ اللہ سے چمٹ گئے، تعلق مع اللہ حاصل ہوگیا۔ ربّنا کہا تربیت کی درخواست منظور کرالی۔ اللّٰھم کہا تعلق باللہ، تعلق مع اللہ حاصل ہوگیا اِنّی اَعُوذُبِکَ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ وہ خاص حفاظت جس میں کوئی خطرہ نہیں ہے وہ چاہتا ہوں۔ وہ خاص حفاظت جس میں کوئی خطرہ نہیں ہے وہ چاہتا ہوں۔ بندہ سہمے سہمے یہ بات عرض کررہا ہے اے میرے اللہ! میں وہ خاص حفاظت جس میں کوئی خطرہ نہیں ہے وہ چاہتا ہوں۔ ارے کس بات سے بھائی؟ بتاؤ تو سہی! زَوَالِ نِعْمَتِکَ سبحان اللہ! اور نعمت کا انتساب بھی انہی کی طرف کیا نعمت دینے والے کی طرف کیا (کیسی بات سکھلائی ہے) نِعْمَتِکَ آپ نے جو نعمت دی ہے کہیں میرے کرتوت ایسے نہ ہوجائیں کہ اس میں زوال آجائے۔ یہ مطلب ہے "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں" کیا مطلب! میں ایسی حفاظت چاہتا ہوں جس میں کوئی خطرہ نہ ہو۔ اس کو پناہ کہتے ہیں۔ ارے بھائی! بتاؤ تو سہی! کیا چاہتے ہو؟ زَوَالِ نِعْمَتِکَ آپ کی نعمت میں کہیں میرے کرتوتوں کی وجہ سے، میری بدکاری کی وجہ سے، میرے معاصی کی وجہ سے زوال نہ آجائے۔

بھئی دیکھئے! یہ مانی ہوئی بات ہے کہ جو دینے پر قادر ہے وہ چھیننے پر بھی قادر ہے۔ اوہو قرآن مجید میں صدہا واقعات ہیں اور یہاں تک کہ احسانات کرتے کرتے بالآخر احسان جتلایا **یبنی اسرائیل اذکروا** (الآیۃ)

دیکھئے! احسانات کو جتلانا پڑا ان کی نافرمانیوں کے سبب ورنہ احسان کو

جتلایا نہیں جاتا۔ احسان کو جتلانا نہیں چاہیے۔ جب نافرمانی حد سے زیادہ ہوجاتی ہے تو پھر محسن مجبور ہوتا ہے عنایات جتلانے پر اور جو محسن مجبور ہوجائے عنایات کے جتلانے پر یہ سمجھ لیجئے کہ نافرمانی بڑے درجے کی ہوئی ہے اللہ اکبر!

تعلق مع اللہ حاصل ہوگیا مالک الملک حاصل ہوگیا۔ اب کہہ رہا ہے **انی اعوذبک**' **اعوذبک** میں تو آپ کی پناہ چاہتا ہوں بک میں تو آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مطلب یہ کہ ایسی حفاظت چاہتا ہوں جو بے خطر ہو ارے بھئی! کاہے سے بتاؤ تو سہی؟ **زَوَالِ نِعْمَتِکَ** اچھا! ہم نے حفاظت تمہیں عطا کردی۔

میں کچھ اور بھی عرض کرنا چاہتا ہوں **وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ** ایسا نہ ہو کہ جو آپ نے چین و قرار' چین و سکون مجھے دے رکھا ہے یہ کہیں پلٹ نہ جائے' واپس نہ چلا جائے' لوٹ نہ جائے' اگر عافیت لوٹ گئی تو پھر میں کیا کروں گا' عجیب و غریب آپ کی تعلیمات ہیں۔ واللہ! آپ کی دعائیں عجیب و غریب تعلیمات ہیں' سبحان اللہ! ایسا نہ ہو کہ عافیت لوٹ کر چلی جائے تو جس طرح آپ نے زوال نعمت سے بچایا ہے تو اس سے بھی بچا لیجئے۔ اسی میں لے لیجئے۔ انہوں نے کہا اچھا ہم نے اسے بھی لے لیا۔ عافیت تمہاری برقرار رہے گی اجی! عافیت تو برقرار رہے گی۔

میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں **فُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ** ایسا نہ ہو کہ

میں کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس جاؤں' ناگہانی مصیبت میں پھنس جاؤں توبہ توبہ!

ایک آدمی کو پکڑ کر مکہ سے لے گئے' جیل میں ڈال دیا' چودہ سال ہوگئے۔ نہ ایف آئی آر کٹی' نہ کوئی رپٹ نہ کوئی پرچہ نہ عدالت میں حاضری نہ پیشی' اور وہ جیل میں آنے والے ہر افسر سے کہہ رہا ہے میرے بارے میں کچھ کہو سنو' مجھے یہاں لا کر ڈال دیا ہے ایک سال' دو سال' تین سال' پانچ سال' دس سال' چودہ سال کے بعد چھٹائی ہوئی کہ جیل میں کون کون آدمی ہے؟ دیکھا تو اس کی فائل نہیں تھی' حکم ملا کہ بھاگ بھئی! اس نے کہا کہ یہی کہتے کہتے میرے بال سفید ہوگئے عمر بیت گئی' چودہ سال ہوگئے' **فُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ** یہ ہے ناگہانی مصیبت توبہ توبہ! یا اللہ ایسے واقعات سے ایسے حالات سے مجھے بچایئے' مجھے بچا لیجئے' وہ جو آپ نے حفاظت ایسی عطا فرمائی ہے جو بے خطر ہے ہاں اس طرف سے بھی حفاظت میں ہی لے لیجئے۔ ابھی بس نہیں' ایک اور پتے کی بات **وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ** یا اللہ آپ کی خفگی اور آپ کی ناراضگی کسی بھی عنوان سے ہو اس سے بھی میں آپ کی حفاظت چاہتا ہوں آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ مجھ سے کسی بھی عنوان سے ناراض اور خفا کبھی بھی نہ ہوں۔ دیکھا یہ ہے شکر حقیقی کی تعلیم' اس لئے امام غزالی فرماتے ہیں **زَوَالِ نِعْمَتِكَ** سلب نعمت کا خطرہ عین شکر ہے عین شکر ہے۔ اور اس میں معالجہ ہے عجب کا' خود پسندی کا۔

خود پسندی بہت خطرناک چیز ہے۔ انسان کہیں کا نہیں رہتا خود پسندی کے اندر خدا سے دوری ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث پہلے بھی سنا چکا ہوں کبھی سننا ہوتا ہے ابا جی فرماتے ہیں اور کبھی گننا ہوتا ہے اب گننے کے لئے سن لیجئے' فرمایا ایک ساعت کی خود پسندی ستر سال کی عبادت کا بیڑا غرق کر دیتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ یا اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میرے کرتوتوں کی بنا پر نعمت میں آپ کی نعمت میں زوال آئے توبہ توبہ! اور پھر آپ کی عافیت واپس چلی جائے توبہ توبہ! اور کوئی ناگہانی مصیبت آپ کی طرف سے میرے پیچھے لگ جائے توبہ توبہ! میں پناہ چاہتا ہوں میں پناہ چاہتا ہوں ایسی حفاظت چاہتا ہوں جو بے خطر ہو۔

وَجَمِیۡعِ سَخَطِکَ تمام مسائل کا حل اسی کے اندر آگیا وَجَمِیۡعِ سَخَطِکَ آپ کبھی بھی کسی عنوان سے نہ مجھ سے ناراض ہوں گے نہ خفا ہوں گے۔ ہمیشہ مجھ سے راضی رہیں گے۔ تو بھئی! شکر حقیقی کی ضرورت ہے شکر تریاق ہے عجب کا، شکر تریاق ہے عجب کا' شکر کی بے حد ضرورت ہے' مومن ہر وقت شاکر محض ہو اس کی بے حد ضرورت ہے۔ انشاء اللہ ہماری ترقی شکر کے ساتھ ہے۔ نعمتوں کی حفاظت شکر کے ساتھ ہے۔ عجب سے حفاظت شکر کے ساتھ ہے۔ معاہدہ ہے" لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ" شکر کرو میرا' شکر کرو میرا' ناشکری مت کرو'

اُشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ہاں شکر کرو میرا بھئی شکر کرو۔ نعمت کی قدر دانی کرو۔ سب سے زیادہ شکر کس پر کیجئے' یہ بھی ہمیں بتلایا گیا ہے ایمان موجودہ اور ایمان حاصلہ پر۔

مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ خاتمہ بالایمان کا کامیاب نسخہ بتلایئے آپ نے فرمایا ایمان موجودہ' ایمان حاصلہ پر شکر کرتے رہو۔ ایمان بڑھتا رہے گا' ایمان بڑھتا رہے گا' عین رخصتی کے وقت زندگی بھر سے زیادہ ایمان ہوگا' فرمایا خاتمہ بالخیر کے اعظم اسباب میں سے ہے کہ ایمان موجودہ اور حاصلہ پر شکر کرتے رہنا' کرتے رہنا' کرتے رہنا۔ سب سے زیادہ شکر ایمان پر کیجئے۔ سب سے بڑی نعمت ایمان ہے' جو ذات باری تعالیٰ نے بلا استحقاق عطا فرمائی۔ ہم کوئی حق دار تھے اس بات کے کہ ہمیں انسان بنایا جاتا۔ ہم اس بات کے حق دار تھے کہ ہمیں مومن بنایا جاتا کیا ہم اس بات کے حقدار اور مستحق تھے کہ ہمیں آپ کا امتی بنایا جاتا' کتنا فضل فرمایا کہ ایمان عطا فرمایا باوجود اس کے کہ فتنے کا دور ہے۔

ہمارے اکابر نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہاتھ پر انگارہ رکھنا آسان ہوگا اور دین پر چلنا مشکل ہو جائے گا' ابھی وہ وقت نہیں آیا اندازہ فرمایئے۔

سب سے بڑی دولت کیا ہے' ایمان جو سب سے بڑی نعمت و دولت ہے سب سے زیادہ اس پر شکر کی ضرورت ہے کوئی ایسا کام نہ کیجئے کوئی ایسا گناہ

نہ کیجئے۔ ظاہری یا باطنی جس کی نحوست اور ظلم کی بناء پر ایمان آپ کا ضائع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آخر دم تک میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ایمان کی مضبوطی اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ میں رہنا ہو۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہر نعمت پر شکر کی توفیق زیادہ سے زیادہ بالخصوص ایمان موجودہ اور ایمان حاصلہ پر شکر کی توفیق زیادہ سے زیادہ دیں اور جب ایمان موجودہ اور ایمان حاصلہ پہ آپ شکر کریں گے آپ کے جہاں ایمان میں ترقی ہوگی وہاں اعمال میں بھی ترقی ہوگی، مانی ہوئی بات ہے جب ایمان میں ترقی ہوگی تو اعمال میں بھی ترقی ہوگی، یہ بات آپ آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

واخردعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحبت کی باتیں

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اظہارِ تشکر

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس وقت کی ملاقات میں محبت کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے گا' اس سے پہلے میں اظہار تشکر کے طور پر اپنے محسنین کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جن کی دعا اور توجہ کی برکت سے بندے کو اس سفرِ زیارت کی توفیق عطا ہوئی' شوال کے مہینے سے شام کے وقت میں امراض جسمانی میں کسی مرض کا اضافہ چل پڑا ہے' دعا فرمایئے کہ اللہ تعالٰی عافیت کے ساتھ شفا عطاء فرمائے' اور رات تک اس میں کچھ شدت رہتی ہے' عشاء کے بعد کچھ سلسلہ بڑھ رہا ہے' آپ حضرات مخلصین سے دعا کرانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

حضرت کے علوم کی سند

دوسری بات یہ ہے کہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں ادنی طالب علم ہوں

اور حضرت مسیح الامت" کا غلام ہوں' نہ واعظ ہوں نہ خطیب' میری باتیں حضرت کی صحبت پاک سے ماخوذ ہیں' انہوں نے از خود جو کچھ فرمایا یا بندے کے پوچھنے پر کچھ تعلیم فرمائی' یا بعض باتیں بندے نے حضرت میں دیکھیں اور ان کے بارے میں ان سے تحقیق کی اور ان کی مطبوعہ کتب مجالس و مواعظ کی صحبت میں سفر حضر میں رہنا' باقی حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مواعظ و ملفوظات جو براہ راست کتابوں سے دیکھے یا اپنے حضرت سے سنے' یہ میری باتیں ان سے ماخوذ ہیں' ان کا یہ ماخذ ہے' اس سفر کے سلسلے میں میرے خواجہ تاش حضرت مدنی اور حضرت مسیح الامت کی یادگار حضرت مولانا عبدالحق عمرجی دامت برکاتہم پیش پیش رہے اور اپنے والا ناموں سے کئی بار مجھ فقیر کو نوازا کہ مجھے سفر کرنا چاہئے' اس کے بعد اخی فی اللہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ماکڑا بیچارے پاکستان تشریف لائے اور انہوں نے دعا اور توجہ کرائی کہ آپ کو یہ سفر کرنا چاہئے دارالعلوم زکریا کے مہتمم حضرت مولانا شبیر احمد صالوجی حفظہ اللہ تعالیٰ ان بیچاروں کی عملی کوشش کاغذاتی کارروائیوں میں اور مسلسل فون اور پاکستان تشریف لاکر بندے کو اس سعادت کی طرف متوجہ کیا الحمدللہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ حضرات اور ان کے علاوہ میرے بہت سے کرم فرما بزرگ اور احباب جو سب میری نظر میں ہیں ان کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے مجھے آپ تک پہنچا دیا۔

معاصرت میں مناسبت ہونا چاہئے

میرے حضرت کا ایک ارشاد یاد آیا اور اس سے اس موضوع میں بڑی مدد ملے گی' فرمایا معاصرت میں مناسبت ہونا چاہئے معاصرت میں مناسبت ہونا چاہئے یعنی ہر زمانہ میں کچھ حضرات ہوتے ہیں تو ان میں آپس میں لگاؤ ہونا چاہئے' ظاہر ہے کہ مناسبت جب ہی ہوگی جب محبت ہو۔

اباجی نے اور اباجی سے مراد حضرت مسیح الامت رحمتہ اللہ علیہ ہیں فرمایا کہ افسوس کی بات ہے کہ ایسا وقت دیکھنا پڑ رہا ہے کہ آج کل معاصرت میں مناسبت بہت کم ہے' بلکہ منافرت نظر آتی ہے بڑوں کی بڑی باتیں تھیں اور بڑے ظرف کی باتیں تھیں چھوٹوں کی چھوٹی باتیں فتنہ پیدا کرتی ہیں' اور ایسی باتیں بڑوں میں نہیں تھیں' یہاں تک کہ یہاں کا مذاق معلوم نہیں البتہ ہمارے ہاں یہ مزاج ہے کہ آپ چھوٹے افسران کو چھوڑ کر حکام بالا سے ملیں کام آسانی سے ہو جائے گا' اور جتنے چھوٹے سے ملیں گے اتنی پیچیدگی آپ کو زیادہ نظر آئی گی' ایسا عجیب دور ہے حضرت فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ پیر بھائی کو پیر سمجھا جاتا تھا' اور اس کے ساتھ بہت شیدائیت کا اور فدائیت کا برتاؤ کیا جاتا تھا' اور یہ سارا رکھ رکھاؤ کے لئے نہیں تھا بلکہ عملی طور پر' کبھی ہمارے اکابر نے اپنے کو فارغ نہیں رکھا نہ

فارغ سمجھا' ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کی صورتیں قائم تھیں۔

اختلاف میں محبت

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کی گرفتاریاں ہوئیں انگریز نے حضرت پر بہت مظالم کئے' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں حضرت مدنی کی محبت پہلے ہی سے تھی لیکن اتنا اندازہ نہ تھا کہ ماخوذی (گرفتاری) کی خبر کے بعد کھانا مشکل ہوجائے گا' اور بڑوں کا کیا حال ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور مولانا عبدالباری ندوی کو لے کر (کتنی تواضع کی بات ہے) بیعت کرانے کے لئے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون تشریف لاتے ہیں یہ معاصرت دیکھئے کیسی ہے! اب ایک بات پر اتفاق رائے ہوگیا کہ اگر یہ اصلاح کا تعلق مجھ سے رکھیں تو حضرت بیعت آپ فرمالیجئے اور اگر اصلاح کا تعلق آپ سے رکھیں تو میں بیعت کرنے کے لئے تیار رہوں' دونوں اکابر میں ایک دوسرے کی کتنی قدر تھی یہ معمولی بات نہیں ہے' ہم چھوٹوں کا منہ نہیں کہ ہم بڑوں کے بارے میں باتیں کریں کہ ان میں اختلاف تھا' یاد رکھئے! ان کے بارے میں کچھ کہنا تقریباً" ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے بارے میں کہنا ہوگا یہ دونوں حضرات کی صوابدید پر

فیصلہ تھا' دونوں نے فیصلہ کیا کہ بیعت تو حضرت مدنیؒ سے ہوتے ہیں اور اصلاح کا تعلق حضرت تھانویؒ سے رکھتے ہیں' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی دینی بصیرت پر داد دی کہ مولانا میرا دل اس بات پر بہت خوش ہوا اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ واقعی اگر یہ سمجھ دار ہیں تو ان کا فیصلہ یہی ہوگا کہ حضرت مدنی سے بیعت ہو جائیں' اور بندے سے اصلاح کی خدمت لیں' ان حضرات میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔

مجھے حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ کا دور ملا ہے اور ہمارے اکثر حضرات کے متوسلین کو بھی علم نہیں ہے کہ ان کا اصلاحی تعلق حضرت مسیح الامتہؒ سے تھا وہ جلال آباد تشریف لایا کرتے تھے اور اصلاح لیا کرتے تھے اور حضرتؒ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے بڑے پائے کے آدمی تھے دنیائے عرب میں دین کا ڈنکا بج گیا ان کی وجہ سے آپ ذرا ان کی حیات الصحابہؓ اٹھا کر دیکھیں۔

یہ مجلس ملاقات کی ہے' دینی ملاقات ہے اور دینی ملاقات میں تبادلہ خیال ہوا کرتا ہے' چند دوست بیٹھ جاتے ہیں بات وہی کرتے ہیں جس کو جو آتی ہو اور پھر کبھی کبھار آنا ہوتا ہے اور یہ اصاغر بڑی خلیج حائل کر دیتے ہیں' حضرت مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کون کہتا ہے کہ اختلاف تھا بالکل اختلاف نہیں تھا معرفت کا فرق تھا صرف معرفت کا فرق تھا دونوں عارف تھے اور دونوں کو دونوں کی معرفت حاصل

تھی' بس اتنی بات تھی کہ حضرت مدنیؒ کو انگریزوں کی معرفت زیادہ حاصل تھی اور حضرت تھانوی کو ہندو کی معرفت زیادہ حاصل تھی' اور میرے حضرت فرماتے ہیں کہ تکوینی طور پر دونوں حضرات کی رائے کے مطابق ہوا' اور بہتر ہوا کہ مسلمانان ہند کو تحفظ حاصل ہو گیا۔

آج سارے عالم میں ایک ارب سے زائد مسلمان آباد ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہئے الحمدللہ اسی کروڑ کے لگ بھگ مسلمان سواد اعظم احناف سے تعلق رکھتے ہیں جو زیادہ تر ہندوستان یا پاکستان اور بنگلہ دیش میں آباد ہیں آپ اندازہ فرمائیے کہ مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ جو برصغیر میں آباد ہے ان دونوں اکابر کی رائے سے ان کو تحفظ حاصل ہو گیا۔

اکثر لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جس دن پاکستان بنا تھا حضرت قاری محمد طیب رحمتہ اللہ علیہ ہجرت فرما کر کراچی چلے گئے' اور حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے حکومت ہند سے لکھوا کر فورا" ان کو بلوالیا کہ حضرت دارالعلوم کو کون سنبھالے گا؟ حضرت رائپوریؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ہم لوگ چلے گئے تو باقی ماندہ مسلمانوں کے لئے اور مدارس کیلئے تو بہت تنزل کی صورت پیدا ہو جائے گی' لہذا ہجرت نہ فرمائیے۔

ہمارے حضرت کے بہنوئی حضرت مولانا جلیل احمد صاحب علی گڑھی رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت پیارے میاں بخاری شریف لے کر کتاب

المغازی دیکھنے لگے کہ آیا میں ہجرت کروں یا نہ کروں' اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہجرت کرنا چاہئے اور وہ بخوشی ہجرت فرما گئے' اور لاہور آکر وہ واصل بحق ہوئے۔

حضرت مسیح الامت کے نزدیک ایک ہی بات تھی کہ حضرت والا تھانوی تو یہاں جلال آباد بٹھا کر گئے ہیں' حضرت والا مجھے یہاں بٹھا کر گئے ہیں حضرت پیرانی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا نے حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ ہمارے حضرت کو پیغام بھیجا کہ آپ پاکستان آجائیں' اگر پاکستان نہ آئیں تو جلال آباد چھوڑ کر تھانہ بھون کی خانقاہ میں بیٹھ جائیں اور خانقاہ کے معمولات کو بیدار فرمائیں' اباجی نے زبانی اور تحریری طور پر عرض کیا کہ میں کچھ معذور سا ہوں میرے حضرت مجھے یہاں بٹھا گئے ہیں حالانکہ اب حضرت والا کے لئے شہریت کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں تھا اب تک شہریت ملنے کو تیار رتھی۔

حضرت مسیح الامت کا یہ ارشاد کہ معاصرت میں مناسبت ہونی چاہئے افسوس کی بات کہ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معاصرت میں منافرت ہے' ایک دوسرے سے نفرت ہے اور ایک دوسرے کی کاٹ میں لگے ہوئے ہیں حضرت فرماتے ہیں ورنہ ہم نے وہ دور دیکھا ہے کہ پیر بھائی کو پیر سمجھا جاتا تھا۔

چار مہلکات

حضرت نے فرمایا مہلکات اربعہ یہ بڑی دیر سے جاتے ہیں اور جانے کے بعد بھی ان کی لہریں قلب میں اٹھتی رہتی ہیں' کبر' و عجب' حسد و ریا اور بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اپنے آپ کو اتعاب اور اعجاب سے بچاؤ تب کام چلے گا ایسا کام نہ کرو کہ جسمانی طور پر تعب کا شکار ہو جاؤ اور اندر کی طرف سے خود پسندی کا شکار ہو جاؤ' اتعاب اور اعجاب سے اپنے آپ کو بچاؤ' محبت کے لون مختلف ہوتے ہیں' محبت کے لون' محبت کے رنگ مختلف ہوتے ہیں' لیکن ہیں سب اس میں متحد' اصل بات یہ ہے کہ محبت الٰہی اور اللہ واسطے کی محبت' محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہل اللہ اور محبت شیخ' محبت اہل ایمان یہ ساری محبتیں محبت الٰہی میں داخل ہیں' اللہ تعالٰی ہمیں نصیب فرمائے۔

محبت کی عجیب خاصیت

محبت عجیب چیز ہے زبان سے آپ لفظ محبت ادا کیجئے' مٹھاس محسوس ہوتی ہے' ایک صحابیؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آکر سوال کیا متیٰ الساعۃُ یا رسول اللہ! اے اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتلایئے کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ بڑے شوق سے قیامت کے آنے کے متعلق پوچھ رہے ہو اس کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ ان صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ زیادہ نمازیں ہیں نہ زیادہ روزے ہیں نہ میرے پاس زیادہ اعمال کا ذخیرہ ہے مراد اس سے یہ ہے کہ نفلی عبادات کا ذخیرہ میرے پاس کم ہے' تاکیدی اعمال تو مختصر ہیں وہ تو اس زمانے میں سب ہی کے پورے ہوتے تھے البتہ اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا المرء مع من احب (تو یاد رکھ اس بات کو ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت رکھتا ہو)

جوہر محبت کے استعمال کا صحیح معیار

عزیزان من! محبت کا جوہر' محبت کا مادہ اور محبت کا عطر میرے حضرت فرماتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ نے بندے کے اندر اپنی طرف سے پہلے ہی سے عطا فرمایا ہوا ہے' اور اتنی صلاحیت دی ہے کہ وہ جائز محبت کو اعتدال کے ساتھ اپنا سکتا ہے' ناجائز اور حرام محبتوں سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے

اور اس کے لئے ایک کلیہ بھی بیان فرمایا "بس ایک بڑی عجیب بات میرے حضرت نے ارشاد فرمائی کہ وہ محبت جس کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے' وہ محبت جس کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے' اسے اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس سے بچنا چاہئے' معالجات کے سلسلے میں یہ چند باتیں عرض ہیں' میرے عزیزو! ناجائز محبتیں جتنی بھی ہیں اور آج کی دنیا جو نالج کی دنیا ہے اور معلومات کی دنیا ہے خدا کے لئے ناجائز محبتوں کو چھوڑ دیجئے' جس کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں' اور ناجائز محبت وہ ہے جس کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو' ورنہ ہر جائز اور نیک محبت کا ثمرہ آخرت میں ضرور بالضرور مرتب ہوگا' لہٰذا ناجائز محبتوں پر جھاڑو پھیر دیجئے' لات مار دیجئے اور اپنے ایمان کو بچایئے' امرءۃ پرستی اور امرد پرستی دونوں سے اپنے آپ کو بچایئے ورنہ ایمان میں زنگ لگ جائے گا' اور نہ معلوم ان خباثتوں کی بناء پر خاتمہ کیسا ہو' سوء خاتمہ کا ڈر ہے' الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

اللہ کے مقبول بندوں نے جائز محبتوں میں بھی سوچا ہے اور مراقبہ کیا ہے کہ کوئی محبت جو کہ جائز ہے کہیں ایسی تو نہیں ہے کہ اعتدال سے زیادہ اس میں پھنسا ہو گیا ہو۔

اللہ کے ایک مقبول کی حکایت

حضرت والا مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک پرانے خلیفہ جو سندھ ہی کے رہنے والے تھے حضرت مولانا الٰہی بخش اعوان رحمتہ اللہ علیہ اباجی ان سے ملاقات کے لئے شکارپور تشریف لے جایا کرتے تھے انہوں نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ زمانہ طالب علمی میں میری شادی ہوچکی تھی' رات کو مراقبہ کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ غیراللہ کی محبت میں میرا دل گرفتار ہو اور اللہ کی محبت سے میرا دل ہٹا ہوا ہو' الحمدللہ میرے حضرت کی برکت تھی وہ فرماتے ہیں کہ کسی ناجائز محبت میں الٰہی بخش کا دل مشغول نہ نکلا' البتہ اتنی بات محسوس ہوئی کہ میری ایک بیٹی ہے (اب وہ بہت ضعیفہ ہیں' ابھی حیات ہیں) اس کی محبت میرے دل میں بڑی بے چینی کے ساتھ محسوس ہوئی اور اعتدال سے زیادہ محسوس ہوئی' اب غور فرمایئے یہ بات بھی انہوں نے اپنے مرشد حضرت تھانویؒ کو خط میں لکھی کہ حضرت میں نے محبتوں کا مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ میرا دل بیٹی کی محبت میں زیادہ گرفتار ہے' یاد رکھئے ! اگر غیرماہرفن شیخ ہوتا تو سیدھی سی بات لکھ دیتا کہ بیٹی کی محبت جائز ہے کوئی بات نہیں کوئی فکر نہ کیجئے کوئی گناہ کی بات نہیں ہے اچھی بات ہے' لیکن نہیں! اس مجدد وقت نے عجیب بات تحریر فرمائی اور اس ارشاد کی روشنی میں ہمیں بھی غور کرنا چاہئے' تحریر فرمایا فناء عالم کا مراقبہ کیجئے طبیعت اعتدال پر آجائے گی' بے اعتدالی ثابت ہوئی یا نہیں؟ فناء عالم کا

مراقبہ کیجئے طبیعت اعتدال پر آجائے گی اس سے معلوم یہ ہوا کہ بے اعتدالی ان کے شیخ کو محسوس ہوئی کہ خلیفہ کو تحریر فرما رہے ہیں کہ فناء عالم کا مراقبہ کیجئے طبیعت اعتدال پر آجائے گی۔

اصلاح کی ضرورت اکابر کی نظر میں

ہمارے اباجی فرماتے تھے کہ بے اعتدالی کو اعتدال میں لانا کمال اعتدال اس کے اندر پیدا کرنا یہی تو اصلاح ہے' ورنہ بڑے بڑے علماء' فضلاء جن کے پاس سمندروں کے برابر علم ہے آخر کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ اپنی اصلاح کے لئے اعلیٰ حضرت حاجی صاحب سے رجوع ہوئے' کوئی تو بات تھی' اور اس مقام کے ہیں یہ حضرات کہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حقیقت تو یہ ہے کہ فقیر کو مولوی رشید احمد صاحب سے بیعت ہوجانا چاہئے تھا' اس درجے کے آدمی تھے! حضرت حاجی صاحبؒ نے خط لکھا حضرت گنگوہیؒ کو' کہ بہت عرصہ ہوا تمہاری جانب سے کوئی خط نہیں آیا' مکاتبت کی ایسی روانی جیسے آج کل ہے اس دور میں نہیں تھی خط و کتابت کا تبادلہ مکہ معظمہ سے بحری جہاز کے ذریعے یا دستی ہوا کرتا تھا حضرت حاجی صاحب نے اپنی جانب سے ایک گرامی نامہ حضرت گنگوہیؒ کو لکھا اور تحریر فرمایا کہ بہت عرصہ ہوا کہ آنعزیز کا محبت نامہ نہیں ملا فقیر دعا

کو رہتا ہے اور دعائے ترقی کرتا رہتا ہے' حالات سے مطلع فرمائیں' حضرت گنگوہیؒ نے اپنے عریضے میں اپنے شیخ حضرت حاجی صاحبؒ کو تحریر فرمایا کہ کافی دنوں سے بندے کا یہ حال ہے کہ امور شرعیہ امور طبعیہ بن گئے ہیں' اور مدح و ذم دونوں برابر ہوگئے اللہ اکبر! کتنی بڑی بات ہے! امور شرعیہ امور طبعیہ بن گئے ہیں' اور مدح و ذم دونوں برابر ہیں' اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو حضرت حاجی صاحب نے جواب دیا اس سے اونچا جواب ہو نہیں سکتا تھا اور حضرت حاجی صاحب نے بھی اپنے مقام کی جھلک دکھا دی' تحریر فرمایا! کہ فقیر کا بھی یہی حال ہے اس سے عمدہ جواب ہو نہیں سکتا کہ حضرت گنگوہیؒ کو اپنے مرتبے اور مقام پر دکھلا دیا کہ حضرت گنگوہی اس درجے کے آدمی ہیں۔

حضرت تھانوی کا معاصرین سے استفادہ

ارے بھائی! کیسی معاصرت تھی اس زمانے میں کہ حضرت حاجی صاحب کا وصال ہوگیا' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت گنگوہیؒ سے رجوع کیا اور حضرت گنگوہیؒ کا وصال ہوگیا تو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم مہاجر مدنی سے رجوع کیا جو کہ انبیٹھے کے تھے اور سہارنپوری مشہور ہوگئے' حضرت مولانا خلیل

احمد سہارنپوریؒ نے معذرت چاہی' اور حضرت کی درخواست پر تعلق کو منظور نہیں فرمایا' اب دیکھئے کہ اس مجدد وقت نے اپنی فکرِ اصلاح کو کس طرح برقرار رکھا! کہ ان کی بڑی اہلیہ عمر میں بڑی تھیں اور حاجی صاحب سے بیعت تھیں' اور حضرت حاجی صاحب کے گھر کافی رہ چکی تھیں' حضرت والا ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے' اچانک جس وقت وہ معمول سے فارغ ہوجایا کرتی تھیں اور مصلیٰ پر تشریف فرما ہوتی تھیں تو حضرت پیرانی صاحبہ سے سوال کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ دیکھ اس وقت دل میں جو بات آئے وہ مجھے بتا دینا' وہ حضرت کے سوال کا جواب دیدیا کرتی تھیں کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے بس وہ یہ بات ہے' اس طرح حضرت نے اپنے آپ کو مشغول رکھا' لیکن حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کو چھوڑا نہیں اور ترکیب اس کی یہ کہ استفتاء کی صورت میں خط لکھنا شروع کردیا' اصلاحی مکاتبت نہ کی' دیکھئے یہ ہوتا ہے استفاضہ! اللہ تعالیٰ نے ان کو شان افاضہ یعنی فیض پہنچانے کی شان بھی خوب عطا فرمائی اور شان استفاضہ بھی خوب عطا فرمائی' اب استفتاء لکھنا شروع کردیا' جو بات بھی پیش آتی پہلے سوال کرتے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کا جواب آتا تو لوگوں کو وہ سنا دیتے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نے مدرسہ' خانقاہ اور تعمیرات وغیرہ وغیرہ فلاں فلاں معاملات میں یہ جواب تحریر فرمایا ہے ...... اس طرح عمل ہوتا تھا' اور کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اپنے آپ کو

مشغول رکھا ہوا ہے کہ ہمارے ہاں طریق میں فراغت کا کوئی سوال نہیں'
مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

اندریں رہ می تراش وی خراش
تادم آخر دمے فارغ مباش

مکتب عشق کا دستور نرالہ دیکھا
جسے سبق یاد ہوا اسے چھٹی نہ ملی

استفادہ کا ایک انداز

ایک واقعہ بڑا عجیب ہے دیکھئے کیسی معاصرت تھی' کیا فرمایا اباجی نے؟ فرمایا اباجی نے کہ ہم نے ایسی معاصرت دیکھی ہے کہ پیر بھائی کو پیر سمجھا جاتا تھا اور معاصرت میں مناسبت ہونی چاہئے' افسوس آج کل تو منافرت نظر آرہی ہے' اس پر توفیق الٰہی' آپ حضرات کا فیضان صحبت کچھ واقعات عرض کئے گئے' کیسا محبت کا دور تھا' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سہ دری کے آگے ٹین کا سائبان لگوالیا' سہ دری خارج مسجد ہے اور سہ دری کے باہر کا جو صحن ہے وہ مسجد کا ہے' دیکھئے معاصرت اور بے نفسی دیکھئے ' اباجی بیان کر رہے ہیں اپنے اکابر کی بے نفسی ...... وہ ٹین کا

سائبان دستی چادر کا ابھی تک لگا ہوا ہے اور حضرت کی غرض یہ تھی کہ سہ دری کی دیوار میں اس کو لگوا دیا جائے اس کا سایہ مسجد کے صحن میں پڑے گا' اور دھوپ کی تپش سہ دری میں کم آئے گی' اور کبھی کبھی ہم لوگ سائے میں ظہر یا عصر کی سنتیں وغیرہ پڑھ لیا کریں گے' وہ ٹین کا اور دستی چادر کا سائبان لگ گیا' اب خیال آیا کہ میں نے تو معمول بنایا ہوا تھا حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سے پوچھ کر عمل کرنے کا' لہٰذا اب ٹین کا سائبان لگانے کے بعد استفتاء بھیجا ہے بے نفسی دیکھئے گا' ہم چھوٹوں چھوٹوں نے فتنہ برپا کر رکھا ہے' بڑوں کی شان دیکھئے کیسی ہے بڑا گہرا ظرف تھا' اور چھوٹوں کی چھوٹی باتوں نے کام خراب کر رکھا ہے ہم کچھ بھی نہیں' تحریر کیا حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ سہ دری کی دیوار کے اوپر ایک ٹین کا سائبان لگوالیا ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ صحن مسجد میں کچھ سایہ ہو جائے گا اور بچے اس کے نیچے نماز پڑھ لیا کریں گے کبھی کبھی ہم بھی سنتیں وغیرہ پڑھ لیا کریں گے حضرت کی اس میں کیا رائے گرامی ہے؟ جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کا جواب حضرت حکیم الامت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو بے نفسی دیکھئے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی! حضرت نے بھری مجلس میں وہ خط سنایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا یہ والا نامہ آیا ہے' پھر حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے دوبارہ حضرت سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ کو جوابی عریضہ لکھا' الغرض ان

حضرات اکابر کے درمیان اس استفتاء کے بارے میں محبت بھری خط و کتابت اور دلائل کی گفتگو جاری رہی' اور یہ حضرات ایک دوسرے کو دعائیں لکھتے رہے' بے نفسی دیکھئے ان حضرات کی' یہ ہے معاصرت! یہ ہے محبت! نہ کہ آج کے دور میں ہر شخص ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کے لئے تیار ہے' میرے حضرت نے فرمایا کہ حضرت کے خلفاء اور مریدین کی ایسی شان تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب کے سب یہ پورا سلسلہ مشائخ دیوبند اور تھانہ بھون کا کسی ایک ہی شخص سے بیعت ہے اور کوئی تفریق محسوس نہیں ہوتی تھی ایسا عجیب دور حضرت فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پیر بھائی کو پیر سمجھا جاتا تھا ماشاء اللہ عجیب و غریب حضرت باتیں سنایا کرتے تھے۔

محبت کے مختلف رنگ

ایک مرتبہ فرمایا کہ محبت کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں' جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بیعت تھے اپنے حقیقی ماموں سرّی سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے اور جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے اولین احوال میں ایک حالت یہ تھی کہ اگر کوئی بھی ان کے پاس جاتا تھا تو ان کو ناگوار ہوتا تھا' اور اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے' اور یہ خیال کرتے تھے کہ میرا محبوب میرا محبوب ہے کسی

دوسرے کا کیا کام' چند دن کے بعد اباجی فرماتے ہیں کہ یہ ان کی حالت ختم ہوگئی' جو بھی ان کے شیخ کے پاس ملنے کے لئے جاتا ہے یا آتا ہے وہ اس کو مہمان بنالیتے ہیں مٹھائی کھلاتے ہیں خدمت کرتے ہیں کوئی بھی ان کے شیخ کا نام لیتا ہے تو وہ ان کے خادم بن جاتے ہیں ایسا حال ان پر طاری ہوا حضرت نے فرمایا یہ حال پختہ ہے اور اس میں نفع زیادہ ہے کہ بھئی! میرے ہی تو محبوب کا نام لیتا ہے' بھئی میرے ہی تو محبوب کی تعریف اس کے ذریعے ہورہی ہے' میرے ہی محبوب کی تعلیمات کی اشاعت اس کے ذریعے ہورہی ہے' ایک دوران پر ایسا گزرا' تو عزیزان من! یہ احوال و مواجید کام کرنے والوں کی باتیں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی محبت الٰہی میں سے ہے اور عین محبت الٰہی ہے' آپ کی محبت عین محبت الٰہی ہے' اس سائل صحابیؓ سے فرمایا' اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ دیکھو جس کے ساتھ محبت ہوگی اس کے ساتھ تم قیامت کے میدان میں اکٹھے ہوگے' اگر میرے ساتھ محبت ہے تو یاد رکھو کہ تجھے میرا ساتھ نصیب ہوگا' بہت ہی عجیب بات فرمائی ایک صحابی فرماتے ہیں جو غالباً" انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں کہ صحابہؓ میں جب اس ارشاد کا چرچا ہوا کہ جس کے ساتھ محبت ہوگی اس کے ساتھ حشر ہوگا' صحابہؓ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی' یاد رکھئے! کہ محبت تو اعمال اختیاریہ میں سے ہے' محبت اختیاری ہے۔

ایمان کی چاشنی کب نصیب ہوتی ہے

ایک اور روایت میں یہ آتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ تین قسم کی محبت پر ایمان کی چاشنی عطاء فرماتے ہیں ایمان کی مٹھاس عطا فرماتے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' تمام مخلوقات میں سے سب سے زیادہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت ہو' اور دوسرے یہ کہ اگر کسی بندے کے ساتھ محبت ہو تو اللہ واسطے کی محبت ہو' نفس کے لئے نہ ہو' اللہ کے دین کے لئے ہو' کوئی اللہ والا ہے اس کے پاس بیٹھتے ہیں اللہ اللہ کرنا سیکھتے ہیں' قرآن مجید یاد کرتے ہیں' ذکر اللہ کی تعلیم پاتے ہیں تزکیہ کراتے ہیں اور یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں اور ان کی دعا سے یہ کامیابی حاصل کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ ہی کے لئے محبت ہے' اس سے بھی اس کو ایمان کی چاشنی اور مٹھاس نصیب ہوگی' اور تیسرے وہ جو نو مسلم ہو اور وہ جو نو مسلم تو نہیں ہے لیکن ابن مسلم ہے کسی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہے اور ایمان کا اتنا قدر دان ہے کہ کفر کی طرف لوٹنے کو ایسا ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں جلائے جانے کو ناپسند کرتا ہے' ان تین کیفیات کے اوپر فرمایا کہ جن کو یہ تین کیفیات حاصل ہوں گی ان کو ایمان کی مٹھاس اور ایمان کی چاشنی

حاصل ہوگی۔

اور میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ عام مسلمانوں سے عامۃ المسلمین سے حسن ظن رکھو' اور سب کے ساتھ محبت کرو' ہمارے حضرت پر ایک حال طاری ہوا دیوبند کے زمانۂ تعلیم میں' جس کسی کو دیکھتے تھے دل میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے محبوب کی نشانی ہے یہ میرے محبوب کی نشانی ہے' حضرت والا کی خدمت میں (اپنے شیخ کی خدمت میں) یہ عریضہ لکھا کہ میری یہ کیفیت ہے کہ میں جس کسی کو دیکھتا ہوں میرے دل میں ایک ہی بات آتی ہے کہ یہ میرے محبوب کی نشانی ہے' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر مبارک بادکہی اور اس حال کے چند مہینے کے بعد اپنی طرف سے خلافت خاص عطا فرمائی' یہ حال حضرت کے اوپر طاری تھا کہ یہ میرے محبوب کی نشانی ہے' یہ میرے محبوب کی نشانی ہے' یہ میرے محبوب کی نشانی ہے' سبحان اللہ! جس کے اندر یہ چیز غالب ہو تو وہ اندر سے کتنا شفیق ہوگا۔

تحصیل محبت کے چند آسان گُر

عزیزان من! محبت الٰہی کے لئے بزرگوں نے تجویز فرمایا کہ اعمال صالحہ کے اندر اور اذکار کے اندر جب نیت کرو تو محبت الٰہی کی نیت کرلو' اور محبت الٰہی کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے' یاد رکھئے!

حضرت نے فرمایا' اللہ کی محبت حاصل کیجئے اور دعا کیجئے کہ یا اللہ! اس عمل کے ذریعے اس ذکر کے ذریعے مجھے آپ اپنی محبت عطا فرمایئے' اور فرمایا کہ ایک بات کی اور پابندی کیجئے کہ ان لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے جو اہل محبت ہیں اور جو اللہ کی محبت کا خزانہ رکھتے ہیں' ان کے پاس بیٹھئے اور اعمال و اذکار کے اندر حصول محبت الٰہی کی نیت کیجئے' ایک بات کی اور پابندی کیجئے کہ تنہائی میں وقت نکال کر تھوڑا بہت ذکر اللہ کرلیا کیجئے' انشاء اللہ اس سے محبت الٰہی کا خزانہ آپ کو حاصل ہوجائے گا' یا اللہ اپنی محبت نصیب فرما' یا اللہ اپنی محبت سے ہمارے سینے کو بھر دے' ہمارے سینے کو لبریز فرما دیجئے' ذکر کے درمیان محبت طلب کرتے جایئے اور محبت مانگتے جایئے محبت کا سوال کرنا' محبت کی دعا کرنا' محبت والوں کے پاس بیٹھنا اور حصول محبت کے لئے ذکر کا دوام کرنا' یہ سب مامور بہ ہیں اعمال مامور بہا میں سے ہیں اس کی پابندی کیجئے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جب محبت الٰہی دل میں بھر جائے گی تو ناجائز محبتوں کو زوال آجائے گا اور جائز محبتیں حقوق کے درجے میں اعتدال پر آجائیں گی' اور اس کی برکت یہ ہوگی کہ محبت الٰہی کے غلبے میں جو بھی انسان ہوتا ہے اور اللہ کی محبت کا اس پر غلبہ ہوتا ہے تو حسن خاتمہ اس کا آسان ہوجاتا ہے' حسن خاتمہ اس کا نہایت آسان ہوجاتا ہے۔

ایمان پر خاتمہ اور حسن خاتمہ میں فرق

ہم نے اپنے حضرت سے پوچھا کہ خاتمہ بالخیر خاتمہ بالایمان اور حسن خاتمہ کے اندر کیا فرق ہے' اباجی نے فرمایا کہ خاتمہ بالایمان تو ایمان پر خاتمہ کو کہتے ہیں' اور حسن خاتمہ اس کو کہتے ہیں کہ خاتمہ ایمان پر ہو لیکن ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے مغفرت ہو جائے' فرمایا کہ حسن خاتمہ ذات باری تعالٰی جس کو عطا فرماتے ہیں تو اس کا حساب و کتاب ناممکن ہے' اس لئے میں نے اپنے اکابر میں سے مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو پکڑ پکڑ کر کہتے تھے کہ ہاں بھئی میرے لئے حسن خاتمہ کی دعا کرنا' ایسا حال ان پر طاری تھا۔

حضرت مسیح الامت کا ایک حال

ایک مرتبہ حضرت کی طبیعت خراب ہوئی' چھوٹے چھوٹے بچے تھے پرانا مکان تھا اس زمانے میں ریزگاری اباجی کے پاس ہوتی تھی' بچوں کو دینے کیلئے فرمایا کرتے تھے کہ وہ دور بڑا عجیب تھا کہ ایک آنے کی اتنی چیز آجاتی تھی کہ اب ایک روپے کی نہیں آتی' اور آج کل تو روپیہ آنے کے برابر بھی نہیں رہا' بچے کو کیا ریزگاری دیں' کوئی نئے نوٹ ہوں نئے نوٹوں میں سے ایک کرارہ نوٹ بچے کو دیں تو اس کا دل خوش ہو' اس

زمانے میں طبیعت حضرت کی خراب تھی' بارہ سال تک حضرت کے اوپر اضطراب قلب کی تکلیف رہی' اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں بے ہوش ہوجایا کروں تو ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی جائے' انشاء اللہ تھوڑی دیر میں میں خود ہوش میں آجاؤں گا' ان دنوں میں یہ فرمایا ہوا تھا اور حضرت آگرہ میں حکیم صاحب کے زیر علاج تھے' وہ بھی پابندی کے ساتھ اباجی کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے' اور ایک دن بچوں کو جمع کیا چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور حضرت نے سب کو یہ کہا کہ دیکھو بھائی ہم تم کو یہ دیں گے غالباً" اکنیاں تھیں اس وقت چھوٹے پیسے تو تھے نہیں' ایک ایک آنہ دکھایا' سب بچے لینے کے لئے آمادہ ہوگئے' تو اباجی نے ان سے کہا کہ پہلے جو ہم کہلوائیں وہ کہو! پھر ہم تمہیں ایک ایک آنہ دیں گے' اباجی نے کہلوایا ان بچوں سے کہ یوں کہو یا اللہ! اباجی کا نام لے کر کہ ان کو شفا دے دے' حضرت نے ایک ایک آنہ تقسیم فرما دیا اور فرمایا کہ چھوٹے بچے مستجاب الدعوات ہوتے ہیں' صاحب نسبت ہوتے ہیں' آپ یقین جانیئے کہ حضرت کی اتنے عرصے کی تکلیف تھوڑی سی دیر کے اندر ختم ہوگئی' اور ایک ایک آنہ تقسیم فرمایا۔

بچوں کی تربیت کے سنہری اصول

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حضرت کی ایک بڑی عجیب بات یاد رکھنا

فرمایا! بچوں کو پیسے دیتے رہو' زمانہ طالب علمی میں چھوٹی عمر میں ہی حضرت نے شادی کرلی تھی' میرے والد صاحب سے حضرت مسیح الامت نے دو تین باتیں فرمائی تھیں کہ بہت کم عمر کی لڑکی نہ ہو' اگر برابر کی ہو تو زیادہ مناسب ہے' اور جلدی شادی کرادی جائے تاکہ باقی وقت جو ہے وہ دین کے کام میں صرف کرنے کا موقع پورا پورا مل جائے۔ یہ باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں لیکن حضرت گھر والوں سے بات کرچکے تھے اور حضرت کی منشاء کے مطابق وہ رشتہ ہوا' اور الحمدللہ وہ رشتہ بہت ہی موافق آیا' اللہ کا شکر ہے اور احسان ہے حضرت کی برکت سے' تحدیث نعمت کے طور پر ذات باری تعالیٰ کا فضل اور میرے حضرت کا فیضان کہ گھر میں اللہ کا شکر ہے' دس حافظ ہوگئے' اور تین بچے آئندہ سال دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے ہیں اور میری پوتی الحمدللہ حفظ کررہی ہے اللہ کا شکر ہے اس کے چار پارے اللہ نے حفظ کرادیئے' چھ سال ان کی عمر ہے ذوق و شوق سے وہ لگی ہوئی ہے' دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے فیضان کا یہ سلسلہ ہماری نسلوں میں جاری رکھیں' تو حضرت نے فرمایا کہ بچوں کو پیسے دیتے رہو' بندے نے عرض کیا! اباجی پیسے تو دیتے ہیں فرمایا دیکھو خواہ مخواہ نہ دیا کرو' اس سے کچھ کام نکالو' نابالغ بچے کی جو نیکیاں ہوتی ہیں جو عبادات ہوتی ہیں وہ باپ کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں' کتنے پیسے دیتے ہو؟ اباجی! عرض

کیا : چار آنے دیتا ہوں اور چار آنے اس وقت بہت بڑی بات تھی' چونّی فی بچہ کو دیتا ہوں فرمایا چار تسبیح سبحان اللہ' پڑھوالیا کرو' چار تسبیح سبحان اللہ کی پڑھوالیا کرو' ذکر کی عادت ہوجائے گی' ان کو ایسا گر بتلایا حضرت نے اللہ کا شکر و احسان ہے حضرت والا کی دعا و توجہ اور ان کا فیضان نظر و فیضان کرم ہے کہ میں نے اس کی عادت ڈالی کہ جو بھی بچہ پیسے لینے آیا کہا بھئی چار تسبیح سبحان اللہ کی پڑھو' پھر جیسے جیسے پیسے بڑھتے گئے میں تسبیحات کی تعداد کو بھی بڑھاتا گیا' اللہ کا شکر ہے کہ خاطر خواہ نتیجہ سامنے آیا' اللہ کا شکر ہے اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی آزمائش اور ابتلاء سے محفوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کی برکت سے اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک دل کا سرور بنایا اور صالح اولاد عطا فرمائی اس کا بڑا احسان ہے لیکن ترکیب ہے حضرت کی' جیسا کہ میں آج عصر کی مجلس میں بھی عرض کررہا تھا' دیکھو ہماری باتیں بے ربط ہوتی ہیں لیکن ایسی بھی بے ربط نہیں ہوتیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ربط نہ پیدا کریں' انشاء اللہ ثم انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ یہ بے ربط باتیں مجالس مسیح الامت کی کس طرح اللہ کا راستہ طے کراتی ہیں' انشاء اللہ آپ طلب کے ساتھ بیٹھئے اور اللہ جل شانہ آپ کی طلب سے زیادہ آپ کو نوازیں گے۔

حضرت نے کیسی عجیب بات فرمائی تھی میں نے عصر میں عرض کی تھی کہ اولاد چھوٹی ہو' نابالغ ہو' ناسمجھ ہو' باپ کا رویہ سب کے ساتھ رعب

دار رہنا چاہئے' اور ماں کا رویہ نرم رہنا چاہئے' اولاد بالغ ہو جائے جوان ہو جائے برابر کی کہلانے لگے تو باپ کا رویہ انتہائی نرم ہونا چاہئے اور ماں کا رویہ کچھ سخت سا ہونا چاہئے' انشاء اللہ اگر دونوں نے مل کر اولاد کی تربیت پر اس طرح توجہ دی تو اولاد سنبھل جائے گی' اولاد کی تربیت ہو جائے گی' اولاد کی اصلاح ہو جائے گی ورنہ بہت پچھتاوا ہوگا' اس پر میں نے کئی مثالیں پیش کی تھیں آپ حضرات کو یاد ہوگا میں نے عرض کیا تھا کہ بیٹیوں کی اولاد کے اور باپ کے درمیان حجاب ہونا چاہئے اور وہ حجاب کتنا مفید ہے کہ شرمساری کی طرف لے جاتا ہے' توبہ کرنے کی طرف لے جاتا ہے اور توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت نصیب فرمائے' ہماری معاصرت کے اندر اللہ تعالیٰ مناسبت اور محبت عطا فرمائے اور ہم سب مل کر دین کا کام کریں اور اپنے اکابر کی تعلیمات کی اشاعت میں لگیں' چھوٹا بننے میں بڑا فائدہ ہے بہت عافیت ہے اللہ تعالیٰ خاکساری' انکساری' افتقاری وہ عاجزی وہ پستی جس کو تواضع کہا گیا ہے یا اللہ اس دولت سے ہمارے اکابر کی برکت سے محروم نہ فرمایئے گا' تواضع کی دولت یا اللہ ہم سب کو اپنے فضل سے عطا فرمائے رکھئے! وہ اسلام ... کہ جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ تلوار سے نہیں پھیلا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے پھیلا ہے میرے حضرت فرماتے ہیں کہ وہ اخلاق دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ہے'

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پستی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انکساری کے صدہا واقعات ہیں۔

ہمارے اکابر ایک دوسرے کے اوپر فدا تھے قربان تھے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ان میں خادم کون ہے اور مخدوم کون ہے اور ایسا فدائیت اور شیدائیت کا تعلق تھا کہ آج بھی ماشاء اللہ بعض بزرگوں کے خدام مل کر کام کررہے ہیں' اور مشورے کے ساتھ کام کررہے ہیں یہی آرزو ہمارے حضرت کی تھی' کیونکہ اب وہ دور نہیں رہا' فرمایا ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق میرے حضرت فرماتے ہیں ان کے دور کے لئے تھی اور میرے حضرت کی تحقیق اس دور کے لئے ہے' اب دور آپس میں ملاقات و مجالست کا ہے ورنہ اگر منتشر رہے اور اگر الگ الگ رہے تو الگ الگ پٹ جائیں گے اور کسی بڑی چیز کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔

ایک رہو اور نیک رہو

یاد رکھیے! حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو خلجان تھا اور بے حد خلجان تھا کہ موجودہ دور میں امت اسلامیہ کے اندر کیا صورت ہو کہ یہ امت ابتلاء اور آزمائش سے چھٹکارا پائے' حضرت اقدس تھانوی رحمتہ اللہ علیہ شاہدرہ سے بیٹھے ہوئے تھانہ بھون آرہے تھے کمپنی کی گاڑی اس زمانے میں

چلتی تھی گاڑی میں دو دیہاتی آپس میں باتیں کر رہے تھے اور مسلمانوں کے اختلافات اور مسلمانوں کی پریشانیوں کا ذکر کر رہے تھے' ایک بڑی عمر کا دیہاتی جو سمجھدار معلوم ہوتا تھا کہ وہ خاموشی کے ساتھ ان کی باتیں سن رہا تھا جب اس کا اسٹیشن آیا جہاں گاؤں میں اس نے اترنا تھا' تو اس نے اٹھتے وقت ان سے کہا سَورو! ہمارے ہاں دیہات میں پیار سے کہتے ہیں سَورو! یہ گالی نہیں ہے' سَورو! میری بھی ایک بات یاد رکھنا! اس وقت تک تم کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ ایک نہ ہو جاؤ' نیک نہ ہو جاؤ' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گاؤں والوں کی باتیں سنتا رہا' میرے دل کی پریشانی دور ہو گئی اور میں بھی اس بات کا قائل ہوں کہ امت کا مزاج یہ ہونا چاہئے کہ بھئی ایک رہو اور نیک رہو اور فرمایا دونوں میں تلازم ہے' جب ایک رہو گے انشاء اللہ نیک بھی ہو جاؤ گے اگر نیک بننے کی کوشش کرو گے تو انشاء اللہ ایک تمہارا ہو جائے گا' کیسی عجیب بات فرمائی اپنا مسلک چھوڑو مت دوسرے کا مسلک چھیڑو مت۔

حضرت تھانوی کی تین مجلسوں کا خلاصہ

حضرت کی تین مجلسوں کا یہ خلاصہ ہے پہلی مجلس کا خلاصہ کہ ایک رہو اور نیک رہو' دوسری مجلس کا خلاصہ اپنا مسلک چھوڑو مت دوسرے کا مسلک چھیڑو مت

اور تیسری مجلس کا خلاصہ سن لیجئے' اللہ کی رضا چاہیئے چاہے گھر میں رضائی نہ ہو' اللہ کی رضا چاہیئے چاہے گھر میں رضائی نہ ہو' یک سوئی مطلوب ہے چاہے گھر میں سوئی نہ ہو' اور خود رائی رائی کے برابر نہ ہو' ارے بھائی اگر اکابر میں سے کوئی نہ ملے تو میرے حضرت فرماتے ہیں اصاغر اور اطفال میں رہ کر بھی اپنے حالات سے بے خبر مت رہو' اپنی اصلاح سے بے خبر مت رہو' چھوٹوں کے حالات سامنے رکھ کر اپنی جانچ پڑتال کرتے رہو یہ حضرت کی تین مجلسوں کا خلاصہ ہے' ایک رہو نیک رہو' اپنا مسلک چھوڑو مت دوسرے کا مسلک چھیڑو مت اور اس میں بڑی عافیت ہے اللہ کی رضا چاہیئے دیکھئے کیسی اخلاص کی تعلیم دی ہے چاہے گھر میں رضائی نہ ہو یکسوئی مطلوب ہے چاہے گھر میں سوئی نہ ہو اور خود رائی رائی کے برابر نہ ہو' اپنی رائے مٹا دو' ضابطے کا کسی کو بڑا بنا کر اگر کسی مصلحت کی وجہ سے نہ کہہ سکو تو مت کہو کہ تم میرے بڑے ہو مت کہو کہ یہ میرا پیر ہے شیخ ہے بلکہ دوست کہہ دو۔

کراچی میں ایک نوجوان ہیں بندے سے تعلق رکھتے ہیں ان کے گھر والے آنے نہیں دیتے تھے جب وہ کہتے تھے کہ میں سکھر جاؤں گا تو وہ فوراً سمجھ جاتے تھے کہ بھائی یہ تو پیر کے پاس جائے گا تو اس نے مجھ سے ذکر کیا کہ الحمدللہ نہ مجھ پر قرض ہے نہ مرض ہے نہ کسی بات کا حرج ہے ایام رخصت میں ایام تعطیلات میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں گھر والے اجازت نہیں

دیتے میں نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ میں تو آپ کا نام لے کے کہتا ہوں کہ میں ان کے پاس جاؤں گا' میں نے کہا بالکل غلطی کرتے ہو تم مت کہو شیخ' تم مت کہو پیر مت کہو استاذ تم یہ کہو کہ میں اپنے دوست کے پاس جانا چاہتا ہوں' میں اپنے کلاس فیلو کے پاس جانا چاہتا ہوں' ہم جماعت کے پاس جانا چاہتا ہوں' اپنے کسی یار کے پاس جانا چاہتا ہوں' اس نے ایسے ہی کہا' اس کے گھر والوں نے کہا کہ جاؤ اجازت ہے' ارے بھائی وقت وقت کی کچھ بولیاں بھی ہوتی ہیں ہر پچاس سال کے بعد اردو کے اندر تبدیلی آجاتی ہے' رائج الوقت بولی بولو اجازت مانگو اپنے دوست کے لئے' تمہارا شیخ تمہارا دوست نہیں ہے تو کیا تمہارا دشمن ہے؟ معاذ اللہ!

دوستی کے لائق

جب میں نے حضرت سے کہا کہ کس سے دوستی رکھی جائے' حضرت نے فرمایا کہ تم یہ سوال کر رہے ہو؟ میں اس وقت نابالغ تھا فرمایا جس کو میرے جیسا شیخ مل جائے اسے کسی دوست کی ضرورت ہے؟ اور حضرت مسیح الامتہ نے فرمایا میرے ابا جی نے فرمایا میرے پیارے حضرت نے فرمایا کہ بس ہم دو دوستوں کے قائل ہیں مردانہ دوستی شیخ کے ساتھ' زنانہ دوستی اپنی بیوی کے ساتھ' لہٰذا تم مت کہو کہ شیخ ہے مت کہو کہ پیر ہے بلکہ کہو دوست ہے

اپنا کامِ نکالو نیک رہو اور ایک رہو، اپنا مسلک چھوڑو مت دوسرے کا مسلک چھیڑو مت، اللہ کی رضا چاہیے چاہے گھر میں رضائی نہ ہو، یکسوئی مطلوب ہے چاہے گھر میں سوئی نہ ہو، اور فرمایا خود رائی رائی کے برابر نہ ہو، اس خود رائی کے خاتمے کے لئے اپنی ذاتی تجاویز جس سے ہمیں نقصان پہنچتا ہے اور منفعت کی بجائے ہم مضرت میں مبتلا ہوتے ہیں کسی اللہ والے کے قدموں میں اپنے آپ کو پامال کراؤ

کیا عجیب بات فرمائی کیا عجیب بات فرما گئے، مولانا رومؒ۔

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

قیل و قال چھوڑو باتیں بنانا چھوڑ دو کام کے آدمی بنو اور کسی شیخ کامل کے قدموں میں اپنے آپ کو روندوا دو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعمتِ زبان کا صحیح استعمال

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مَنْ صَمَتَ نَجَا

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج دوسری بار آپ کے علم و عمل کے مرکز میں اور خدا کے مبارک گھر مسجد میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

مسجد کی حاضری اور تعلق

مسجد کی طویل حاضری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر و بیشتر نشستیں مسجد میں رہتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں متقی وہ ہیں جو مسجد کے کھونٹے ہیں، یعنی میری امت میں سے جو اپنے اندر تقویٰ کی دولت رکھتے ہیں ان کا دل مسجد میں لگتا ہے۔

انسان چوبیس گھنٹے مسجد میں نہیں رہ سکتا لیکن اگر کوئی مومن چوبیس گھنٹے مسجد کی حاضری کا ثواب اور فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو کیا

کرے، میرے حضرت نے اس کا ایک عجیب نسخہ تعلیم فرمایا، پانچ وقت نماز کے لئے تو مسجد جانا ہوتا ہی ہے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنی ضروریات کیلئے باہر آتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرے کہ یا اللہ! جی تو چاہتا ہے کہ ہمہ وقت مسجد میں ہی رہوں آپ کے دربار میں رہوں لیکن کیا کروں ضروریات ساتھ لگی ہوئی ہیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کا حکم بھی آپ ہی نے دیا ہے ان کو پورا کرنے کیلئے آپ ہی کے حکم سے باہر جا رہا ہوں، لیجئے جتنی دیر نماز کے لئے مسجد میں رہا حقیقۃً مسجد میں تھا اور جب اس نیت سے اور اللہ تعالیٰ سے اس وعدے کے ساتھ باہر گیا تو حکماً "مسجد میں ہے دکان پر بیٹھا ہے تو مسجد میں ہے مکان پر بیوی بچوں کے ساتھ ہے۔ تو مسجد میں ہے، اپنے کام کاج میں مصروف ہے تو مسجد میں ہے، حقیقۃً اور جسماً "تو مسجد میں نہیں لیکن حکماً"، روحاً" اور قلباً" مسجد میں ہے، سبحان اللہ عجیب نسخہ عطا فرما گئے۔

مومن کا تعلق ہمہ وقتی مسجد کے ساتھ ہونا چاہئے اللہ کے گھر سے تعلق جوڑنا اللہ سے تعلق جوڑنا ہے، مکان سے تعلق مکان والے سے تعلق ہے، تو ہمہ وقتی مسجد کی حاضری کا یہ نسخہ تعلق مع اللہ کا عجیب نسخہ ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔

زبان کی حفاظت

توفیق الٰہی سے مسجد کی اس حاضری میں آپ کے سامنے حدیث پڑھی گئی من صمت نجا جو خاموش رہا نجات پاگیا' حق تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت جسے زبان کہتے ہیں حق تعالیٰ اس کے غلط استعمال سے ہم سب کو بچالیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں دو عورتوں کا ذکر آیا ایک بہت نمازیں پڑھتی تھی نفلی روزے بھی رکھتی تھی نفلی صدقات بھی کرتی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف بھی دیتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عورت جہنمی ہے' کسی صحابی نے دوسری عورت کا ذکر کیا جو تاکیدی اعمال کے علاوہ نہ زیادہ نوافل پڑھتی تھی نہ نفلی روزے رکھتی تھی نہ زیادہ صدقہ خیرات کرتی تھی بلکہ پنیر کے ٹکڑے وغیرہ کسی مستحق کو دے دیتی تھی لیکن یہ خوبی تھی کہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہ دیتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنتی ہے' اور اصل بات یہی ہے کہ ہم سے مخلوق خدا کو تکلیف نہ پہنچے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا من المسلم؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ کہ ہم تو اپنی زبان میں "مسلمان" کہتے ہیں اور مسلمان تو تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی ڈبل مسلم' اصل لفظ تو مسلم ہے' خیر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں' جو مختلف زبانوں میں رائج ہوجاتی ہیں اور اسی اعتبار سے سمجھی جاتی ہیں' مسلم کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ'

دیکھو مسلمان کامل وہ ہے اچھا عمدہ بڑھیا مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کی حفاظت حاصل ہو، دوسرے مسلمانوں کو سلامتی حاصل ہو، دوسرے مسلمان مامون رہیں، محفوظ رہیں یعنی نہ زبان سے کسی کی دل آزاری کرتا ہو اور نہ ہاتھ کا غلط استعمال کرتا ہو۔

زبان ایک قابلِ قدر نعمت ہے

زبان بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اگر وجود انسان کے اندر آپ غور کریں بلاشک وشبہ سر سے لے کر پیر تک سب سے زیادہ عظیم نعمت زبان ہے یہ ترجمان قلب بھی ہے یہ آپ کے دل کی نمائندہ بھی ہے آپ کے قلب کی سفیر بھی ہے اور عجیب چیز اللہ پاک نے عطا فرمائی آپ جتنی چاہیں اس کے ذریعہ نیکیاں کما سکتے ہیں اور آخرت کے لئے نیکیوں کے بڑے بڑے خزانے جمع کرسکتے ہیں سر سے لے کر پیر تک جسم کے اندر کوئی دوسرا عضو نہیں جس سے اتنی نیکیاں آپ کما سکیں، یہ بڑے کمال کی چیز اللہ پاک نے عطا فرمائی ہے، عجیب وغریب نعمت ہے۔

اور دیکھو! اس کو برا مت کہا کرو، بلکہ اس سے اچھے کام لیا کرو میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ زبان کی مذمت ہی میں مشغول رہتے

ہیں ارے بھائی زبان کی مذمت کیوں کرتے ہو؟ یہ تو قابل مذمت جب ہو جب غلط باتوں میں مشغول ہو' اور اس کا استعمال بھی اختیاری ہے غیر اختیاری نہیں جس طرح آپ چاہیں گے یہ اس طرح چلے گی' اور آپ مذکر ہیں اور یہ مونث ہے اور ظاہر بات ہے کہ مونث مذکر کا کہنا مانے گی؟ یا مذکر مونث کا کہنا مانے گا؟ بھئی! زبان تو مونث ہے اور انسان خود یہ مذکر ہے' اور کہنا کون کس کا مانے گا؟ ظاہر ہے کہ مونث مذکر کا کہنا مانے گی تو جس طرح آپ کہیں گے اس طرح چلے گی۔

اس کا غلط استعمال بھی بہت ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اس کا غلط استعمال اس قدر ہے فی زمانا توبہ توبہ اس کی بڑی لمبی تفصیل ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مفکر اسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ کم لکھا ہے اگر اس دور کے اعمال ان کے سامنے ہوتے تو نہ معلوم کتنا لکھتے؟ **منہاج العابدین الاربعین' المرشد الامین** اور ان کی سب سے بڑی کتاب احیاء العلوم کو اگر آپ دیکھیں تو زبان پر بہت کچھ لکھا ہے' معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ذات باری تعالیٰ نے اس کے مقاصد ان پر کھول دیئے کہ اس سے کتنے فسادات برپا ہوتے ہیں! توبہ! توبہ! گانا' غلط شعروشاعری کاہے سے ہوتی ہے؟ پیروں سے؟ ہاتھوں سے؟ زبان سے۔

گانا سننے کا نقصان

حدیث شریف میں ہے کہ گانا بجانا دل میں نفاق کی نشوونما ایسے کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے اور اسے پروان چڑھاتا ہے۔ توبہ! توبہ! گانا گانے سے اور گانا سننے سے آدمی میں نفاق پیدا ہوجاتا ہے کہ ایمان کے اندر کھوٹ پیدا ہوجاتا ہے میں آسان الفاظ میں آپ کے سامنے یہ بات پیش کروں کہ اول تو یہ گانا گانے سے اور گانا سننے سے ایمان میں کفر آجاتا ہے یعنی کفر کے قریب ہوجاتا ہے توبہ! توبہ! بے حد نقصان ہوتا ہے ایمان کی جڑیں نکل جاتی ہیں۔

دین اور مال کی بربادی کے ذرائع

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے ایمان کا نقصان کرنا ہو کسی شاعر کی صحبت اختیار کرلے اور جس نے اپنی دنیا برباد کرنی ہو حکیم کی صحبت اختیار کرے ہر شاعر ایسا نہیں ہوتا لیکن اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں' جو شعراء اللہ کے مقبول ہیں جیسے مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ' حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ' شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ رومی ہند حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان حضرات کا کلام'

عارفانہ کلام ہے اور انہوں نے بزرگوں کے ارشادات کو' فرمودات کو' ملفوظات کو' نصائح کو سمیٹ کر بہت ساری چیزوں کو مختصر الفاظ میں اپنے منظوم کلام میں پیش کیا ہے اور ہر شاعر کی مذمت نہیں لیکن زیادہ تر غلط بیانی کرنے والے اور مبالغہ کرنے والے ہوتے ہیں' اسی طرح سے لوگ حکماء کے پاس اپنی دنیا برباد کرلیتے ہیں' ہر وقت ان کے پاس قوت باہ کی باتیں ہیں' مفرحات کی باتیں ہوتی ہیں' مقویات کی باتیں ہوتی ہیں' کشتوں کی باتیں ہوتی ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ خمیرہ جات اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں لیکن ہیں امراء کے چونچلے' اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ خمیروں کے ذریعہ حافظہ چاہتے ہیں' خمیروں سے کہاں حافظہ پیدا ہوتا ہے؟ حافظہ پیدا ہوتا ہے تقویٰ سے..... میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ سے تقویت حاصل کرو' وہ اللہ کا مقبول جلال آباد کا بادشاہ کہہ گیا کہ تقویٰ سے تقویت حاصل کرو' کہاں سے قوت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ وہ قوت آپ کو حاصل ہوگی تو تقویٰ سے حاصل ہوگی اور اللہ کے خوف سے حاصل ہوگی' گناہوں کو چھوڑنے سے حاصل ہوگی' اب دیکھئے زبان کا کتنا بڑا گناہ ہے؟ توبہ! توبہ! گانا گانا اور پھر اس گانے کو اپنے کانوں سے سننا یا اللہ توبہ! دل کا کیا بنے گا؟ یہ مرکز تجلیات ہے' یہ مرکز نور ہے' مرکز ہدایت ہے' اعمال کا یہ مرکز ہے اس کا کیا بنے گا؟ کیسے کیسے روگ اس کے اندر پیدا ہوجائیں گے؟ تو اللہ کے بندے اپنے اوپر رحم کر جو اپنا خیر خواہ نہیں وہ دوسرے کا خیر خواہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جھوٹ کا گناہ

اور اس سے جھوٹ بولتے ہیں' اور آج کے دور میں جھوٹ بولنا فن سمجھا جاتا ہے' یہ بے ایمانی کی بات ہے' بعض تاجر یہ کہتے ہیں اور بے ایمانی کی بات کہتے ہیں کہ بغیر جھوٹ کے تجارت نہیں چلتی' یہ بات غلط ہے اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو وہ اپنے ایمان کی تجدید کریں' کیسی گندی بات زبان پر لاتے ہیں' ایمان کو تم نے کتنے سو کلو میٹر پیچھے چھوڑ دیا ایسی گندی بات کے بغیر جھوٹ کا کاروبار نہیں چلتا' آیئے میرے ساتھ چلئے میں لاکھوں تجارتیں آپ کو دکھا سکتا ہوں جو سچائی پر چل رہی ہیں' اگر ایسا نہ ہوتا تو قیامت قائم ہوجاتی' سچ کی برکت سے تو دنیا قائم ہے' سچے قیامت تک رہیں گے' کونوامع الصادقین فرمایا گیا ہے سچوں کے ساتھ رہو' معلوم ہوا کہ سچوں کا وجود ہے' سچائی کا وجود ہے' سچائی سے کام چل رہا ہے' تم بے ایمانی کی بات کرتے ہو' کہ جھوٹ کے بغیر کاروبار نہیں چلتا' اللہ کے مقبولوں کے پاس آؤ اور اپنی فٹنگ پھر سے کراؤ' اللہ کے مقبولوں کی صحبت کی ضرورت ہے' گاڑی تمہاری خراب ہوجاتی ہے' تو آٹو شاپ لے جاتے ہو ٹھیک کرانے کے لئے' کبھی ایمان کی گاڑی کا بھی تم نے خیال کیا ہے کہ کتنی بگڑ چکی ہے؟ تمہارے ذہن میں یہ بات آگئی بے ایمانی کی کہ جھوٹ کے بغیر

کاروبار نہیں چلے گا توبہ! توبہ! میرے عزیز! تو اپنے ایمان کی تجدید کرلے اسی میں خیر ہے' سچوں کی برکت سے رزق ملتا ہے آزما کر دیکھ لو' واقعات سنانے کا موقع نہیں ہے ورنہ میرے سامنے اپنی آنکھوں دیکھے واقعات بھی موجود ہیں کہ ہمارے شہر سے جھوٹے مٹ گئے' آج پوری منڈی کے اندر سچائی سے کام کرنے والے ہیں اور جوان کو مطعون کرتے تھے' طعنے دیتے تھے' نام ونشان نہیں رہا ان طعنے دینے والوں کا' اور وہ بیچارے مسکین جو سچائی کے ساتھ اپنا روزگار کرتے تھے آج الحمدللہ وہاں کی تجارت پر غالب ہیں' روزی رساں میرا اللہ ہے' وہ رازق ہے۔

رزق مقسوم ہے' رزق مل کر رہے گا' جس طرح موت آکر رہے گی' روزی مل کر رہے گی' یہ تو کوئی مسئلہ نہیں' میں آپ سے قسم کھا کر کہتا ہوں میری بات پر اعتبار کرنا' اور قسم سے بڑھ کر اعتماد بڑھانے کا کوئی ذریعہ نہیں' یہ روزی کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں' اصل مسئلہ ہے تعلق مع اللہ کا جس نے ہمیں پیدا کیا' جس نے ہمیں ایمان دیا' جس نے ہمیں انسان بنایا' جس نے ہمیں اپنے حبیب کا امتی بنایا' آج ہمارا تعلق اس کے ساتھ ٹوٹا ہوا ہے یا جڑا ہوا ہے؟ اس بات کی فکر کرو' روزی تو مل کر رہے گی۔

مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی الٹا لٹک جائے اور ہزار والی تسبیح لے لے جس میں ایک ہزار دانے ہوں اور یوں کہے یا اللہ روزی نہ دے' یا اللہ روزی نہ دے' یا اللہ روزی نہ دے' روزی پھر بھی مل کر

رہے گی' یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے' جس طرح موت کا آنا یقینی ہے روزی کا ملنا بھی یقینی ہے' لیکن جائز امور میں دنیا کے اندر آپ کو قناعت کا درجہ بھی اختیار کرنا چاہئے' دین میں قناعت نہیں ہے' مباحات کے اندر قناعت ہونی چاہئے' تقلیل ہونی چاہئے' ہمارے ہاں بالکل ترک مباحات نہیں ہے' خدا کے لئے کچھ سوچو تو سہی کہ ایسا مسئلہ کہ جو چیز مل کر رہے گی' اس کے لئے مارے مارے پھرتے ہو' ارے! مارے مارے پھرو تو اپنے ایمان کو بچانے کے لئے' تعلق مع اللہ کے لئے' تعلق مع اللہ یعنی جس مولیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اس کے ساتھ تعلق جوڑنا فرض ہے' ہم نفل میں گفتگو نہیں کر رہے آپ کے سامنے فرض میں گفتگو کر رہے ہیں ہم ایک فریضے کی انجام دہی کی طرف آپ کو متوجہ کر رہے ہیں لہٰذا زبان کی حفاظت کرو۔

مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید دیکھ تیری زبان سے الفاظ نہیں نکلتے لیکن ان الفاظ کو نوٹ کرنے والا نگران موجود ہے' اس بات کو سوچ لے!

یہ بھی فکر ہونا چاہئے کہ زبان سے جو کلمات نکل رہے ہیں یہ ان کے پسندیدہ ہیں یا نہیں؟ جھوٹ بول رہا ہے' دانستہ جھوٹ بول رہا ہے' حدیث شریف میں آتا ہے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو رحمت و برکت کے فرشتے ایک میل دور چلے جاتے ہیں' کاہے سے؟ جھوٹ کی بدبو سے' وہ ہمارا پرانا میل جس کو علمائے حدیث

نے بتلایا ہے وہ تقریباً" دو کلو میٹر کے برابر ہے اس قدر بدبو ہوتی ہے' اس قدر بدبو ہوتی ہے کہ ملائکہ اس بدبو کے آگے ٹھہرتے نہیں فرشتے جو بندے کے پاس اللہ کی رحمت ہیں اور برکت ہیں یاد رکھئے اگر وہ نقصان سے بچالے' انعامات سے نوازے تو کیا ہوا؟ انہوں نے اس کو مورد رحمت بنالیا' رحمت وارد فرمائی' اور اگر ایسے بن گئے کہ انعامات سے محرومی ہوگئی خیر و برکت سے محرومی ہوگئی تو پھر انسان لعنت زدہ ہوتا جاتا ہے جب رحمت نہیں ہوتی تو پھر لعنت ہوتی ہے توبہ توبہ اس قدر تعفن اور بدبو ہے جھوٹ کے اندر' اور روزی کی برکت جاتی رہتی ہے جھوٹ بولنے سے۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے دکان دی ہے یا اچھی ملازمت دی' اچھا ذریعہ معاش عطا فرمایا' ارے پھر اپنی روزی کے اڈے پر جھوٹ بولتا ہے توبہ! توبہ! جو کہ عبادت گاہ ہے یاد رکھنا میرے حضرت فرماتے تھے کہ ملازم کی ملازمت گاہ اس کے لئے عبادت گاہ ہے' تاجر کی تجارت گاہ اس کے لئے عبادت گاہ ہے' آپ نے عبادت گاہ کو منحصر کر کے رکھ دیا صرف مسجد میں' یہ مدرسہ بھی عبادت گاہ ہے' مسلم کی تجارت گاہ بھی عبادت گاہ ہے' مسلم ملازم کی جو ملازمت گاہ ہے' اس کے لئے وہ بھی عبادت گاہ ہے' مسلمان کے رہنے کے جو مکان ہیں' رہائشی مکان وہ بھی عبادت گاہ ہیں' اگر آپ مسلمان کی زندگی دیکھیں' دن رات کی زندگی عبادت گاہوں میں ہے' مدرسہ میں پڑھنے آیا' پڑھانے آیا' عبادت گاہ میں آیا ہے۔

یہاں پر حاضر ہوا عبادت گاہ میں ہے' کسب حلال کے لئے دکان پر گیا عبادت گاہ میں ہے' ملازم ملازمت پر گیا' عبادت گاہ میں گیا' جسم کا حق ادا کرنے' بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے مکان پر گیا' بستر پر لیٹا تو کہاں ہے؟ عبادت گاہ میں ہے' بظاہر یہ آرام گاہ ہے لیکن دراصل عبادت گاہ ہے' مومن ہر وقت عبادت گاہ میں ہے اللہ کے دین کے لئے سفر کر رہا ہے سبحان اللہ اس کا چلنا پھرنا سب عبادت گاہ میں ہے۔

زبان کی احتیاط بے حد ضروری ہے ورنہ زبان کی بے احتیاطی سے توبہ توبہ! انسان بعض دفعہ بالکل بے ایمان اور کافر تک ہو جاتا ہے۔

غیبت و چغلی

میاں بیوی کے تعلقات اگر بگڑتے ہیں تو زبان کی بے احتیاطی سے بگڑتے ہیں' یہ مانی ہوئی بات ہے یہاں تک نوبت آئی ہے کہ گھر برباد ہو جاتا ہے' خدا کرے کبھی کسی کے ہاں ایسا نہ ہو' طلاق سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے' اگر کسی سے یہ غلطی ہو گئی ہے' اللہ کے مقبولوں سے معلوم کرے اس کی ظلمت کیسے مٹانی ہے؟ وہ بتلائیں گے اس کا تریاق' آئندہ کے لئے عزم کرلے زبان کی حفاظت کا' آئندہ ایسا نہیں ہونے دوں گا اگر ایسا ہوا تو برا ہوگا' غیبت میں اگر لڑانے کی نیت کرلی جائے تو چغلی بن جاتی ہے' زبان

چلائی کا ہے کے لئے؟ تاکہ دو مسلمان لڑیں' توبہ! توبہ! ارے بھائی تم لڑانے والے ہو؟ توڑنے والے ہو؟ یا جوڑنے والے ہو؟ اپنا فریضہ پہلے معلوم کرو اس امت کا فریضہ کیا ہے؟ توڑنے کا ہے یا جوڑنے کا ہے؟ جوڑنے کا ہے...... تو پھر تم کیوں الٹ کام کرنے لگے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا' محدثین فرماتے ہیں کہ دوزخ میں اس چغل خوری کی سزا پانے کے بعد جائے گا' العیاذباللہ کوئی دوزخ کو اور دوزخ کی سزا کے عذاب کو برداشت کرسکتا ہے توبہ! توبہ! اس قدر خطرناک عذاب ہے' ایک سیکنڈ کے لئے بندہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرسکتا عذابوں کی ہم میں سہار نہیں' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا چارپائی سے پھانس لگ جاتی ہے یا کوئی ٹھوکر لگ جاتی ہے تو اس تکلیف کی سہار نہیں' عذاب نار کو کون برداشت کرسکے گا؟ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! فرمایا کرتے تھے "چھوٹا منہ بڑی بات میں اللہ سے عرض کرتا ہوں یا اللہ عذابوں کی سہار نہیں ہے' مہربانی کرنا اہل جنت کی صف نعال میں جگہ عطا فرما" یہ بہانہ ہے ورنہ جنت میں وہاں جوتے نہیں ہوں گے' نہ وہاں جوتیوں کی ضرورت ہوگی' جوتیوں کی ضرورت تو وہاں ہے جہاں پیر میں کچھ گندگی لگنے کا خطرہ ہو' جب تمہارے پیر کو تکلیف نہیں پہنچے گی تو جوتیوں کی ضرورت نہیں تو یہ کیوں کہا؟ کہ صف نعال میں جگہ عطا فرما؟ اس لئے تاکہ عذاب نار سے تو حفاظت ہو جائے۔

چغل خوری توبہ! توبہ! مسلمانوں کو آپس میں لڑانا حسد اس میں ہے' بغض اس میں ہے' غیبت اس میں ہے' مسلمانوں کے اندر توڑ پیدا کرنا بجائے جوڑ کے تو توڑ کا گناہ اور توڑ کی معصیت چغل خوری کے گناہ کے علاوہ ہے' اور غیبت اتنا خطرناک گناہ ہے کہ صحابہ کرام مجلس شریف میں حاضرباش تھے' موجود تھے' آپ نے پوچھا تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟ یہ آپ نے خود پوچھا' صحابہ نے عرض کیا اللّٰہ اعلم ورسولہ اللہ اور اس کا رسول سب سے بہتر جانتے ہیں اور سب سے زیادہ جانتے ہیں یہ کمال ادب کی بات ہے' صحابہ جیسا کوئی باادب نظر نہیں آتا' آپ نے فرمایا کہ "غیبت اسے کہتے ہیں کہ کسی کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ جب وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو اس سے معلوم ہوا کہ پس پشت ذکر کرنا اور لیکن آپ نے پس پشت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا' کسی کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ جب وہ سنے تو اسے ناگوار ہو' اسے غیبت کہتے ہیں' کتنا جامع کلام ہے۔

سبحان اللہ! کلام کی بلاغت اور جامعیت آپ پر ختم ہوگئی' نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے مضامین مختصر الفاظ میں بیان کرنے کا معجزہ رکھا ہوا ہے' وہ دور بھی ایسا تھا ابوالحکم موجود تھا یعنی ابوجہل' اس کو بڑا ہیضہ تھا اس بات کا کہ پورے عرب میں نہ میرے جیسا کوئی فصیح ہے نہ بلیغ' لیکن جہاں آپ کے کلمات اس نے سنے تو بے تاب ہو کر رہ گیا' بظاہر تو وہ مخالفت کرتا تھا لیکن رات کو اس وقت تک نہ سوتا تھا

جب تک کہ آپ کی تلاوت نہ سن لیتا' اس کے بغیر اسے نیند نہیں آتی تھی قسمیں کھا کر کہتا تھا کہ یہ غیبی کلام ہے' خدا کی قسم! یہ کلام بشر کا کلام نہیں ہو سکتا' اتنا اعتراف کفار میں بھی تھا' لیکن تحاسد نے برباد کردیا' اہل خاندان کو تحاسد نے برباد کردیا کہ نبوت و رسالت اور امامت ہر چیز آپ ہی کو کیوں نصیب ہوئی لیکن یہ تو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے عطا تھی۔

عزیزان من! غیبت بہت خطرناک گناہ ہے' کتنا خطرناک ہے؟ آپ نے فرمایا **الغیبۃ اشد من الزنا** یہ زنا سے زیادہ برا ہے' بدکاری سے زیادہ سخت ہے' کس لئے؟ توبہ! توبہ! کبھی بھی وہ حرکت کسی سے بھی نہ ہو اگر کسی سے ہو جاتی ہے تو شرمندگی اس پر غالب آجاتی ہے' وہ جلدی شرمسار ہوتا ہے' نادم ہو جاتا ہے اور توبہ کرلیتا ہے' لیکن اس غیبت کرنے والے کو توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی' کیونکہ اس کو احساس ہی نہیں کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔

جالینوس سے کسی نے پوچھا' سب سے خطرناک مرض کون سا ہے؟ شیخ جالینوس نے اپنے شاگردوں کو دوران درس بتلایا' وہ لیکچر دے رہے تھے کہ سب سے خطرناک مرض وہ ہے جس کا احساس نہ ہو' حکیم جالینوس نے کہا مرض کتنا ہی خطرناک ہو' اگر احساس ہو جائے تو پھر وہ مرض مرض نہیں رہتا اور قابو میں آجاتا ہے' ٹھیک ہو جاتا ہے یہاں بھی یہی بات ہے کہ غیبت کا رذیلہ اور غیبت کا جو مرض ہے اس کا احساس نہیں ہوتا' جب

احساس نہیں ہے تو بندہ توبہ بھی جلدی نہیں کرتا' صحابہ نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم وہ بات کریں جو اس میں نہیں' یعنی یہ تو وہ بات ہے جو واقعی اس میں موجود ہے' صرف اس کو نقل کیا گیا ہے' اس پر آپ نے فرمایا اگر وہ بات کہی جو اس میں نہیں تو یہ تہمت ہے۔

اباجی رحمتہ اللہ علیہ نے تین روایتوں کو ملا کر بیان فرمایا' سبحان اللہ! غیبت زنا سے زیادہ بری ہے' تہمت غیبت سے زیادہ بری ہے' اور ایک روایت اور لائے تھے فرمایا اس کو شامل کرو' اور بدگمانی تہمت سے زیادہ بری ہے' توبہ! توبہ!

غیبت زنا سے زیادہ بری ہے اور تہمت غیبت سے زیادہ بری ہے اور بدگمانی تہمت سے بھی زیادہ بری ہے۔

بدگمانی و بدزبانی

جب بندہ کسی کی جانب سے بدگمان ہوتا ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ بدگمان ہونا یا بدگمانی کے کلمات زبان پر لانا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ انتہائی جھوٹ ہے' یہ انتہائی جھوٹ ہے توبہ! توبہ! اور گمان سے بہت بچنا چاہئے' دوسرے کی جانب سے خیالات لانا' اس سے بہت بچنا چاہئے' دو آدمی بات کر رہے ہیں اور یہ خواہ مخواہ خیالات پکا رہا

ہے کہ میرے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے' بہت بری بات ہے' میرے عزیز! ایسا کبھی مت سوچ' اس طرف ذہن نہ لے جا ورنہ تیرا نقصان ہوگا اور نہ تو کسی کے بارے میں سراغ لگا' اور یہ سراغ رسانی کا محکمہ شریعت نے حکومت کے حوالے کیا ہے' عوام کے حوالے نہیں کیا' عوام کو حق نہیں کہ کسی کا سراغ لگائیں' حکومت کو حق دیا ہے شریعت نے' بے شک مملکت کے نظم و نسق کے لئے اگر وہ یہ معلوم کرنا چاہے کہ کون کس حال میں ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ تو حکومت وقت کو اس کا حق ہے لیکن ہمیں تجسّس کا حق نہیں ہے کہ ہم کسی کی حالت کا سراغ لگائیں' دیکھو نہ بری حالت کا سراغ لگاؤ نہ اچھی حالت کا سراغ لگاؤ یہ آپ کا کام نہیں ہے' جن کا کام ہے ان کو سونپ دیا گیا ہے' آپ کو تو منع کیا گیا ہے کہ تم تجسّس کے قصے میں اور کسی کے بھید کے قصے میں مت پڑو' اچھی حالت کا بھید نکالو نہ بری حالت کا بھید نکالو۔

زبان کی نیکیاں

زبان کی حفاظت کیجئے' ایسی عجیب نعمت ہے' ایسی عجیب و غریب نعمت ہے کہ آپ اس سے بے شمار نیکیاں کما سکتے ہیں' اور نیکیوں کے بڑے بڑے ذخیرے اور خزانے آپ آخرت کے لئے جمع کر سکتے ہیں' لیکن..... اگر ایسی

بے احتیاطی برتی کہ جن بے احتیاطیوں میں سے دو چار عرض کی گئی ہیں' تو نقصان ہوگا' بعض دفعہ انسان خسر الدنیا والآخرۃ (دنیا اور آخرت کا خسارہ) ہوجاتا ہے' اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

خاموشی

آپ اس زبان کے ذریعے کیا کریں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اے ابو ذر میں تجھے دو باتیں بتلاؤں' وہ دو باتیں بندے پر بڑی ہلکی ہیں' کوئی ان کا بوجھ نہیں اور اگر عمل کرلے تو میزان عمل میں بہت بھاری ہیں اور چاہئے بھی یہی کہ میزان عمل میں ہمارے نیکیوں کے پلڑے کے اندر وزن بڑھے' ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے' آپ بیان کرنے ہی والے تھے' اپنی طلب کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دو باتیں ضرور بتلایئے' وہ دو باتیں کون سی ہیں؟ جو انسان پر تو ہلکی' نیکیوں کے پلڑے میں بہت بھاری ہیں' آپ نے فرمایا : بندے کی خوش اخلاقی اور لمبا سکوت' بندے کی خوش اخلاقی اور طول صمت آپ نے فرمایا یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ بندے کا اس کے کرنے پر کیا لگتا ہے' خوش اخلاقی میں طبیعت انسان کی چلتی ہے' اور لمبے سکوت میں کیا خرچ کرنا پڑا؟ کیا محنت کرنا پڑی؟ بلکہ تعب سے بولنے کی محنت اٹھانے سے اور مشقت

اٹھانے سے بچا' فرمایا یہ دو باتیں ایسی ہیں ابوذر! بندے پر بہت ہلکی اور نیکیوں والے پلڑے میں' میزان عمل میں بہت بھاری ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں خوش اخلاقی کی توفیق عطا فرمائے۔

خوش اخلاقی

میرے اباجی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے' اہل ایمان میں سب سے بہتر مومن وہ ہے جو خوش اخلاق ہو اور خوش اخلاقی کے اندر زبان کے استعمال کا دخل بہت زیادہ ہے' اس کو یاد رکھنا' اور جب یہ بگڑتی ہے تو ساری خوش اخلاقی اور خاطرمدارات سب دھرے رہ جاتے ہیں' حضرت فرمایا کرتے تھے : اہل ایمان میں سب سے بہتر مومن وہ ہے جو خوش اخلاق ہو' اور خوش اخلاق مومنین میں سب سے بہتر مومن وہ ہے جس کا رویہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بہتر ہو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے' میاں بیوی کے تعلقات بہت بہتر رہنا چاہئیں' انشاء اللہ اس کا نتیجہ بہت عمدگی کے ساتھ آپ کو کہاں نظر آئے گا؟ بچوں کی تربیت میں نظر آئے گا' بچے بے ڈھنگے ہوں کوئی سلیقہ نہ ہو' کوئی شعور نہ ہو اور یہ بے ڈھنگا پن بہت زیادہ ہو تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ پچیس فیصد' پچاس فیصد اور کہیں پچھتر فیصد میاں بیوی کے تعلقات بگڑے ہوئے ہیں' ورنہ دونوں کے تعلقات بہتر ہوتے

اور بچوں کی تربیت کے لئے اپنے مربّی کے مشورے سے کوئی حکمت عملی طے کرلیتے' انشاء اللہ بچوں میں بگاڑ نہ آتا' آج بھی اس کا موقع ہے' میرے حضرت شوہر کی بداخلاقی پر فرمایا کرتے تھے کہ آج کے میاں' میاؤں ہیں میاؤں! اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

ایک عالم نے اباجی سے کہا ان کے بارے میں مجھے سب معلوم ہے کہ کون تھے' ڈرتے ڈرتے آپ حضرات کے فائدے کے لئے عرض کررہا ہوں اور تاکہ مجھے بھی نصیحت رہے" اباجی سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے آپ مجھے زن مرید بنانا چاہتے ہیں "کہا تو ادب سے" اباجی نے فرمایا : مولانا! اگر زن مرید بن کر بھی گھر چل جائے تو بسا غنیمت ہے' لیکن اس بات کو انہوں نے لیا نہیں' گھر برباد ہوگیا' پاکستان کے نوعمر عالم ہیں ان کا گھر برباد ہوگیا اور انہوں نے یہ بات ہمیں خود سنائی' یہ بات مجھے اباجی سے نہیں پہنچی بلکہ ان عالم صاحب نے یہ بات مجھے خود سنائی' خط میں لکھی اب مجھ سے پوچھتے ہیں' اس کا حل کیا ہے؟ میٹھا حل بتاؤ؟ جب تم نے میرے محبوب کی بات کی قدر نہ کی اور قدر شناس نہ نکلے' اب مجھ سے پوچھتے ہیں اس کا حل کیا ہے؟ گھر برباد کرنے کے بعد۔

حضرت نے بڑی حکیمانہ اور مربیانہ بات فرمائی کہ زن مرید بن کر بھی گھر بسا رہے تو بسا غنیمت ہے' اور حقیقت یہی ہے آپ اپنے آپ کو سونا کرلیجئے' صاحب نسبت بنا لیجئے' اللہ کے مقبول کی تعلیم کی برکت سے اور

تربیت کے فیضان سے آپ اللہ کے ولی بن جایئے پھر دیکھئے گھر میں انقلاب آتا ہے یا نہیں؟ انقلاب' تبدیلی منتظر ہے اس بات کی کہ آپ اپنے اندر تبدیلی لائیں۔

میرے حضرت نے ایک عجیب بات فرمائی کہ اگر انسان گھر کی چار دیواری کے اندر معمولات کا اہتمام کرے' احکام کی پابندی کرے اور معاصی کو بالکلیہ چھوڑ دے' صبح کو جلدی اٹھا کرے' معمولات کی پابندی کرے' زیادہ کہنے سننے کی نوبت نہیں آئے گی' گھر میں انقلاب آجائے گا' فرمایا : میری بات مان لو' اب میں آخر میں کہتا ہوں حضرت نے فرمایا : کہ مجھ تجربہ کار بڈھے کی تمہیں ہمیشہ ضرورت محسوس ہوگی' یہ فرما گئے میری بات مان لو' میری ضرورت میرے تجربات کی ضرورت ہمیشہ محسوس ہوگی' معمولات کی پابندی کرو' صبح کو جلدی اٹھو' انشاء اللہ تعالیٰ گھر میں انقلاب آجائے گا۔

گھر میں بگاڑ کے کئی سبب ہیں' اس بگاڑ کے اسباب میں سے ابا جی ایک سبب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ صبح کی نماز کو خراب کرنا اور دیر سے اٹھنا' اس وجہ سے بھی گھر کی اصلاح میں تاخیر ہوتی ہے' آپ یقین جانیئے' تہجد کی نماز مانا کہ نفل ہے' آپ گھر میں تہجد پڑھنا شروع کردیجئے' چند دن کے بعد ہی بیوی بچے متاثر ہوجاتے ہیں گھر والی بہت پیار سے کہتی ہے کہ منا کے ابا بہت رات کو اٹھتے ہیں' رات کو عبادت کرتے ہیں' ترس کھانے لگتی ہے'

وقت پر ناشتہ دینے لگتی ہے' ضروریات کا خیال کرنے لگتی ہے' ارے کہا سنا کچھ بھی نہیں' اپنے اخلاق کی حفاظت کرو' یاد رکھو! اگر اخلاق کی حفاظت ہوگی تو وہ زبان کی حفاظت سے ہوگی' اخلاق کا تحفظ اگر ہو سکتا ہے تو وہ حفظ لسان سے ہوگا۔

یحییٰ ابن اکثم رحمتہ اللہ علیہ امام بخاریؒ کے استاد' خلیفہ ہارون الرشید کے محل میں تھے' خلیفہ ہارون الرشید نے غلام سپاہی سے پانی مانگا' غلام نے پلٹ کر کہا کیا لگا رکھا ہے یا غلام' یا غلام رات کو بھی چین نہیں لینے دیتے' خلیفہ ہارون الرشید اٹھے اور اٹھ کر پانی پیا' یحییٰ ابن اکثم یہ ماجرا دیکھ رہے تھے' حضرت نے صبح کو کہا یا امیرالمومنین! آپ اپنے غلام کی بھی تو اصلاح کیجئے اس کو سدھاریئے' یعنی اتنا بے لگام کہ رات کو پانی بھی نہیں دیا اور اس طرح جواب دیا ہے آپ نے کچھ بھی نہیں کہا' اٹھ کر پانی لے لیا' آپ کی تواضع کی بات ہے لیکن اس کو بھی تو سدھاریئے ہارون الرشید نے بڑا عارفانہ جواب دیا' حضرت میں سب سمجھتا ہوں میں جس طرح آپ فرما رہے ہیں اس طرح اس کو سدھار سکتا ہوں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ ہارون الرشید کے اخلاق متاثر ہوجائیں گے اور اس کے نتیجے میں رعیت پر زیادتی ہوجائے گی' میں نہیں چاہتا کہ معمولی معمولی تکالیف کی بناء پر میرے اخلاق متاثر ہوں' چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھوں اور اپنے اخلاق کو خراب کروں' عوام کے حقوق کو پامال کروں' میں اس چیز کو گوارا

نہیں کرتا' لہٰذا میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ کر اپنے اخلاق کی حفاظت کرتا ہوں' اگر میرے اخلاق خراب ہوگئے تو رعیت پریشان ہوجائے گی' کیسی عجیب بات فرمائی' ہمارے کئی بزرگوں نے اپنے مواعظ کے اندر اس حکایت کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

عزیزان من! زبان کی حفاظت کیجئے' اور زبان کے ذریعے جو معاصی کا صدور ہے' ان کو ترک کیجئے' چاہے اس میں آپ کو تکلیف اٹھانا پڑے' اللہ کے مقبولوں نے زبان کی حفاظت کے لئے بے حد کوشش کی ہے' مجدد تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے محبوب خلیفہ خواجہ صاحب سے کہا کہ چھ مہینے تک شعر آپ کی زبان پر نہیں آنا چاہئے' اباجی فرمایا کرتے تھے دستی ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی' وہ چھوٹا رومال جو جیب میں رکھتے ہیں ہاتھ یا ناک صاف کرنے کیلئے' اباجی اس کو دستی فرمایا کرتے تھے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ دستی خواجہ صاحب کے ہاتھ میں ہے اور زبان کو پکڑا ہوا ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ طبیعت کچھ مائل ہورہی تھی اشعار کے گنگنانے کی طرف کہیں شیخ کے ارشاد کی خلاف ورزی نہ ہوجائے' لہٰذا میں اس چھوٹے رومال سے زبان کو تھامے ہوئے ہوں کہ زبان سے کوئی شعر نہ نکل جائے' دیکھا! کیسے کیسے اللہ کے مقبول ہوتے ہیں اپنے بڑوں کی بات پر عمل کرنے والے۔

زبان کی حفاظت کے دو گر

اب یہ مسئلہ ہے کہ زبان کی حفاظت فرض ہے لیکن کس طرح کی جائے' اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیں تو مسئلہ بالکل آسان ہے جتنے بھی اعمال ہمیں کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جتنے بھی احکام کا ہمیں پابند بنایا گیا ہے' وہ سب اختیاری ہیں ان میں کوئی غیر اختیاری نہیں بس دو باتیں اختیار کرنا ہیں' معاصی ترک کرنے کے بعد اور پھر چاہے گناہوں کے ترک کرنے میں تکلیف ہو' بہت بڑی تکلیف کا تصور کرلو ویسے تکلیف ہوگی نہیں لیکن انشاء اللہ اگر تکلیف آئی تو ثواب پاؤ گے' میرے حضرت نے فرمایا دو باتیں اختیار کرلو' انشاء اللہ مطلوب درجے کی حفظ لسان آپ کو حاصل ہو جائے گی' زبان کی حفاظت جس درجے کی چاہئے اس درجے کی حاصل ہو جائے گی' ان دو باتوں میں پہلی بات یہ ہے

ذکر کی کثرت

قرآن مجید کی تلاوت کی کثرت ذکر اللہ کی کثرت اور اچھے کلمات کی کثرت زبان پر جاری کرو پس پہلی چیز یہ ہے کہ ذکر کو اختیار کرو' تلاوت بھی

اس میں آگئی، کلمات طیبات بھی آگئے، آپ کی زبان پر اللہ کا ذکر ہونا چاہئے، ذکر کی کثرت ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی طبیعتیں ذکر اللہ سے مانوس ہیں، خدا کی قسم بڑے خوش نصیب ہیں، اہل قسمت ہیں جو ذکر کے عادی ہیں، اور کثرت ذکر کے عادی ہیں بڑے نصیب والے ہیں وہ اپنے درجات وہاں جا کر دیکھیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے : آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اہل جنت کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی، کوئی حسرت نہیں ہوگی، اگر حسرت ہوگی تو ان اوقات پر ہوگی اور ان نشستوں پر ہوگی کہ جن اوقات میں اور جن نشستوں میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا، جب جنت کے درجات دیکھیں گے اس وقت خیال آئے گا کہ وہ وقت جو ہم بغیر ذکر کے گزار کر آئے ہیں وہ بھی اگر ذکر کے ساتھ گزار کر آتے تو نہ معلوم ہمارے درجات کتنے اور زیادہ ہوتے زبان کی حفاظت کے لئے دو باتیں فرما گئے، ایک یہ کہ اپنی زبان پر اللہ کے ذکر کو جاری کرو، اللہ کا ذکر تمہاری زبان پر جاری رہے اور تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔

پہلے تول پھر بول

دوسری بات یہ فرمائی، اور وہ بھی بہت آسان ہے، میرے محبوب

فرما گئے' جو کچھ بولا کرو تو سوچ کر بولا کرو' جو کچھ بولا کرو تو سوچ کر بولا کرو' حضرت کے ہاں لمبی لمبی تفصیلات نہیں تھیں' بڑے کام کی مختصر اور پتے کی بات بتا جاتے تھے' لہٰذا بے شمار گر دے گئے' اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے' اپنی شایان شان اور اعلیٰ علیین کے اندر ہمیشہ' ہمیشہ ان کے درجات بلند ہی کرتا رہے' کتنا بڑا مسئلہ اور اس کا حل صرف دو باتیں' پہلی بات تو یہ ہے کہ زبان پر اللہ کا ذکر رہے دوسری بات یہ ہے ہم بولنے سے منع نہیں کرتے لیکن سوچ کر بولا کرو' کاروباری گفتگو' معاملاتی گفتگو تجارتی گفتگو جائز گفتگو بالکل کرنے کی اجازت ہے بولئے' آپ اپنے سودے کے اوصاف بیان کیجئے گاہک کی جائز تسلی کے لئے منع نہیں کیا جاتا لیکن بولنے سے پہلے سوچ لیجئے آیا میرا یہ بولنا ضروری ہے یا غیر ضروری؟

حضرت فرماتے تھے کہ اکابرین نے لکھا ہے کہ گفتگو تین طرح کی ہے' (۱) مفید' (۲) بالکل اس کے برعکس غیر مفید یعنی مضر' (۳) نہ مفید نہ مضر۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں' بندے کی تحقیق یہ ہے کہ درجے دو ہی ہیں' نہ مفید نہ مضر والی قسم یہ نکال دو' لایعنی کام سے بچنا چاہئے' بے فائدہ کلام اور بے فائدہ کام یہ مومن کرے' یہ مومن کی شان کے خلاف ہے' لہٰذا مضر کے کھاتے میں اسے ڈالو' اس مسیح زمان کی تحقیق یہ ہے کہ باتیں تین نہیں بلکہ دو ہیں یا کلام مفید ہوگا یا مضر بیچ میں تیسری قسم نہیں' آخر میں یہ فرما گئے' اور بولنے سے پہلے سوچ لے یہ کلام میرا مفید ہے یا مضر ہے؟ اگر مضر ہے تو

عقل انسانی کا دارالافتاء بھی یہ فتویٰ صادر کرتا ہے کہ ضرر رساں سے بچنا چاہئے' دنیا کا کوئی انسان' عالم ہو یا عامی ہو کسی طبقے کا ہو' کسی درجے کا ہو اسے مضرت پسند نہیں کس کا جی چاہتا ہے کہ ہمارا نقصان ہو؟ ذات باری تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر جلب منفعت اور دفع مضرت کی صلاحیت جِبلّی طور پر رکھی ہے وہ اپنے نفع کا خواہش مند ہے' نفع حاصل کرنا چاہتا ہے' نقصان سے بچنا چاہتا ہے' نقصان سے بھاگنا چاہتا ہے' اپنے آپ کو نقصان سے بچانا چاہتا ہے' فرمایا کرتے تھے سوچ کر بولو' بس یہ دیکھ لو کہ یہ کلمہ مفید ہے یا مضر؟ اگر مضر ہے مت بولو کوئی آپ کو مجبور نہیں کرے گا' گردن پکڑ کے نہیں بلوائے گا' زبان نہیں کھینچے گا اور یہ تو ویسے بھی بتیس محافظین کے بیچ میں ہے مل کر زبان سے درخواست کرتے ہیں' اللہ کی بندی دن نکل آیا ہے تمہارا اگر ایسا ویسا استعمال ہو گیا تو تمہیں تو چوٹ لگے گی نہیں ہمارے ہاتھ پیر تڑوا دو گی' لہٰذا ہماری درخواست یہ ہے کہ مہربانی کرکے ذرا احتیاط کے ساتھ گفتگو کرنا یہ زبان مؤنث ہے بیچاری عورت ہے کیوں ڈرتے ہو اس سے' تم مرد ہو یہ عورت ہے"

پہلی بات کیا ہے؟ کہ آدمی ذکر کثیر کا عادی ہو' اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے' دوسری بات یہ ہے کہ سوچ کر بولے اگر سوچنے میں یہ بات آتی ہے کہ یہ کلام مضر ہے نہ بولے' مفید ہے ضرور بولے' اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے مضر کلام سے بچائے اور مفید کلام کی توفیق دے' اور دیکھنا اعتدال

کو سامنے رکھنا' بعض دفعہ کثرت کلام کے اندر بھی بے احتیاطی ہو جاتی ہے' جیسے بہت بڑھیا کھانا ہو اور بہت زیادہ کھا لیا جائے' تو طبیعت بگڑتی ہے یا نہیں بگڑتی؟ یا بڑھیا کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ بے حساب کھائے جاؤ' کھائے جاؤ' کھائے جاؤ ہاتھ رکتے ہی نہیں ہیں' جس طرح بہت بڑھیا کھانا بہت زیادہ کھانا اس سے مضرت کی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں' بہت اچھا کلام' بہت اچھی باتیں بھی بہت زیادہ حد اعتدال سے خارج ہوتی جائیں تو ان سے بھی بسا اوقات بے احتیاطی کی نوبت آجاتی ہے' ابا جی فرمایا کرتے تھے پہلے تول بعد میں بول۔

زبان کئی نعمتوں کا مجموعہ

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے' دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہم سب کی زبانوں کی حفاظت فرمائے' بہت بڑی نعمت اللہ نے عطا فرمائی ہے یہ نعمت اللہ نے بخشی ہے' اللہ نے دی ہے' زبان گونگے کی بھی ہوتی ہے لیکن گویائی نہیں ہوتی' کیا زبان گونگے کی نہیں ہوتی؟ زبان گونگے کی ہوتی ہے لیکن گویائی نہیں ہوتی' ایک ایک نعمت میں کئی کئی نعمتیں رکھی ہیں۔

آج سے تقریباً" تیس سال پہلے کی بات ہے کہ جنوبی افریقہ کا ایک سیٹھ تھا' مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے وہ ملا تھا'

مولانا ہمارے گھر تشریف لاتے تھے' مولانا فرماتے تھے کہ اس کی زبان کے اندر سے صلاحیت ذائقہ ختم ہو چکی تھی' وہ امریکہ تک بھی علاج کے لئے گیا' وہ جو چیز بھی کھاتا تھا بقول مولانا کے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کاغذ چبا رہا ہو خواہ بریانی ہو' کوفتے ہوں' بھنا ہوا گوشت ہو یا شاہی ٹکڑے ہوں' اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں ماشاء اللہ آپ حضرات کے دسترخوان پر ہیں' ہماری حیثیت سے بہت زیادہ نعمتیں ہیں' اللہ نے بڑی نعمتوں سے آپ کو نوازا ہے' ہمیشہ ان نعمتوں میں ترقی ہوتی رہے اور شکر کے ساتھ اور اپنے کو غلام سمجھ کر آپ یہ نعمتیں برتتے رہیں' اور آپ کے کشادہ دسترخوان ہمیشہ جاری رہیں اور اس مملکت کے اندر جو آپ کے بزرگوں نے اکابر کو بلانے کا اہتمام کیا ہے اور مثالی دین داری کی داغ بیل ڈالی' میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان نسل میں بھی وہ مثالی دین داری کا سلسلہ جاری رکھیں' اس ملک کی مسجدیں' مدرسے' خانقاہیں' علماء ہمیشہ آباد رہیں' دینی جماعتیں ہمیشہ آباد رہیں' انفرادی کوشش ہو یا اجتماعی کوشش ہو مجھ مسافر کی دعا ہے یا اللہ سب کی کوششوں کو بار آور فرما اور اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما۔

دیکھا زبان کتنی بڑی نعمت ہے' خالی بولنے کے کام نہیں آتی' آپ زبان پر کوئی چیز رکھیں فوراً اس کو ادراک ہوتا ہے کہ یہ کھٹی ہے' میٹھی ہے' پھیکی ہے' گرم ہے' ٹھنڈی ہے' ساؤتھ افریقہ کے سیٹھ تھے اس زمانے

میں، نام مجھے معلوم نہیں، مولانا اس کے راوی ہیں وہ کہتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ جو بھی چیز کھاتا ہوں جیسے کاغذ چبا رہا ہوں، میں نے امریکہ کے اندر جا کر کوشش کی کہ میری زبان کی یہ کیفیت درست ہو جائے لیکن کوئی علاج کارگر نہیں ہوا اس نعمت کا شکر کیجئے (الحمدللہ)

جدید تحقیق یہ ہے کہ ۱۴ کروڑ خلیئے زبان کے اب تک شمار کئے جا چکے ہیں، یہ جو زبان پر دانے سے ہیں، یہ خلیئے شمار کئے جا چکے ہیں، لیکن گنتی ابھی ناقص ہے نامکمل ہے، ان خلیوں میں اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ دل و دماغ کو فوراً" سمجھاتے ہیں کہ یہ چیز ٹھنڈی ہے یا گرم ہے، کھٹی ہے یا میٹھی ہے یا پھیکی ہے یا کیسی ہے اور بدبودار ہے یا خوشبودار ہے

شکر نعمت

زبان بڑی نعمت ہے اس کی قدر کیجئے، اس کی حفاظت کیجئے اور اس نعمت کے استعمال کا یہ اصول ہے کہ نعمت دینے والے کی منشاء کے مطابق استعمال کی جائے، کبھی اس کی مرضی کے خلاف استعمال نہ کیجئے، ورنہ حساب ہوگا اور زبان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ خاص طور پر حساب ہوگا، باہمی گفتگو کے اندر بھی اختصار کیجئے، آپ کی زندگی بہت طویل

زندگی نہیں ہے بلکہ مختصر زندگی ہے' مختصر زندگی والے کو مختصر کلام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فہم وبصیرت، فہم سلیم، عقل مستقیم ہم سب کو عطا فرمائے اور اس بات کی توفیق دے کہ ہم مضر کلام کو چھوڑ دیں' یہ عقل مندی کی بات ہے' مفید کلام کو اپنائیں اور اس میں بھی اعتدال کو قائم کریں' مولانا! انشاء اللہ آپ اللہ کے لئے بے کلامی اختیار کریں گے تو خدا کی قسم وہ الہام کے ذریعے آپ کے مطالب اور مقاصد لوگوں کے قلوب میں القاء کر دیں گے' زبان کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں اصل مسئلہ دل کا ہے۔

زبان کی حفاظت' ایمان کی حفاظت

میرے حضرت سے کسی نے کہا کہ بات کا بالکل اثر نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا : آسان سی بات ہے زبان بند کر دل کھل جائے گا' دل کھولنے کی ایک ہی ترکیب ہے' زبان بند کر دل کھل جائے گا' میرے محبوب جیسا بھی کسی کا محبوب ہے! ہائے مسیح اللہ! روئے زمین پر تیرے جیسا کوئی انسان نہیں تھا! جس کا بولنا قال اللہ' قال الرسول اور قال الشیخ تھا کوئی اور گفتگو نہیں کرتے تھے اور میں نے خود ان کانوں سے سنا حضرت نے فرمایا میں جب بولا پچھتایا' حضرت سے محبت رکھنے والو! آپ کے ملک میں پانچ بار وہ ہستی

آئی' میں آپ سے درخواست کروں گا کہ حضرت کی اس نصیحت میں ذرا غور کریں میں جب بولا جب ہی پچھتایا' جس کا بولنا قال اللہ تھا' قال الرسول تھا' قال الشیخ تھا اور کوئی بات نہیں تھی' بار بار یہ فرماتے تھے' میرے حضرت فرما رہے ہیں' میرے حضرت فرما رہے ہیں' میرے حضرت فرما رہے ہیں یہ انداز مبارک تھا لیکن کیا فرما گئے میں جب بولا' جب ہی پچھتایا' ہم جتنا بولتے ہیں توبہ! اتنا سانڈ ہوتے جاتے ہیں' زبان کی حفاظت کیجئے۔

میں آخر میں ایک بات بڑے وثوق کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ زبان کی حفاظت' یاد رکھئے یہ ایمان کی حفاظت ہے' زبان کی حفاظت' یاد رکھئے میرے الفاظ کو یہ ایمان کی حفاظت ہے' اور بس دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

طریقِ الٰہی میں سات موانع

مقامِ وعظ

مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۸ء بوقت بعد نمازِ عصر بمقام خانقاہ مسیحیہ کراچی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

توفیق الٰہی اور اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنے حضرت ہی کی تعلیمات اخلاق کی درستی' اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کے لئے پیش کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے مبارک قدموں میں اس ناکارہ کی حاضری اور ملاقات قبول فرمائے۔ آپ حضرات کی برکت سے میرے بگڑے ہوئے اخلاق کو درست فرمائے۔

میرے حضرت نے فرمایا تھا کہ اصاغر' اطفال' متعلقین اور اپنے وقت کے معاصرین ان سب میں رہ کر اپنی اصلاح کا اہتمام کرنا' الحمدللہ گاہے بگاہے حضرت ہی کی باتیں حضرت ہی کی تعلیمات جو خلاصہ ہیں اسلاف امت کی تعلیمات کا قرآن و سنت کی تعلیمات کا ان کو پیش کرنے کی سعادت اور توفیق نصیب ہوتی رہتی ہے اور یہ توفیق میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علامت ہے اس بات کی کہ انشاءاللہ ثم انشاءاللہ بالآخر اصلاح ہو ہی جائے گی۔

سلوک میں جو حضرات لگتے ہیں وہ سالک کہلاتے ہیں ان کے اندر چاہت ہوتی ہے امنگ ہوتی ہے اپنی درستی اور اصلاح کی اللہ تعالیٰ کو چاہنے والے ہوتے ہیں لہٰذا ان کو طالب بھی کہتے ہیں۔ اور سلوک کا

آسان مفہوم صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت اس راستے میں نصیب ہوتی ہے۔ کیا کیا کرنا چاہئے اور کس طرح کامیابی حاصل کرنی چاہئے ترقی کیسے نصیب ہوگی نسبت کیسے حاصل ہوگی محبت کیسے حاصل ہوگی اور کتنا کتنا کام کرنا چاہئے سستی سے بچنا چاہئے چستی کو اختیار کرنا چاہئے تعلیمات پر صدق دل سے تعمیلات کا' امتثال' اتباع اور پیروی کا اہتمام ہونا چاہئے یہ سب باتیں اپنی جگہ پر ہیں لیکن سات باتیں حضرت مسیح الامت نے ایسی بیان فرمائیں جو کامیابی میں رکاوٹیں ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کام بہت آسان ہے اور اس میں کوئی دشواری نہیں ہے صرف اتنی سی بات ہے کہ رکاوٹوں کو دور کردیا جائے اور وہ رکاوٹیں سات ہیں۔ یوں تو جتنے بھی غیر اللہ کے تعلقات ہیں اللہ تعالیٰ کے اغیار کے ساتھ جتنے بھی تعلقات ہیں یہ بھی مانع ہیں۔

فرمایا کہ تعلقات پھر تعلقات ہیں لیکن توقعات تو یہ رہزن سلوک ہیں۔ ارے یہ تو ایسا ہے کہ راستے میں چور ڈاکو آگئے اور انہوں نے لوٹ لیا' تعلقات تو ہوں لیکن توقعات نہ ہوں توقع بالکل نہ ہو ہاں خلاف توقع اگر کوئی بات کسی کی جانب سے پذیرائی اور قدر دانی کی پیش آئے تو اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ اس بیچارے کے ذمہ یہ قدر دانی اور پذیرائی نہیں تھی یہ تو اس کا حسن ظن اور احسان ہے اور نہ میں اس کا مستحق ہوں۔ اور مجموعی طور پر جتنے بھی تعلقات غیر اللہ کے ہیں

مانع اور رکاوٹ ہیں اور پھر ان تعلقات میں توقعات یہ رہزن طریق اور رہزن سلوک ہیں مجموعی طور پر اغیار کے تعلقات پر کوئی اعتماد نہیں کرنا چاہئے' ہاں اکرام' خدمت اور مدارات کا معاملہ وہ ایک الگ بات ہے حضرت نے ان موانع میں سے سات رکاوٹیں چیدہ چیدہ خاص خاص منتخب فرما کر بیان فرمائیں اور بار بار اپنی زندگی مبارکہ میں اسی طرف توجہ دلایا کرتے تھے رکاوٹ دور کردو پھر کام بالکل آسان ہے۔

پہلا مانع : سنت کی مخالفت کرنا

ان سات موانع میں سے جو پہلی رکاوٹ ہے وہ سنت کی مخالفت ہے' کسی بھی اعتبار سے سنت کی مخالفت نہ ہو کیونکہ اتباع سنت کا ثمرہ محبوبیت ہے اور محبوبیت حاصل ہوگی سنت کی تابعداری سے اتباع سے اور جب اتباع کی بجائے سنت کی مخالفت ہو تو آپ خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتنا نقصان ہوگا' تو سنت کی مخالفت سے بچنا چاہئے اور اس قدر سنت کی مخالفت ہوگئی ہے کہ بعض لوگ تو خلاف سنت کاموں کے مجموعہ کو تصوف سمجھنے لگتے ہیں' اتنا بگاڑ آگیا اتنا بگاڑ آگیا کہ رسوم وبدعات کا نام تصوف رکھ لیا گیا

حالانکہ تصوف نام ہے تصفیہ باطن اور اندر کی صفائی کا' اور تصوف امر فطری ہے' آسان سی بات ہے' ارے بھئی آپ کپڑوں کی صفائی پسند

کرتے ہیں بستر کی صفائی پسند کرتے ہیں' صاف برتن پسند کرتے ہیں' صاف گھر پسند کرتے ہیں' باتھ روم صاف چاہئے آپ کو ٹائلٹ صاف چاہئے کراکری صاف چاہئے' فرنیچر صاف چاہئے' کپڑوں کی استری عمدہ ہو اور کپڑے پاک صاف ہوں جب اتنی صفائیاں آپ کو پسند ہیں تو ماشاء اللہ آپ صفائی پسند ہیں' ان ہی صفائیوں میں ایک صفائی کا اور اضافہ کرلیجئے کہ دل بھی صاف ہو آپ کی روح اور باطن بھی صاف ہو آسان سی بات ہے یہ وصف آپ کے اندر کہ آپ صفائی پسند ہیں واقعی قابل تعریف ہے' لیکن جتنی صفائی آپ پسند کرتے ہیں اس پر بس نہ کیجئے ایک اور صفائی کا اضافہ کرلیجئے کہ جس طرح جسم صاف ہو' بدن صاف ہو' کپڑے صاف ہوں وغیرہ وغیرہ اندر کی روح اور قلب اور باطن بھی صاف ہو بس اس کا نام تصوف ہے۔

تصوف کسی ہوے کا نام نہیں ہے بلکہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تصوف حلوے کا نام ہے اور اس کے بغیر پتہ نہیں لوگ کس طرح زندگی گزارتے ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا اور قرآن سے عملاً دوری ہو جائے گی' قرآن کے حروف رہ جائیں گے الہٰی توبہ توبہ! ہمارے اکابر نے بہت محنت کی ہے اور اس طریق کو بے غبار کردیا ہے' حکیم الامت مجدد الملت محی السنتہ

جدامجد مرشدنا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بحمد اللہ طریق کو ایسا بے غبار کرکے جارہا ہوں کہ اب کوئی پیر مرید کو دھوکہ نہیں دے سکتا اور بحمد اللہ طریق جو صدیوں سے غبار آلود تھا ایسا بے غبار کرکے جارہا ہوں کہ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ امام مہدی تک یہی تحریرات چلتی رہیں گی بس ان کے آنے پر اس وقت کی ضرورت سے کچھ تحریری کام کرنا ہوگا' تو اللہ کا شکر ہے ہمیں بہت شفاف طریق ملا ہے مجدد تھانوی ؒ کی برکت سے اپنے اکابر کی برکت سے چھنا چھنایا صاف شفاف ملا ہے اور اس پر ہم جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے اللہ کا شکر ہے کہ الحمدللہ ہمارے یہاں جو معیار ہے وہ اتباع سنت ہے۔

میرے حضرت سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں ذرا ذرا سے بچوں پر آثار نسبت جلدی ظاہر ہوجاتے ہیں یہ کیا بات ہے؟ حضرت مسیح الامت ؒ نے حضرت مسیح الوقت نے اس کا جواب دیا فرمایا اتباع سنت اور حضرت حاجی صاحب کی برکت ہے جی ہاں! اپنے دادا پیر حضرت حاجی صاحب کا ذکر فرمایا' لوگ حیرت میں پڑجاتے تھے کہ ابھی مبتدی اور متوسط طلباء ہیں لیکن نسبت کے آثار ان پر نمایاں ہیں اور یہی ہوا کہ ادھر وہ فارغ التحصیل ہوئے نصاب کی تکمیل کی ادھر حضرت والا نے اجازت بیعت اور خرقہ خلافت سے نوازا اور ایسے بہت سے حضرات حضرت کے یہاں تیار ہوئے کہ ان کے اوپر نسبت کے آثار جلد ظاہر ہوگئے' حضرت کی دعا و توجہ کا بھی

بہت اثر تھا لیکن حضرت نے فرمایا کہ اتباع سنت اور حضرت حاجی صاحب کی برکت ہے۔

سبحان اللہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید الطائفہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرۂ العزیز نے اپنے آپ کو ایسا ہٹایا ایسا مٹایا ہے اتنا بے مثال اپنے آپ کو مٹایا ہے کہ حضرت فرمایا کرتے تھے اب مٹانے پر زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی' حضرت حاجی صاحب کی تواضع کا باطن' سالکین طریق اور طالبین سلسلہ کے باطن میں کارفرما رہے گا ان کی برکت سے جلد جلد تواضع نصیب ہوتی رہے گی۔

بس ایک بات نہ ہو باقی کام بنا بنایا ہے یعنی خود رائی نہ ہو باقی کام بنا ہوا ہے ایسی عجیب بات کھول کر فرما گئے کہ حضرت حاجی صاحب ایسی تواضع فرما گئے ہیں حضرت نے ایسے مجاہدات کئے ہیں کہ اب ایسا مجاہدہ دولت باطن کے حاصل کرنے میں کسی کو اختیار نہ کرنا پڑے گا' بس ایک خود رائی رائی کے برابر نہ ہو' آہ...... اس خود رائی کے مضرات بہت زیادہ ہیں' تو ان سات رکاوٹوں میں سے پہلی رکاوٹ سنت کی مخالفت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے' نہ باطن میں سنت کی مخالفت ہو نہ ظاہر میں سنت کی مخالفت ہو' نہ معاشرت میں سنت کی مخالفت ہو نہ اخلاق میں سنت کی مخالفت ہو نہ معاملات و عبادات اور عقائد میں سنت کی مخالفت ہو۔

اور اتباع سنت صرف یہ نہیں کہ کھانا اس طرح کھالیا پانی اس طرح

پی لیا بستر پر اس طرح لیٹ گئے یاد رکھئے عقائد میں بھی سنتیں ہیں' عبادات میں بھی سنتیں ہیں معاملات میں بھی سنتیں ہیں' معاشرت میں بھی سنتیں ہیں اور اخلاقیات میں بھی سنتیں ہیں دین کے تمام شعبوں میں اور زندگی کے تمام گوشوں میں اتباع سنت کی عادت ہوجائے یا اللہ ہمیں اتباع سنت نصیب فرما۔

حضرت عارفی قدس سرہ (حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحبؒ) کا مطب رابسن روڈ پر تھا بندہ حاضر ہوا کرتا تھا' ظہر کی نماز حضرت مسجد باب الاسلام میں پڑھتے تھے جو آرام باغ میں ہے' تو گرمی کے زمانے میں بعد ظہر پانی پینے کا معمول تھا گھڑا سائے میں رکھا ہوا تھا اور پانی پینے والا جو پانی پیتا تھا وہ جگہ دھوپ میں ہوتی تھی' بلکہ فرش تپا ہوا ہوتا تھا یہ اس وقت کی بات ہے اب تو معلوم نہیں کیا تبدیلی تعمیرات میں آئی اور آتی رہتی ہے مادی چیزیں ہیں تغیرات لازم ہیں حضرت کبھی کبھی پانی پی لیتے تھے' ایک روز حضرت نے تھوڑا سا پانی لیا اس گھڑے سے اور وہیں دھوپ میں تپتے ہوئے فرش پر بیٹھ کر دائیں ہاتھ سے تین سانس میں پیا ایک سادہ سے صوفی صاحب وہاں رہا کرتے تھے انہوں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے یہ کیا کیا تو حضرت نے کوئی لمبی چوڑی بات نہیں فرمائی بس اتنی سی بات فرمائی کہ اس طرح پانی پینے کی عادت ہوگئی ہے اور یہ فرما کر حضرت مطب اور مطب سے پاپوش نگر گھر چلے گئے۔

دوسرے دن جب حضرت تشریف لائے تو وہ بیچارے حضرت کے مطب کے چکر کاٹ رہے تھے اور ان پر ایک حال طاری تھا کہ اس طرح پانی پینے کی عادت ہوگئی ہے یہ کہتے جاتے تھے اور پھر خود ہی ساتھ ساتھ جواب دیتے تھے ارے کاہے کی عادت ہوگئی ہے اتباع سنت کی عادت ہوگئی ہے ان پر ایک حال طاری تھا یہ حالت تھی کہ سر دھن رہے تھے کپڑے پھاڑنے کے قریب تھے اور آتے ہی کہا کہ ڈاکٹر صاحب کل آپ کتنے غضب کی بات فرما گئے میں تو کل سے لے کر آج تک مست ہوں اس بات کے اندر کہ اس طرح پانی پینے کی عادت ہوگئی ہے' ارے کاہے کی عادت ہوگئی ہے اتباع سنت کی عادت ہوگئی ہے' بھئی دیکھئے اتباع سنت اور ہمارے اکابر کی برکت ساتھ رہتی ہے۔

مجھے رات ہی ایک بات یاد آئی حضرت نواب قیصر صاحب کے جانے کے بعد مجھے حضرت مسیح الامت نے ایک بات فرمائی تھی کہ میرے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی برکت ساتھ رہتی ہے اس برکت سے کام بنتے رہتے ہیں' یوں نہیں فرمایا کہ برکت ہے بلکہ فرمایا کہ برکت ساتھ رہتی ہے اس برکت سے کام بنتے رہتے ہیں بس اتباع سنت اور ہمارے اکابر کی برکت کے بیچ میرے عزیز تیری خود رائی نہ ہو' کالمیت فی ید الغسال اس طرح تو سونپ دے بس۔

ہم مٹی کے ہیں ہمارے اندر مٹاپت ہونی چاہئے مٹاپن ہونا چاہئے بس

کسی کے ہاتھ میں خود کو سونپ کر دیکھ پھر تو کیا بنتا ہے سات موانع میں سے ایک مانع اور رکاوٹ وہ سنت کی مخالفت ہے یا اللہ! ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں ہم نے دین کے شعبوں میں اور زندگی کے تمام گوشوں میں جہاں جہاں سنت کی مخالفت کی ہے ظاہر میں باطن میں ہم اس پر نادم اور شرمندہ ہیں ہم ہاتھ کے ہاتھ یا اللہ معافی مانگتے ہیں جب آپ ایسی بیش قیمت بات ہمیں سنوا رہے ہیں اور آپ کی توفیق سے کراچی جیسے ہنگامی شہر میں ہم دور دراز علاقوں سے چل کر آئے ہیں یا اللہ مہربانی فرمایئے ہم دل ہی دل میں ابھی شرمسار ہو کر آپ سے توبہ کرتے ہیں کہ سنت کی مخالفت آئندہ نہ ظاہر میں کریں گے نہ باطن میں کریں گے۔

دوسرا مانع : کسی ماہر فن شیخ سے بیعت نہ ہونا

دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ غلطی سے کسی بے شرم پیر سے بیعت ہو گیا' اب ساری عمر اس کو نبھا رہا ہے یہ بہت غلطی کی بات ہے یاد رکھئے جو خود پہنچا ہوا نہیں ہے وہ دوسروں کو کیا پہنچائے گا' اصل چیز تو یہ ہے کہ خود گھاٹیوں سے گزرا ہوا ہو اور خالی گزرا ہوا بھی نہ ہو بلکہ گزارنا بھی جانتا ہو تفصیل کا وقت نہیں ہے میں دو تین مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا انشاء اللہ دماغ کی چولیں کھل جائیں گی' آپ کو احساس ہو گا کہ ماہر فن کا

کیا درجہ ہے اور ماہر فن کی کیا ضرورت ہے۔

اس راستے کے اندر ماہر فن ہی جانتا ہے کہ قریب کا راستہ کون سا ہے اور میں اس کو کس طرح گزار کر لے جاؤں گا لہٰذا جو خود واصل نہیں ہے وہ دوسرے کو کیا واصل کرے گا جو خود منزل رسا نہیں ہے وہ دوسرے کی منزل رسائی کیا کرے گا جس کو خود وصال حاصل نہیں ہوا وہ دوسرے کو کیا وصال دلوائے گا لہٰذا اگر بھول سے کہیں ایسی جگہ بیعت ہوگیا ہے تو وہاں سے خاموشی کے ساتھ ہٹ جانا بہتر ہے' اعلانیہ ہٹنے کی ضرورت نہیں ورنہ آپ کے کراچی میں ایک مرحوم پیر صاحب تھے ان کے ایک مرید نے ان کو پرچہ لکھ دیا کہ میں آپ کی فلاں غلط کاریوں کی وجہ سے آپ سے علیحدگی کرتا ہوں تو انہوں نے کمانڈروں کی ایک ٹیم بھیجی اور ان کے ہاتھ پیر تڑوا دیئے اندازہ فرمائیے بتایئے پیری کیا ہوگئی اچھی خاصی ڈکیتی ہوگئی ہاتھ پیر تڑوا دیئے اس بوڑھے آدمی کے اور پھر یہ واقعہ اخبار میں آیا' **انا للہ وانا الیہ راجعون**

اپنے کو سب سے حقیر سمجھو

بھئی اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو؟ کچھ بھی نہ سمجھو یہ کچھ نہ سمجھنے کا راستہ ہے اور اس ہی کو اس کی خوشبو حاصل ہوتی ہے جو قسم کھا کر کہے کہ میں کچھ

بھی نہیں ہوں، قرآن اٹھا کر کہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں، اپنے کو بزرگ سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ لوگ میرے معتقد ہیں یہ حرام ہے گناہ کبیرہ ہے اس گناہ کبیرہ کی نحوست ظلمت کدورت کے ساتھ تم پہ خاک پڑے کہ تم کچھ بھی نہیں ہو کیا ہو سکتے ہو تم اس حالت میں جب اپنے آپ کو بزرگ سمجھتے ہو اور بزرگ سمجھ کر کسی کا ہدیہ لو یاد رکھو وہ ہدیہ لینا بھی ناجائز ہے اپنے آپ کو تم نے کیسے بزرگ سمجھ لیا برگزیدہ سمجھ لیا پہنچا ہوا سمجھ لیا ارے تمہیں شرمسار ہونا چاہئے ہمارے بزرگوں نے اگر کسی کو بیعت کیا ہے تو یہ نظریہ سامنے رکھا ہے کہ میرے شیخ کا حکم ہے ان کے حکم کی تعمیل میں بیعت کرتا ہوں ورنہ میرا کوئی واسطہ نہیں ہے اور اپنے نام پر بیعت نہیں کیا بلکہ پہلے اپنے شیخ کا نام لیا ہے۔

حضرت والا خط میں تحریر فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ کو بیعت بطریق بیعت عثمانی بدست اعلیٰ حضرت مرشدی حکیم الامت نور اللہ مرقدہ داخل سلسلہ کرتا ہوں، اور زبانی بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آپ حضرات کو اپنے پیرو مرشد کے دست مبارک پر بیعت کیا، جی! یہ کیا قصہ ہے اپنے کو بزرگ سمجھنا! خاک ڈالو اس بات پر کیا رکھا ہے ان باتوں میں اور پھر یہ کہنا اپنے منہ سے کہ فلاں میرا معتقد ہے فلاں میرا معتقد ہے ارے کیا آپ نے فیصلہ کرلیا کہ آپ اس قابل ہیں کہ آپ سے عقیدت رکھی جائے، توبہ! توبہ! ہمارے بزرگوں نے تو مرید کو مرید نہیں کہا بلکہ یہ کہا

کہ ہمارے دوستوں میں سے ہیں ہمارے احباب میں سے ہیں ہمارے جاننے والے ہیں آیا جایا کرتے ہیں کچھ شناسائی سی کچھ ملاقات سی ہے' یہ عنوانات اختیار کئے ہیں آپ نے اپنے آپ کو کیوں کچھ سمجھ لیا توبہ! توبہ! اور جنہوں نے سمجھ لیا انہوں نے پڑوایا' اندازہ فرمایئے۔

اس لئے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی آخری تحقیق یہ ہے کہ جب کہیں سے علیحدگی ہو تو مخفی طور سے ہو اعلانیہ نہ ہو کیونکہ لوگوں میں اب خلوص نہیں رہا' بس اتنی سی بات حضرت فرما گئے لیکن بعد میں مشاہدہ یہاں ہوا کہ عجیب بات فرما گئے کہ علیحدگی ہو تو مخفی طریقہ سے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ کمانڈروں کی ٹیم بھیج کر ہاتھ پیر تڑوائے جائیں' لاحول ولا قوۃ الا باللہ' یہ طریق ہے' اگر یہی طریق تمہارے نزدیک ہے تو یاد رکھئے تمہارے اس طریق کو ہم دس دفعہ سلام کرتے ہیں ہم اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بھئی کیا قصہ ہے ہمارے بزرگوں نے تو بیعت کے وقت اتنی پریشانی کا اظہار کیا ہے کہ یا اللہ ہمیں ڈر لگتا ہے' ہم اسکا حق ادا نہیں کرسکتے اس کی ذمہ داری ہم کس طرح قبول کریں میرے حضرت فرمایا کرتے تھے! بیعت کرلینا دراصل بیٹا بنالینا ہے اور کتنے حقوق کو اپنے ذمہ لے لینا ہے' فرمایا خوف آتا ہے کہ ہم اس کو نبھا سکیں گے یا نہیں نبھا سکیں گے کیا کھیل بنالیا ہے آپ نے اس بات کا اور حضرت حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے فقیر کی یہ نیت ہوتی ہے کہ اگر یہ تیر گیا پہلے مرید کے لئے فرمایا کرتے تھے اگر یہ تیر گیا

تو مجھے بھی تیرا کر لے جائے گا اور میں تیر گیا تو چھوڑوں گا میں بھی نہیں میں تیرا کر لے جاؤں گا' سبحان اللہ کیا انداز تھا۔

تو سات موانع میں ایک رکاوٹ سنت کی مخالفت ہے اور دوسری رکاوٹ بے قاعدہ بے شرع پیر سے تعلق کرلیا اب عمر بھر نبھا رہا ہے اور ایسا آٹومیٹیکلی نظام ہے ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں کہ مرید مرگیا اب ظاہر ہے کہ بیوی بھی چھوڑ گیا چار بیٹیاں چھوڑ گیا چار بیٹے چھوڑ گیا نو افراد کو چھوڑ گیا پیر نے آکر قبضہ کرلیا خود بخود اس کی جنس سے اس کے نسب سے جتنے بھی لوگ پیدا ہوتے رہیں گے قیامت تک وہ ہمارے مرید ہی ہوں گے کیونکہ ہمارے مرید کے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں' لاحول ولا قوۃ الا باللہ طریق الی اللہ کو بدنام کرنے والے لوگ ہیں یہ کیا قصہ ہے' کوئی غلامی کا قصہ ہے کیا یہ شرعی غلام ہیں اور شرعی باندیاں ہیں یاد رکھئے یہ شرعی دوست ہیں اور اب تو پوری دنیا کے اندر غلامی کا سلسلہ ہے بھی نہیں۔

میرے حضرت کو کسی نے لکھا کہ مجھے اپنا غلام بنالیجئے حضرت نے تحریر فرمایا کہ غلام بنانے کی اجازت نہیں عرض کیا کہ اچھا اپنا خادم بنا لیجئے فرمایا کہ خادم کی مجھے ضرورت نہیں پھر لکھا اصلاح کے لئے قبول فرمالیجئے تو حضرت نے بسم اللہ تحریر فرمایا کیسی جامعیت ہے جوابات کے اندر! ان ہی حضرات کی صحبت کے اندر دین کی سمجھ آتی ہے اور دین کی سمجھ جو ہے وہ دین کے علم سے بڑھ کر ہے تو! عزیزان من ہمارے اکابر نے تو بیعت کرتے

ہوئے بھی شرمندگی کا اظہار کیا ہے نہ کہ اتنی بے باکی کہ اپنے متعلقین کو پٹوائیں' توبہ! توبہ

تیسرا مانع : نظر کی حفاظت نہ کرنا

اور تیسری رکاوٹ جو ہے وہ بے ریش لڑکوں کی طرف دیکھنا یا ان کی صحبت میں رہنا یا غیر عورتوں کی مجالست بار بار بلا ضرورت اختیار کرنا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

بے ریش لڑکے جن کی داڑھی ابھی اگی نہیں ہے یا اگی تھی سبزۂ آغاز تھا تو وہ منڈانے لگے یہ بے ریش یاد رکھئے تقریباً" بطریق باطن عورتوں کے حکم میں مانے جاتے ہیں اور فرمایا کہ اسی طرح غیر عورتوں کی مجالست بار بار بلا ضرورت اختیار کرنا' حکیم آپ نہیں ڈاکٹر آپ نہیں کوئی مفتی آپ نہیں قاضی آپ نہیں جا جا کر ان میں گھسنا ان میں بلا ضروزت بیٹھنا ان سے گفتگو کرنا نہ خود پردہ کرنا نہ ان کو پردہ کرنے دینا ایسی صورت میں فرمایا کہ ذات باری تعالٰی ایسے لوگوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھتے' اور جس کے ساتھ اللہ تعالٰی کی رحمت کا معاملہ نہ ہو تو ظاہر ہے کہ وہ محروم ہو جاتا ہے لہٰذا یہ چیز بھی ان سات رکاوٹوں میں سے ایک بڑی رکاوٹ ہے اس سے

بچنا چاہئے اور بعض باتیں اس میں بد نظری کی ایسی آجاتی ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ لعنت زدہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

چوتھا مانع : گفتگو میں غیر محتاط ہونا

اور بھی چوتھی رکاوٹ زبان درازی ہے کمالات کا دعویٰ کرنا اور زبان کھولنا الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! زبان بند ہونی چاہئے یا کھلنی چاہئے! زبان اپنی جگہ پر رہنی چاہئے یا دراز ہونی چاہئے؟ اپنی جگہ پر رہنی چاہئے بیچاری ہے بھی تو مونث اور مونث بھی بتیس محافظین کے بیچ میں ہے اور دروازے پر اس کو بضرورت لانے کی اجازت ہے تو ایک ایسی چیز جو کہ پردہ میں رکھنے کی ہے مونث چیز ہے اور اس مونث چیز سے آپ مردوں کا مقابلہ کریں رجال اللہ کا مقابلہ کریں بے ادبی کی باتیں کریں الٰہی توبہ! الٰہی توبہ اور کمالات کا دعویٰ کریں جب کہ کوئی کمال بھی اختیاری نہیں بلکہ غیر اختیاری ان کی عطا' ان کا فضل' ان کی عنایت اور کسی کی دعا و توجہ کا طفیل ہے تو فرمایا کہ یہ بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے طریق الی اللہ میں زبان درازی اور کمالات کا دعویٰ یہ گستاخی اور بے ادبی ہے۔

طریق کا مدار ادب پر ہے

یاد رکھئے! اس طریق کا تمام تر دارومدار ادب کے اوپر ہے' یہ طریق نام ہے ادب کا اور ادب نام ہے راحت پہنچانے کا نہ کہ بے ادبی کرنے کا' گستاخی کرنے کا شاتم' بے باک' گستاخ اور باغی بننے کا توبہ کرنی چاہئے بہت بڑی بات ہے کبھی بھی کسی کے بارے میں بھی زبان درازی نہیں کرنی چاہئے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے مصنوعی پیروں اور جھوٹے شاہوں کا ذکر کیا کہ حضرت مصنوعی پیر بھی ہیں اور جھوٹے سید بھی ہیں' حضرت نے فرمایا کہ اگر تمہارے اندر عشق و محبت ہے تو میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ مصنوعی پیر اور جھوٹے سیدوں کا ادب کی بناء پر زیادہ احترام کرنا چاہئے' حضرت نے صاف فرمایا اور فرمایا کہ بغیر اس کے یاد رکھئے بے ادبی سے آپ بچ نہیں سکتے کیونکہ آج مصنوعی اور جعلی پیر اور سیدوں کے خلاف زبان کھولو گے تو آپ کے اندر بداخلاقی آجائے گی پھر کھلتے کھلتے جہاں جعلیوں پر زبان کھلی نقلیوں پر زبان کھلی پھر اصلیوں پر بھی کھل جائے گی۔

یحییٰ بن اکثم کی حکایت

جی! یحییٰ بن اکثمؒ کی حکایت پہلے بھی سنائی امام بخاری کے استاد ہیں'

امیرالمومنین خلیفہ ہارون الرشید کے یہاں ان کا قیام ہے خلیفہ وقت نے رات کے وقت غلام سے پانی مانگا اس نے پانی نہیں دیا لیکن خلیفہ کی تواضع دیکھئے اٹھ کر پانی لیا اور پی کر سو گئے' یہ ماجرا یحیی بن اکثمؒ دیکھ رہے تھے' صبح کو انہوں نے کہا اے امیرالمومنین یہ کیا قصہ' آپ کے غلام اتنے بے ادب ہیں آپ یا غلام یا غلام کہہ رہے ہیں اور اس نے پلٹ کر جواب دیا کہ کیا لگا رکھا ہے یا غلام یا غلام دن رات یہی قصہ ہے اور پڑ کر سو گیا اور پانی تک نہیں دیا اور آپ نے پانی خود لیا آپ ان کے اخلاق سدھاریئے' تو خلیفہ وقت نے کہا کہ حضرت میں اس بات کو سب سمجھتا ہوں لیکن میرے اوپر ذمہ داری بہت زیادہ ہے یہ معمولی لوگ ہیں ان معمولی لوگوں کے اخلاق سدھارنے کے پیچھے پڑ گیا جن سے مجھے کوئی نقصان نہیں ہے تو میرے اخلاق متاثر ہوں گے جب میرے اخلاق متاثر ہوں گے تو یہ خلافت اسلامیہ ہے تو عام مسلمانوں کے حقوق متاثر ہوں گے اور میں بے اعتدالی پر اتر آؤں گا لہٰذا میں اپنے اخلاق کی حفاظت کی بناء پر ان ملازمین کے منہ نہیں لگا کرتا' اپنے ہاتھ سے کام کرلیا کرتا ہوں' دیکھا آپ نے زبان درازی سے اپنے آپ کو بچایا' ورنہ وہ کھال کھنچوا دیتا بااختیار خلیفہ وقت تھا' معمولی شخص نہیں تھا لیکن اپنے اخلاق کی حفاظت کی' حکیم الامت کا منشاء یہ ہے کہ جن کو تم جعلی کہتے ہو اور نقلی پیر اور سید کہتے ہو آج ان کے خلاف زبان کھولو گے یاد رکھئے جب نقلیوں کے خلاف زبان کھولو گے تو پھر

تم اتنے شاتم اور بے ادب ہو جاؤ گے اور تمہارے اخلاق اتنے گر چکے ہوں گے کہ اصلیوں کے خلاف بھی زبان کھولو گے لہٰذا اس قصہ میں تمہیں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں۔

پانچواں مانع : اپنی مرضی سے مجاہدات کرنا

اور پانچواں مانع اور رکاوٹ یہ ہے کہ شیخ کی تعلیم کے علاوہ اپنی مرضی سے مجاہدہ کرنا اپنی مرضی سے معمولات کرنا' وظائف کرنا اور اپنی مرضی سے شب بیداری کرنا' کیونکہ چند روز میں گھبرا کر سب چھوڑ دے گا' یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے' جتنا وہ بتلا دیں بس اتنا کرلو آسان سی بات ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اعمال میں سے اتنا اختیار کرو کہ اکتاؤ نہیں میں نے حضرت والا سے کئی بار پوچھا کہ فلاں بات حضرت نے ارشاد فرمائی ہے اس پر کب تک عمل کیا جائے ارشاد فرمایا کہ جب تک بشاشت رہے اور جب بشاشت نہ رہے اور طبیعت پر کوئی گرانی ہو تو فوراً" چھوڑ دو کوئی فرض نہیں' تو فرمایا حدیث شریف میں ہے کہ اعمال کی اتنی ہی مقدار اختیار کرو کہ اکتاؤ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہ اکتاؤ یعنی وہ تو ثواب دینے پر قادر ہے تم کئے جاؤ وہ ثواب دیتے رہیں گے لیکن جب تم اکتا

جاؤ گے ظاہر ہے کہ اخلاص تمہارا متاثر ہوگا تمہیں گرانی ہوگی عمل کے اندر کوتاہی ہوگی لہٰذا تم اپنے آپ کو اکتاہٹ سے بچاؤ بس عمل اتنا کرو جتنا تمہارے شیخ نے تمہیں تعلیم فرمایا ہے تو یہ بھی موانع میں سے ایک عظیم رکاوٹ ہے کہ شیخ کی تعلیم کے علاوہ خود مجاہدہ کرنا اس میں آدمی پریشان ہوجائے گا۔

آپ کے شہر کے احباب میں سے ایک صاحب تھے اور ہمیں دیر سے معلوم ہوا ان کے بارے میں ۶۰ برس پہلے کا قصہ ہے کہ انہوں نے اپنی مرضی سے صحرا کی طرف. بحر کی طرف جاکر اپنی مرضی سے طویل طویل وظیفے کرکے اپنے دماغی توازن کو خراب کرلیا ان کی دماغی کیفیات خشک ہوگئیں ان کے یبوست خشونت اندر آگئی بالآخر وہ اتنا اکتائے اور واقعی اس کا یہی نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ انہوں نے فرض نماز بھی چھوڑ دی اور ان کا چہرہ بھی سنت کے مطابق نہ رہا بعد میں ہمیں علم ہوا کہ انہوں نے اپنے اوپر بہت زیادتی کی کہ یہ بحر و جبل میں جاتے تھے اپنی مرضی سے وحشت کھا گئے' دہشت میں آگئے اور گھبراہٹ ان پر طاری ہوگئی بالآخر اکتا گئے اور اکتا کر فرائض و واجبات تاکیدی اعمال بھی ان کے رہ گئے لیکن ایسے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اس کا انتساب یعنی یہ بات منسوب کس کی طرف ہوگی' شیخ کی طرف ہوگی' بلاوجہ اس کو بدنام کرنے والے بن جاتے ہیں' حالانکہ ہماری طرف سے ہر شخص کی صحت اور فرصت کے لحاظ سے بات کی جاتی

ہے۔

اور یاد رکھئے اوراد اور وظائف مقصود نہیں بلکہ معین فی المقصود ہیں اوراد و وظائف اور تسبیحات مقصود نہیں معین فی المقصود ہیں ہمیں ان سے اعانت اتنی لینی ہے کہ جتنی ہمیں ضرورت ہے اس سے زائد نہیں لہٰذا موانع میں سے یہ ایک عظیم رکاوٹ ہے کہ شیخ کی تعلیم کے علاوہ اپنی مرضی سے مجاہدہ کرنا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھبرا کر سب کچھ چھوڑ دے گا اور تاکیدی اعمال بھی اس کے رہ جائیں گے۔

چھٹا مانع : مجاہدات کے ثمرات میں عجلت اور تقاضا کرنا

اور ان سات رکاوٹوں میں سے ایک رکاوٹ جو چھٹی ہے وہ یہ ہے کہ مجاہدات کے ثمرات میں عجلت اور تقاضہ کرنا یعنی یہ سوچنا کہ اتنے دن ہوگئے صاحب کوئی نتیجہ تو بر آمد ہوا نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ امام الاکابر ہیں بڑے آدمی ہیں حکیم الامت حضرت تھانوی نے ان کو اپنا شیخ تسلیم کیا ہے ان کے یہاں ایک شخص دس سال رہا اور کہا کہ حضرت بس مجھے اجازت دیجئے میں جانا چاہتا ہوں اور اس نے قطع تعلق کی سی صورت ظاہر کی، یہ حضرات مستغنی بھی ہوتے ہیں اور متواضع بھی ہوتے ہیں خدمت کا غلبہ بھی ان میں غالب ہوتا ہے، عجیب

عجیب قسم کی شانیں ان کاملین کے اندر ہوتی ہیں، حضرت کو کچھ تعجب ہوا کہ ایک پرانا رہنے والا کیوں جارہا ہے حضرت گنگوہی نے ان سے پوچھا کہ بے شک آپ جاسکتے ہیں ہمارے یہاں کسی کو مقید اور محبوس نہیں رکھا جاتا سب کی آزادی مطلوب ہے اگر جی جانے کو چاہتا ہے تو بے شک آپ چلے جائیں لیکن اتنی سی بات بتلادیں کہ جانے کا منشاء کیا ہے کہنے لگے حضرت دس سال ہوگئے میں کسی قابل نہ ہوا اور اتنے مجاہدات کا کوئی ثمرہ اور نتیجہ میرے سامنے نہ آیا، حضرت گنگوہی عارف باللہ تھے فرمانے لگے کہ آپ نے ثمرہ اور نتیجہ اپنے ذہن میں کیا متعین کر رکھا تھا، کہنے لگے کہ جی! میں نے اپنے ذہن میں یہ ثمرہ ان مجاہدات کا متعین کیا ہوا تھا کہ جس طرح سے آپ منصب مشیخت پر ہیں اور لوگوں کو فیض یاب کر رہے ہیں اسی طرح سے میں بھی کروں گا لیکن آپ کی جانب سے ایسا کچھ نہ ہوا اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ماشاء اللہ آپ نے بات صاف کردی اب میرے دل میں کوئی بات نہ رہی اب آپ کے جانے کا کوئی دکھ اور غم نہیں ہے بسم اللہ آپ تشریف لے جایئے، اندازہ فرمایئے، مجاہدات کے ثمرات اور نتائج جو بھی ہوں ایک تو اس پر نظر نہیں رکھنی چاہئے جی ہاں! دوسری بات اس پر مزید زہر پر زہر، کریلا اور نیم چڑھا کہ عجلت اور تقاضہ لہٰذا یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے اس سلسلے میں، وقت نہیں ہے ورنہ میں کچھ اور عرض کرتا یہ بہت بڑی رکاوٹ ہے اپنے آپ کو بالکلیہ سونپ دینا چاہئے اور جو مجاہدہ تجویز کیا

جائے اس سے نہ کم کیا جائے نہ زیادہ کیا جائے نہ اپنے ذہن میں اس کا کوئی ثمرہ اور نتیجہ متعین کیا جائے' بالکل نہ کیا جائے بس سونپ دینا چاہئے۔

یاد رکھئے تفویض جو ہے وہ طریق میں کامیابی کے لئے مفتاح فلاح ہے یعنی مفتاح فلاح سونپ دینا یعنی آسان سی بات یہ ہے کہ سونپ دے اور جب اعتماد ہے تو ان کی مرضی جیسا وہ چاہیں بنا دیں ہاں سونپ دینا چاہئے ارے سونپ کر تو دیکھے کتنی آسانی ہے جب پکا پکایا ملے تو پکانے کی کیا ضرورت ہے اور کوئی دوسرا بوجھ اٹھانے والا ہو تو آپ کو بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے! گود میں لے جانے والا ہو تو پھر پیدل گھسٹنے کی کیا ضرورت ہے یہ کلمات حضرت فرمایا کرتے تھے سونپ دینا چاہئے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ کام بن جائے گا' سہارنپور میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت محی السنتہ نے فرمایا دیکھو ہمارے کہنے سے تم چلنا شروع کردو بالآخر اگر تم نہ چل سکے تو یہ ہمارا وعدہ ہے ہزاروں کے مجمع میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ گود میں لیجا کر پہنچا دوں گا محروم نہیں رہو گے' واہ خواجہ صاحب کیا فرما گئے۔

مستی کے لئے بوئے مئے تند ہے' کافی
میخانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

عجیب بات حضرت والا فرما گئے کہ گود میں لے کر میں تمہیں پہنچا دوں گا یہ مرا ذمہ ہے' لیکن تم چلنا شروع کردو تم سونپ دو بات مانو خود رائی کو چھوڑ

دو پھر تم دیکھو کہ کس طرح نہیں پہنچتے ہو اور اگر تم نہ پہنچے تو میں گود میں اٹھا کر پہنچا دوں گا اور کیا چاہئے تو رہبر پر اعتماد کرنا چاہئے شیخ کی تعلیم پر اعتماد کرنا چاہئے۔

اپنی جانب سے کوئی ثمرہ اور نتیجہ متعین نہ کرے اور نہ ہی اس کا تقاضہ کرے نہ اس میں عجلت کرے بس توفیق پر مرمٹے میں تو یہ کہتا ہوں کہ توفیق پر مرمٹے میرے حضرت نے ایک بات فرمائی کہ توفیق علامت ہے قبولیت کی اور توفیق جب کبھی ظاہر ہوتی ہے تو اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اللہ کی امداد مخفی بندے کے لئے شامل حال ہو جاتی ہیں۔

ساتواں مانع : شیخ سے محبت میں فتور ڈالنا

اور بھی ایک رکاوٹ جو ساتویں رکاوٹ ہے وہ بھی بہت بڑی رکاوٹ ہے وہ شیخ سے محبت میں فتور ڈالنا ہے محبت شیخ ہی تو کچھ ہے فناء فی الرسول فناء فی اللہ فناء الفناء ارے! سارے مقامات حضرت نے فرمایا کہ اس کی بنیاد فناء فی الشیخ ہے' جب فناء فی الشیخ نہیں تو کچھ بھی نہیں بن سکتا' جب بنیاد ہی نہیں تو ایسا ہوا کہ جیسے ریت میں کھونٹا گاڑنا ارے ریت میں کھونٹا جو ہے کیا وہ مضبوط ہوا کرتا ہے؟ دکھاوے کا ہوتا ہے ایک مانع جو ہے وہ شیخ

سے محبت میں فتور ڈالنا ہے' ایسے لوگ جو شیخ سے مناسبت نہیں رکھتے کبھی بھی ان لوگوں سے مت ملو نہ ان کی نشست اختیار کرو نہ ان کے پاس بیٹھو۔

اور سب سے بڑی چیز جو ہے وہ شیخ سے مناسبت ہے اور مناسبت ہی نفع کیلئے شرط ہے اور مناسبت عقلی ہو چاہے بے شک ابھی حال نہ بھی بنا ہو اور مناسبت طبعی نہ ہو اور ابھی اپنے آپ کو اس میں کھپانا نہ ہوا ہو' عقلاً" یہ فیصلہ کر لے کہ یہ میرا رہبر ہے میرا معلم ہے' میرا خیر خواہ ہے میری دانست اور جستجو اور تلاش میں اس سے بہتر روئے زمین پر مجھے اور کوئی نہیں مل سکتا یہ مناسبت عقلی ہے اور مناسبت اختیاری ہے غیر اختیاری نہیں بس جب انشاء اللہ عقلی مناسبت ہو گی موانست بھی ہو جائے گی انسیت بھی ہو جائے گی اور فیضان جاری ہو جائے گا اور اس مناسبت کی پہچان یہ ہے کہ شیخ کے اقوال پر احوال پر اس کی ہر چیز پر انسیت ہو نکیر نہ ہو اعتراض نہ ہو خدانخواستہ غیر اختیاری طور پر کوئی خیال ایسا آئے جو مناسبت کے خلاف ہو تو فوراً" خدا کی پناہ پکڑنا چاہئے یا اللہ تو مجھے بچا لے یہ بھی حضرت فرما گئے غیر اختیاری اگر کوئی وسوسہ اور خیال آئے تو فوراً" اللہ سے رجوع کرنا چاہئے یا اللہ ہم سب کو فہم طریق' طریق الی اللہ یعنی اللہ تک پہنچنے کا جو راستہ ہے یا اللہ اس کی سمجھ ہم سب کو عطا فرما۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین